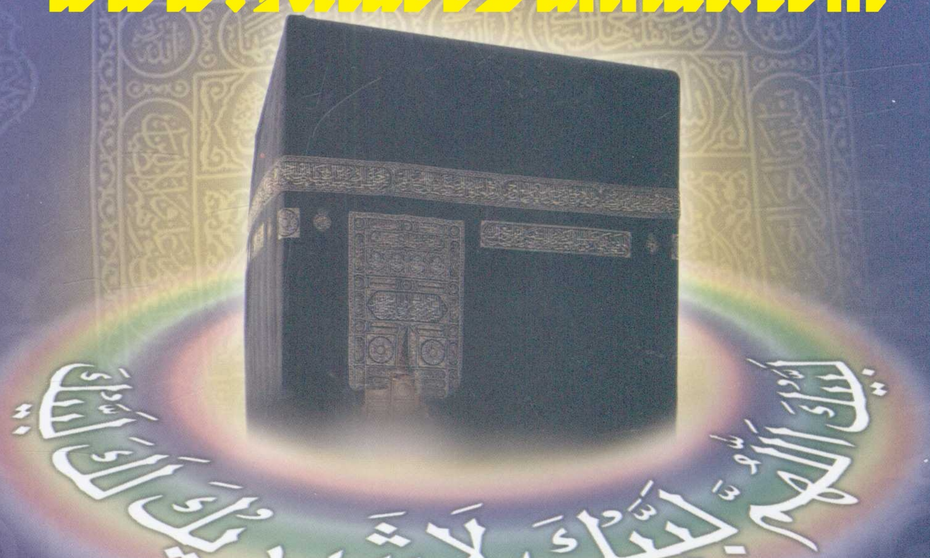
تفہیم کتاب وسنت

8

کتاب الحج والعمرۃ

حج وعمرہ کے فضائل ومسائل، مسنون طریقہ کار، مکہ ومدینہ کی حرمت اور چند بدعات حج کا بیان

حج وعمرہ کی کتاب



تالیف وتخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز
FIQHULHADITH PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

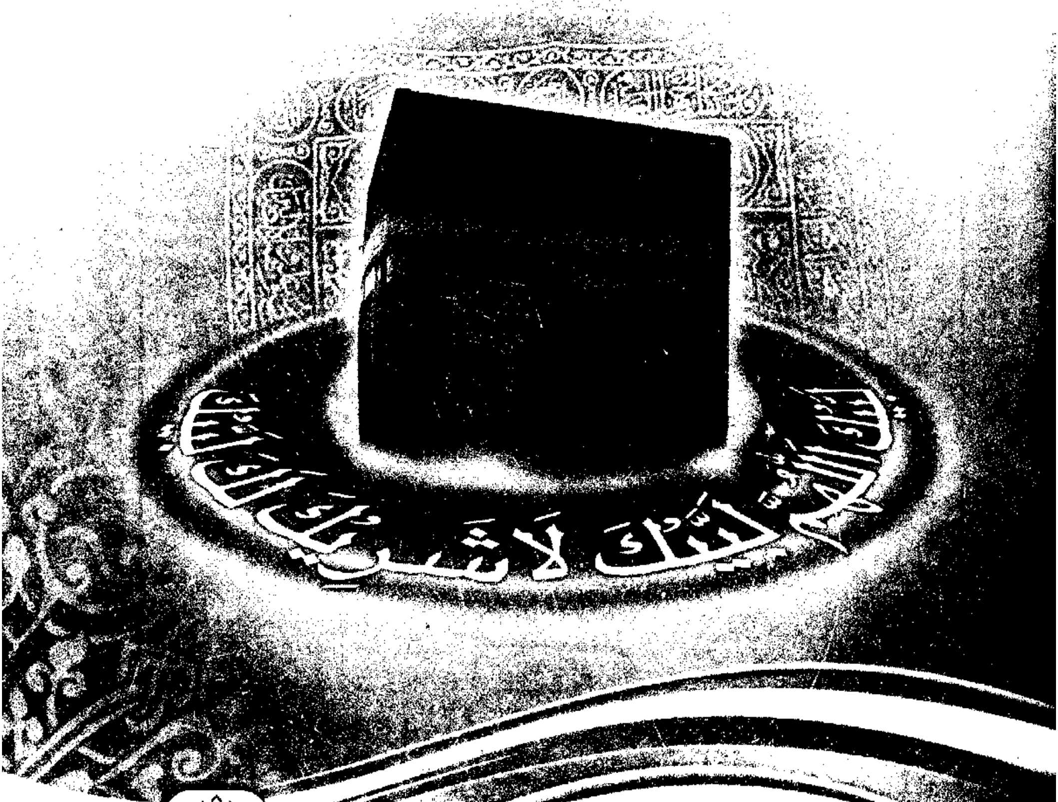
تفہیم کتاب وسنت

8

کتاب الحج والعمرۃ

حج وعمرہ کے فضائل ومسائل، مسنون طریقہ کار،
مکہ ومدینہ کی حرمت اور چند بدعاتِ حج کا بیان

حج وعمرہ کی کتاب



تالیف وتخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

FIQHULHADITH PUBLICATIONS

FIQHULHADITH PUBLICATIONS

تاریخ اشاعت ________ جولائی 2006ء

مطبوعہ ________ چاچا حمید پرنٹرز لاہور

ناشر

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

لاہور - پاکستان

Phone: **0300-4206199**

E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com

Website: www.fiqhulhadith.com

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

Phone: **042-7321865**

E-mail: nomania2000@hotmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

حج اسلام کا ایسا رکن ہے جو مجموع العبادات ہے۔اس کی اہمیت اسی سے عیاں ہے کہ یہ بدنی' مالی' لسانی اور قلبی ہر قسم کی عبادات کا مرکب ہے۔اس میں جہاں بعض مخصوص بدنی ولسانی اعمال بجالانے ہوتے ہیں' وہاں مالی قوت کے بغیر بھی اس تک رسائی ممکن نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسے صرف صاحبِ استطاعت پر ہی فرض کیا گیا ہے۔لیکن اگر صاحبِ استطاعت لوگ بھی اس عظیم عمل کے لیے خرچ کرنا مال کا ضیاع سمجھ بیٹھیں تو ان کے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جانے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

تاہم ایسے روشن خیال' جدت پسند اور دقیانوس حضرات کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہی ہے۔وگرنہ ہر صاحب عقل و دانش مسلمان کے دل میں زیارت حرمین کی تمنا ضرور مچلتی ہے۔اس کی وجہ محض یہی نہیں کہ قرآن وحدیث میں حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔حج کرنے والے کی سعادت مندی وخوش بختی میں یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو' ہر قسم کے گناہ سے پاک حج کی جزا صرف جنت ہی ہے' پے در پے حج وعمرہ کرنا یوں گناہوں کا خاتمہ کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے اور سونا چاندی کی میل کچیل ختم کر دیتی ہے' حاجی مستجاب الدعوات ہے وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ ان تمام تر حقیقتوں کے ساتھ ساتھ ایک ناقابل تردید حقیقت یہ بھی ہے کہ جس سرزمین (شہر مکہ) میں مناسکِ حج سرانجام دیئے جاتے ہیں' اس کے ساتھ اہل اسلام کا نہایت مضبوط تاریخی' روحانی اور قلبی تعلق بھی وابستہ ہے۔شہر مکہ ہی وہ سرزمین ہے جسے امام الانبیاء' محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت وبعثت کے لیے چنا گیا۔یہی وہ سرزمین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے فرشتوں کے ہاتھوں اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھوں اپنا گھر ''بیت اللہ'' تعمیر کرایا۔پھر اپنے دور میں محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تعمیر میں شرکت فرمائی۔یہی وہ سرزمین ہے جس میں ''حجر اسود'' ہے' جس پتھر کو جنت سے اتارا گیا' جو دودھ سے زیادہ سفید تھا مگر انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا' طواف کے ہر چکر میں جس کا استلام کر کے اس سے محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔اسی سرزمین میں جنت سے اتارا گیا دوسرا پتھر ''مقام ابراہیم'' ہے' جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھائیں اور معجزانہ طور پر آپ کے قدموں کے نشانات اس پر آج بھی موجود ہیں۔اسی سرزمین میں ریشمی غلاف میں ملبوس خانہ کعبہ کی وہ پرشکوہ عمارت ہے جسے دیکھتے ہی غافل دل بھی وجد میں آ جاتا ہے' عیش پسند بھی خدا پرست بن جاتا ہے اور ساری زندگی بلاخوف وخطر گناہ کرنے والا بھی اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی سے ہراساں ہو جاتا ہے۔یہی وہ سرزمین ہے جس میں صفا ومروہ کی دو پہاڑیاں ہیں' جن کے درمیان سعی کرتے ہوئے آج بھی پانی کی تلاش میں بھاگتی ہوئی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔یہی وہ سرزمین ہے جس میں آب

زمزم کا لازوال کنواں ہے' جس کے پانی کو پینے والا آج بھی پیاس سے نڈھال ننھے اسماعیل کے زمین پر ایڑیاں رگڑنے کا منظر دیکھتا ہے' جس پانی کو جس نیک مقصد کے لیے بھی پیا جاتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے' جس میں بھوکوں کی خوراک اور بیماروں کی شفا ہے' جس پانی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کے ساتھ محمد ﷺ کے سینۂ مبارک کو دھویا گیا۔

اسی گہرے تعلق کے باعث اس سرزمین میں دنیا کا سب سے زیادہ دلفریب منظر دیکھنے کو ملتا ہے کہ دنیا کے مختلف اطراف واکناف سے آئے ہوئے زائرین جن میں عربی بھی ہیں اور عجمی بھی' گورے بھی ہیں اور کالے بھی' اغنیاء بھی ہیں اور فقراء بھی' مرد بھی ہیں اور خواتین بھی' جوان بھی ہیں اور بچے بھی' بوڑھے بھی ہیں اور طفلانِ شیرخوار بھی' صاحبانِ اقتدار بھی ہیں اور اربابِ اختیار بھی' امیر بھی ہیں اور مامور بھی' حکمران بھی ہیں اور محکوم بھی' کچھ ایسے بھی ہیں جو نہ جانے کتنے برس پائی پائی جوڑ کر یہاں پہنچے ہیں' کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں ان کے سعادت مند بیٹے اپنے کندھوں پر اٹھائے طواف کرتے اور خدمتِ والدین کا حق ادا کرتے نظر آتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں ان کی صالح اولاد نے وہیل چیئر پر بٹھا رکھا ہے۔ لیکن یہ سب ایک ہی لباس' ایک ہی آواز' ایک ہی انداز' ایک ہی اسلوب' ایک ہی کیفیت میں مبتلا اتحاد و یگانگت اور وحدتِ امت کا حسین نقشہ پیش کرتے نظر آتے ہیں' جو کہ فی الحقیقت مقاصدِ حج میں سے ایک اہم مقصد بھی ہے۔

یہ حقیقت صرف اسی کے سامنے آشکار ہوتی ہے جو موسمِ حج شروع ہوتے ہی اپنی تمام تر دنیوی مصروفیات بالائے طاق رکھ کر " لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ " کی صدائیں بلند کرتا ہوا سرزمینِ حجاز کا رخ کرتا ہے اور وہاں پہنچ کر اپنی آنکھوں سے یہ محیر العقول منظر دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار سعادتِ حج اور زیارتِ حرمین شریفین سے شرف یاب ہونے کی توفیق خاص عنایت فرمائے۔ یاد رہے کہ زیارتِ حرمین کے لیے محض مالی فراوانی یا وقت نکالنا ہی کافی نہیں بلکہ حج وعمرہ اور زیارات سے متعلقہ مسائل کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ مبادا کہ انسان مال بھی صرف کرے' وقت بھی نکالے' اہل وعیال کی جدائی بھی برداشت کرے' طویل سفر بھی کرے' مگر اس کی یہ ساری کوشش رائیگاں چلی جائے صرف اس وجہ سے کہ لاعلمی میں اس نے دورانِ حج وعمرہ کسی ایسے عمل کو ترک کر دیا جس کے بغیر حج وعمرہ کی تکمیل نہیں ہوتی یا کسی ایسے فعل کا ارتکاب کر لیا جس سے حج وعمرہ باطل و فاسد ہو جاتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب " كتاب الحج والعمرة " میں حج وعمرہ سے متعلقہ تقریباً تمام مسائل یکجا کرنے کی سعی اسی غرض سے کی گئی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے شرف یاب ہونے والے حضرات کسی مقام پر بھی کتاب وسنت کی رہنمائی سے محروم نہ رہیں۔ اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کی روشنی میں حج وعمرہ کی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی اس کاوش کو قبول فرمائے' اسے عامۃ الناس کے لیے نافع بنائے اور اسے راقم' اس کے اہل وعیال اور اس کے تمام معاونین کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ (آمین)

حافظ عمران ایوب لاہوری

بتاریخ: جون 2005ء ، بمطابق: جمادی الاول 1426ھ

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

باب 2 حج و عمرہ کے احکام

باب 5 عمرہ کا طریقہ ادائیگی

باب 6 حج کا طریقہ ادائیگی

باب 7 میقات کا بیان

باب 8 احرام کے احکام

باب 9 ممنوعات و مباحاتِ احرام

باب 10 تلبیہ کا بیان

باب 11 دخولِ مکہ کیلئے مستحب افعال

باب 12 طواف و سعی کا بیان

باب 13 ایامِ حج کے احکام

باب 14 جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی

باب 15 سر منڈانا اور طوافِ زیارت

باب 16 ایامِ تشریق اور طوافِ وداع

باب 17 حج سے روکا جانا اور حج کا فوت ہونا

باب 18 مکہ و مدینہ کی حرمت

باب 19 زیارات کا بیان

باب 20 بدعاتِ حج کا بیان

حج وعمرہ سے متعلقہ چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

آفاقی:	جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے میقات کے باہر سے آئے۔ وہ میقات اور بیت اللہ کے درمیان کسی علاقے کا رہائشی نہ ہو۔
إِحْرَام :	احرام اُس خاص لباس کو کہتے ہیں جو حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے پہنا جاتا ہے۔
أَشْهُرُ الْحَجِّ:	حج کے مہینے یعنی شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔
أَيَّامِ حج :	8 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک کے درمیانی دن جن میں مناسکِ حج ادا کیے جاتے ہیں۔
أَقْسَامِ حج:	حج کی یہ تین قسمیں: ① حَجِّ تَمَتُّع ② حَجِّ قِرَان ③ حَجِّ إِفْرَاد
أَقْسَامِ طَوَاف:	طواف کی پانچ قسمیں ہیں: ① طوافِ قدوم ② طوافِ افاضہ ③ طوافِ وداع ④ طوافِ عمرہ ⑤ طوافِ نفلی
أَرْكَانِ بَيْتُ اللّٰهِ:	اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں کونے ہیں۔
إِضْطِبَاع:	طوافِ قدوم کے لیے چادر کو دائیں بغل سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈالنا اور دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔ یہ عمل صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔
إِسْتِلَام:	① حجر اسود کو بوسہ دینا' ② کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھونا اور پھر چھڑی کو بوسہ دینا' ③ اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا' ④ یا صرف ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر دینا۔ یا چاروں صورتیں ''استلام'' کہلاتی ہیں۔
أَيَّامِ مِنٰى:	منیٰ کے دن یعنی 10' 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کی عصر تک۔ جن میں حاجی منیٰ میں مقیم ہوتے ہیں اور ان چار دنوں میں جانور قربان کرتے ہیں۔
أَيَّامِ تَشْرِيق	11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں کو ''ایام تشریق'' کہتے ہیں۔
إِشْعَار:	قربانی کے اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیرا لگانا اور جو تھوڑا بہت خون بہہ نکلے اسے کوہان اور بالوں پر مل دینا۔ یہ عمل مسنون ہے۔
بَيْتُ اللّٰهِ:	اللہ کا پہلا گھر جسے سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا' پھر طوفانِ نوح میں تباہ ہو جانے کے بعد ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا اور آج یہ گھر پوری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ اور ان کی روحانی تسکین کا مرکز ہے۔
تَلْبِيَه:	تلبیہ کا مطلب ہے ''لبیک کہنا'' اور اس کے کلمات یہ ہیں: '' لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ' لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ' إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ' لَا شَرِيْكَ لَكَ ''
تَفَث:	میل کچیل' مراد ہے حجامت اور جسمانی صفائی' جو 10 ذوالحجہ کے روز کی جاتی ہے۔
تَنْعِيم:	یہ مقام بیت اللہ سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مدینہ سے آتے ہوئے حرم مکی کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سے احرام باندھنا درست نہیں کیونکہ یہ میقات نہیں۔

جَمَرَات:	اس کی واحد ہے " جَمْرَة " جس کا معنی ہے "ستون"۔ مراد وہ تین ستون ہیں جو مسجدِ خیف کے قریب ہیں اور حاجی انہیں یوم النحر اور ایام تشریق کے دوران کنکریاں مارتے ہیں۔
اَلْجَمْرَةُ الْأُوْلٰى:	پہلا جمرہ' یہ مسجدِ خیف کی طرف سے جمرات کی طرف آتے ہوئے پہلا جمرہ ہے۔ اسے جَمْرَه دُنْيَا (قریبی) اور جَمْرَه صُغْرٰى (چھوٹا) بھی کہتے ہیں۔ 10 ذوالحجہ کے علاوہ باقی دنوں میں رمی کرتے ہوئے اسی جمرے سے ابتدا کی جاتی ہے۔
اَلْجَمْرَةُ الْوُسْطٰى:	درمیانہ جمرہ' یہ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ عقبہ کے درمیان ہے۔
اَلْجَمْرَةُ الْكُبْرٰى:	بڑا جمرہ' جَمْرَه عَقَبَه بھی اسی کو کہتے ہیں۔ مسجدِ خیف کی طرف سے آتے ہوئے یہ آخری جمرہ ہے اور مکہ سے طریقِ مشاۃ پر چلتے ہوئے منیٰ آئیں تو یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ 10 ذوالحجہ کے روز صرف اسی کی رمی کی جاتی ہے۔
جُحْفَه:	یہ بستی شام و مصر کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے۔ لیکن اب یہ ویران ہو چکی ہے اسی لیے آج کل اس کے ایک قریبی مقام "رَابِغ" سے احرام باندھا جاتا ہے۔ یہ مقام مکہ سے شمال مغرب کی جانب 187 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
جِعرَّانَه:	یہ وہ مقام ہے جہاں تک مشرق میں حرم مکی کی حدود ہے۔ "اَلْمُسْتَوْفِرَه" کی جانب سے آئیں تو یہاں سے حرم مکی کی حد شروع ہوتی ہے۔ یہ مقام مسجدِ حرام سے تقریباً 23 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
جَنَّةُ الْمُعَلّٰى:	مکہ مکرمہ کے ایک قدیم قبرستان کا نام۔
جَنَّةُ الْبَقِيْع:	مدینہ منورہ کا وہ قدیم قبرستان جو بہت سے صحابہ وصحابیات کا مدفن ہے' "بَقِيْعُ الْغَرْقَد" بھی اسی کو کہتے ہیں۔
جَبَلُ الرَّحْمَه:	عرفات کے میدان میں واقع ایک پہاڑی کا نام جس کے دامن میں نبی ﷺ نے وقوف کیا۔
جَبَلِ ثَوْر:	مکہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام جہاں غارِ ثور واقع ہے۔ ہجرت کے وقت نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تین دن تک اسی غار میں پناہ لی تھی۔
جَبَلِ نُوْر:	مکہ کے قریب وہ پہاڑ جہاں غارِ حرا واقع ہے۔ نبی ﷺ پر پہلی وحی اسی غار میں نازل ہوئی۔
جَبَلِ اُحُد:	مدینہ کے قریب ایک پہاڑ جہاں جنگِ اُحد برپا ہوئی۔
حَج:	مخصوص ایام میں چند مخصوص افعال کی بجا آوری کے لیے بیت اللہ شریف کا قصد کرنا۔
حَاجِي:	"حُجَّاج" کی واحد ہے۔ اس کا معنی ہے "حج کرنے والا"۔
حَجِّ مَبْرُوْر:	ایسا حج جو سنت کے مطابق' صرف حلال کمائی سے ادا کیا جائے اور اس میں کسی قسم کے فسق و فجور' فحش گوئی اور لڑائی جھگڑے کا ارتکاب نہ کیا جائے۔
حَجِّ تَمَتُّع:	حج کی وہ قسم جس میں حاجی عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے۔ پھر ایامِ حج میں دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے۔ اس حج کے کرنے والے کو "مُتَمَتِّع" کہتے ہیں۔

حَجِّ قِران:	حج کی وہ قسم جس میں حاجی حج اور عمرہ دونوں کے لیے اکٹھا احرام باندھتا ہے اور ایک ہی احرام کے ساتھ پہلے عمرہ اور پھر حج ادا کرتا ہے۔ اس حج کے کرنے والے کو " قارِن " کہتے ہیں۔
حَجِّ إِفْرَاد:	حج کی وہ قسم جس میں حاجی صرف حج کا احرام باندھتا ہے۔ ایسے حاجی کو " مُفرِد " کہتے ہیں۔
حَجِّ بَدَل:	اپنے حج کے بعد کسی دوسرے معذور شخص کی طرف سے حج ادا کرنا "حجِ بدل" کہلاتا ہے۔
حَجِّ أَكْبَر:	قرآن کریم میں حجِ اکبر 9 ذوالحجہ یعنی یوم عرفہ کو کہا گیا ہے اور جو یہ مشہور ہے کہ اگر حج یعنی یومِ عرفہ جمعہ کے روز آ جائے تو یہ حجِ اکبر ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے' یہ بات درست نہیں۔
حَرَمِ مَكِّي:	بیت اللہ کے اِردگرد وہ محدود علاقہ جس میں شکار کرنا اور گھاس یا درخت کاٹنا حرام ہے۔
حَرَمِ مَدَنِي:	مسجد نبوی کے اردگرد وہ محدود علاقہ جو حرمت و تقدس میں حرمِ مکی کی مانند ہی ہے۔
حِلَّت:	حلال ہونا' مراد ہے احرام کی پابندیوں سے آزاد ہونا۔
حَجَرِ أَسْوَد:	وہ سیاہ پتھر جو بیت اللہ کے جنوب مشرقی کونے میں نصب ہے' اس پر چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے۔ اسی سے طواف کی ابتداء اور انتہاء ہوتی ہے۔
حَطِيم:	بیت اللہ کے عراقی اور شامی کونے کے درمیان وہ جگہ جس کے گرد دائرے کی شکل میں ایک چھوٹی سی دیوار بنائی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کے باہر سے طواف کریں کیونکہ وہ جگہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے۔ دراصل ایامِ جاہلیت میں کفارِ مکہ کی حلال کمائی کم پڑ جانے کی وجہ سے اس جگہ کو بغیر تعمیر کیے ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس جگہ کو "حِجرِ اِسْمَاعِيْل " بھی کہا جاتا ہے۔
حَلْق:	مکمل سر کے بال منڈوانا۔
دَم:	اس کا معنی ہے "خون"۔ مراد ہے وہ قربانی جو بطور فدیہ دی جاتی ہے۔
دَمِ إِحْصَار:	اگر کسی نے مشروط احرام نہ باندھا ہو اور مکہ پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی اسے کوئی رکاوٹ پیش آ جائے تو وہ ایک جانور کسی دوسرے کے ہاتھ مکہ روانہ کر دے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو رکاوٹ کی جگہ پر ہی وہ جانور قربان کر دے۔ یہ قربانی "دمِ إِحْصَار" ہے۔
ذُو الْحُلَيْفَه:	مدینہ اور اس کے گرد و نواح سے آنے والے حضرات کا میقات ہے۔ مدینہ سے قریب ہے اور مکہ سے تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کا نام " آبارِ علی " ہے۔
ذَاتُ الْعِرْق:	یہ بستی اہل عراق کا میقات ہے جو مکہ سے شمال مشرق میں 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اب یہ بستی تو موجود نہیں لیکن اس کے قریب ہی " الضُّرَيْبَه " نامی مقام ہے جسے "خَرِيْبَات" بھی کہتے ہیں۔ آج کل لوگ اسی مقام سے احرام باندھتے ہیں۔
رَمَل:	طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں کندھے ہلاتے ہوئے دوڑنا۔ یہ عمل صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔
رَمْي:	جمرات کو کنکریاں مارنا اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا۔

رُکْنِ یَمَانِي:	بیت اللہ کا جنوب مغربی کونہ جو یمن کی جانب ہے۔ دورانِ طواف اگر ہو سکے تو اسے چھونا چاہیے کیونکہ یہ مسنون ہے۔
رُکْنِ عِرَاقِي:	بیت اللہ کا شمال مشرقی کونہ جو عراق کی جانب ہے۔
رُکْنِ شَامِي:	بیت اللہ کا شمال مغربی کونہ جو شام کی طرف ہے۔
رَوْضَۃ رَسُوْل:	رسول اللہ ﷺ کی جائے وفات اور مدفن جو دراصل عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ اب اس کے گرد بغرضِ حفاظت کئی مضبوط دیواریں تعمیر کر دی گئی ہیں۔
رَوْضَۃ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ:	مسجدِ نبوی کی وہ جگہ جو رسول اللہ ﷺ کے گھر اور منبر کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ جگہ ''جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ'' ہے۔
زَمْزَم:	وہ متبرک پانی جس کا کنواں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بحکمِ الٰہی اس وقت جاری ہوا جب ننھے اسماعیل کو سخت پیاس لگی اور اماں ہاجرہ علیہا السلام پانی تلاش کرتے کرتے تھک گئیں۔ اب یہ کنواں تہ خانے میں ہے لیکن اس کا پانی ہر وقت میسر ہوتا ہے۔
سَعْي:	صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگاتے ہوئے تیز چلنا یا دوڑنا۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر۔
صَفَا وَمَرْوَہ:	یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جو اب موجود نہیں بلکہ ان کے صرف نشانات ہی باقی ہیں۔ ''صَفَا'' بیت اللہ کے جنوب مشرق میں اور ''مَرْوَہ'' شمال مشرق میں واقع ہے۔
صُفَّہ:	اُس چبوترے کا نام جو مسجد نبوی کے قریب تھا۔ صحابہ کرام اس چبوترے کے پاس علم حاصل کرنے کی غرض سے بیٹھے رہتے۔ یہی صحابہ ''اصحابِ صفہ'' کہلاتے تھے۔ اب یہ چبوترہ مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا ہے۔
طَوَاف:	اجر و ثواب کی نیت سے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانا اور پھر مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرنا۔
طَوَافِ قُدُوْم:	احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچتے ہی جو طواف کیا جاتا ہے اسے ''طوافِ قدوم'' کہتے ہیں۔
طَوَافِ إِفَاضَہ:	وہ طواف جو 10 ذوالحجہ کے روز کیا جاتا ہے۔ اسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔
طَوَافِ وَدَاع:	وہ طواف جو تمام مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد واپس لوٹنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔
طَوَافِ عُمْرَہ:	وہ طواف جو دورانِ عمرہ کیا جاتا ہے۔
طَوَافِ نَفْلِي:	ہر وہ طواف جو حج و عمرہ کے طوافوں کے علاوہ کسی بھی وقت بغیر احرام کے کیا جا سکتا ہے۔
طَرِیْقُ الْمُشَاۃ:	مکہ سے پیدل منیٰ پہنچنے کا وہ راستہ جس کا کچھ حصہ سرنگوں پر مشتمل ہے اور کچھ باقی حصے پر چھت ڈال دی گئی ہے تاکہ حجاج کرام گرمی کی شدت سے محفوظ رہ سکیں۔
عُمْرَہ:	سال بھر میں چند مخصوص افعال کی بجا آوری کے لیے بیت اللہ شریف حاضر ہونا۔
غَیْر مَحْرَم:	ایسا مرد جس سے عورت کا نکاح جائز ہو مثلاً دیور، بہنوئی اور خالو وغیرہ۔
فِدْیَہ:	وہ سزا جو حاجی یا معتمر کے لیے احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے کے باعث مقرر کی گئی ہے۔

قَرْنُ الْمَنَازِل:	یہ اہل نجد کا میقات ہے۔ دراصل یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں ایک بستی تھی جو اب موجود نہیں۔ آج کل اس کے قریب "السَّیل" مقام سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے تقریباً 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
قِلَادَہ:	یہ "قَلَائِد" کی واحد ہے اور اس کا لفظی معنیٰ "ہار" ہے۔ اصطلاحاً اس سے مراد وہ ہار ہے جو قربانی کے جانور کے گلے میں بصورتِ جوتا وغیرہ لٹکایا جاتا ہے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ جانور کہیں گم ہو جائے تو کوئی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور اسے مکہ کی طرف روانہ کر دے۔
لَیْلَةُ الْمُزْدَلِفَه:	مزدلفہ کی رات' مراد 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات ہے جو مزدلفہ میں گزاری جاتی ہے۔
لَيَالِي مِنىٰ:	منیٰ کی راتیں' مراد 10 سے 13 ذوالحجہ تک کی راتیں ہیں جو منیٰ میں بسر کی جاتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی شرعاً معذور ہو تو وہ یہ راتیں منیٰ سے باہر بھی بسر کر سکتا ہے۔
مَحْرَم:	وہ رشتہ دار جس سے عورت کا ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو مثلاً باپ' بیٹا اور بھائی وغیرہ۔
مُحْرِم:	احرام باندھنے والا شخص۔
مَشْرُوط تلبیه:	احرام باندھتے وقت یہ شرط لگانا: ((اَللّٰھُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ)) "اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے۔" اس شرط کے بعد اگر کسی کو راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ جائے اور اسے احرام کھولنا پڑے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہوگا۔
مِیْقَات:	وہ جگہ جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے اور احادیث میں ان جگہوں کا ذکر ہے: ذُوالْحُلَیْفَه' جُحْفَه' قَرْنُ الْمَنَازِل' یَلَمْلَم اور ذَاتُ الْعِرْق۔
مقامی:	جو شخص میقات اور بیت اللہ کے درمیان کسی علاقے کا رہائشی ہو۔ وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ سکتا ہے' اسے میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔
مقاماتِ حج:	وہ جگہیں جن پر مناسکِ حج ادا کیے جاتے ہیں اور وہ جگہیں یہ ہیں: مکہ مکرمہ' منیٰ' وادیٔ عرنہ' میدانِ عرفات اور مزدلفہ۔
مُعْتَمِر:	اس کی جمع "مُعْتَمِرِیْن" ہے اور مراد "عمرہ کرنے والا" ہے۔
مَكَّةُ الْمُكَرَّمَه:	مسلمانوں کا وہ مقدس ترین شہر جس میں مسلمانوں کی نگاہوں کا مرکز "بیت اللہ" واقع ہے۔
مَسْجِدُ الْحَرَام:	بیت اللہ اور اس کے گرد تعمیر شدہ عمارت جو مسجد کا حصہ ہے' سب مسجدِ حرام ہے اور اس میں ایک نماز کی ادائیگی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔
مَدِيْنَةُ الْمُنَوَّرَه:	مسلمانوں کا وہ مقدس ومحترم شہر جس میں "مسجدِ نبوی" واقع ہے اور اسی مسجد میں "روضۂ رسول" ہے۔
مَسْجِدِ نَبَوِی:	مدینہ منورہ کی وہ مسجد جسے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے خود تعمیر فرمایا اور اس میں ادا کی جانے والی ایک نماز دیگر مساجد میں نماز کی ادائیگی سے ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ نیز یہ مسجد اُن تین مقامات میں سے ایک ہے جن کی طرف اجر کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔

مَسْجِدِ أَقْصٰی:	فلسطین کے شہر بیت المقدس میں واقع یہ مسجد مسلمانوں کا قبلۂ اوّل ہے۔ اس مسجد میں ادا کی جانے والی ایک نماز کا ثواب 250 نمازوں کے برابر ہے۔
مَسْجِدِ نَمِرَہ:	وہ خوبصورت اور وسیع و عریض مسجد جہاں آج کل حج کا خطبہ دیا جاتا ہے اور ظہر و عصر کی نمازیں قصر کر کے ادا کی جاتی ہیں۔ اس مسجد کا تقریباً ایک تہائی حصہ وادی نمرہ اور وادی عرنہ میں ہے اور باقی دو تہائی عرفات میں۔
مَسْجِدِ مَشْعَرُ الْحَرَام:	وہ مسجد جو وادیٔ مزدلفہ میں ہے۔
مَسْجِدِ خَیْف:	ایک خوبصورت مسجد جو وادیٔ منٰی میں واقع ہے۔
مَسْجِدِ قُبَاء:	وہ مسجد جسے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر فرمایا، ہجرت کے بعد سب سے پہلے اسے تعمیر کیا گیا۔ یہ مسجد مسجد نبوی سے تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مَسْجِدِ قِبْلَتَیْن:	یعنی دو قبلوں والی مسجد، اس کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ اس میں صحابہ کرام بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہے تھے کہ کسی نے تحویلِ قبلہ کی اطلاع دی تو نمازیوں نے دورانِ نماز ہی اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ یہ مسجد نبوی سے تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مَسْجِدِ عَائِشَہ:	مقامِ تنعیم پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے، اسی کا نام ''مسجدِ عائشہ'' ہے۔
مَطَاف:	بیت اللہ کے گرد وہ جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے۔
مُلْتَزَم:	چمٹنے کی جگہ، مراد بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کا درمیانی حصہ ہے جس کے ساتھ چمٹنا، اپنے چہرے اور سینے وغیرہ کو اس کے ساتھ لگا کر عاجزی کے ساتھ دعا کرنا مسنون ہے۔
مِیْزَابِ کَعْبَہ:	بیت اللہ کا ''پرنالہ'' جس کا رُخ حطیم کی طرف ہے۔
مَقَامِ إِبْرَاهِیْم:	وہ پتھر جو سنہری جالی اور شیشے میں محفوظ کر کے بیت اللہ کے دروازے کے سامنے رکھا گیا ہے کہ جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں تعمیر فرما رہے تھے اور معجزانہ طور پر آج تک اس پر آپ علیہ السلام کے قدموں کے نشانات موجود ہیں۔
مَسْعٰی:	وہ جگہ جہاں سعی کی جاتی ہے۔
مِیْلَیْنِ أَخْضَرَیْن:	وہ سبز نشانات جو بطنِ وادی کے دونوں کناروں پر لگائے گئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ صرف ان دونوں کے درمیان ہی دوڑا جائے گا اور باقی چکر عام رفتار سے مکمل کیا جائے گا۔
مِنٰی:	ایک وادی کا نام جہاں حاجی 8 ذوالحجہ کو اور 10 سے 13 ذوالحجہ تک قیام کرتے ہیں۔ یہ وادی مسجد حرام سے مشرق کی جانب 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مَیْدَانِ عَرَفَات:	یہ وہ میدان ہے جس میں 9 ذوالحجہ کو وقوف کرنا حج کا رکن ہے۔ یہ حدودِ حرم سے باہر ہے اور مسجد حرام سے تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

مُزْدَلِفَه:	وہ وادی جو منیٰ اور عرفات کے درمیان پڑتی ہے۔ اس میں 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی شب وقوف کرنا حج کا حصہ ہے۔
مَشْعَرُ الْحَرَام:	ایک پہاڑی کا نام جو مزدلفہ میں ہے۔ 10 ذوالحجہ کے روز فجر کی نماز ادا کر کے سفیدی پھیلنے تک یہاں قبلہ رخ ہو کر دعائیں مانگنا مسنون ہے۔
مَنْحَر:	اس کا معنی ہے قربان گاہ۔ منیٰ میں ایک جدید قربان گاہ قائم کی گئی ہے اسے "مَنْحَر" کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ حاجی اپنی قربانیاں حدودِ حرم کے اندر کہیں بھی قربان کر سکتے ہیں۔
مُحْصَر:	جو شخص میقات سے احرام باندھے' پھر راستے میں کسی رکاوٹ (مثلاً بیماری وغیرہ) پیش آ جانے کے باعث حج یا عمرہ ادا نہ کر سکے۔
وَادِئ نَمِره:	ایک وادی کا نام جو عرفات کے قریب ہے۔
وَادِئ عُرَنَه:	ایک وادی کا نام جو عرفات اور نمرہ کے درمیان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس وادی میں وقوفِ عرفہ سے قبل حج کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور ظہر و عصر کی نمازیں قصر ادا فرمائی تھیں۔
وَادِئ مُحَسِّر:	یہ وادی مزدلفہ سے منیٰ آئیں تو راستے میں پڑتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ذریعے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کیا تھا۔ اسے تیزی سے عبور کر لینا چاہیے۔
يَلَمْلَم يا سَعْدِيَه:	یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ سے تقریباً 92 کلومیٹر پر واقع ہے۔ یہ اہل یمن کا میقات ہے۔
يَوْمُ التَّرْوِيَه:	8 ذوالحجہ' یعنی ایامِ حج کا پہلا دن۔ اس دن حج کی ابتدا ہوتی ہے اور حاجی منیٰ پہنچتے ہیں۔ "تَرْوِيَه" کا مطلب ہے سیراب کرنا۔ چونکہ اس روز حاجی منیٰ روانہ ہونے سے قبل اپنے جانوروں کو پانی پلا کر خوب سیراب کرتے تھے اس لیے اس دن کا نام "يَوْمُ التَّرْوِيَه" پڑ گیا۔
يَوْمِ عَرَفَه:	9 ذوالحجہ' یعنی ایامِ حج کا دوسرا دن۔ اس روز حاجی "میدانِ عرفات" پہنچتے ہیں۔
يَوْمُ النَّحْرِ:	10 ذوالحجہ' یعنی ایامِ حج کا تیسرا دن۔ اس دن حاجی چار اہم کام کرتے ہیں: ① جمرۂ عقبہ کی رمی ② قربانی ③ بال کتروانا یا منڈوانا ④ طوافِ زیارت۔
يَوْمُ الرُّءُوْس:	اس سے مراد 11 ذوالحجہ ہے' یعنی ایامِ حج کا چوتھا دن۔ اس روز حاجی منیٰ میں زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرتے ہیں۔
يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّل:	12 ذوالحجہ' یعنی کوچ (واپسی) کا پہلا دن اور ایامِ حج کا پانچواں دن۔ اگر حاجی جلدی واپس لوٹنا چاہے تو اس روز زوال کے بعد جمرات کی رمی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل سکتا ہے۔
يَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِي:	13 ذوالحجہ' یعنی کوچ کا دوسرا دن اور ایامِ حج کا چھٹا اور آخری دن۔ اس دن حاجی زوال کے بعد جمرات کی رمی کر کے کسی بھی وقت منیٰ سے مکہ روانہ ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ منیٰ سے مکہ لوٹ کر بیت اللہ کا الوداعی طواف کرنا واجب ہے البتہ حائضہ کو اس کی رخصت دی گئی ہے بشرطیکہ وہ 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کر چکی ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَة

حج وعمرہ کی لغوی وشرعی تعریف

حج کی لغوی وضاحت: لفظِ حج باب حَجَّ یَحُجُّ (نصر' مدّ) سے مصدر ہے' اس کا معنی 'قصد وارادہ کرنا' ہے۔ امام خلیل رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا معنی 'محترم مقام کی طرف کثرت سے قصد کرنا' ہے۔(۱)

حج کی شرعی تعریف: مخصوص افعال کی ادائیگی کے لیے مسجد حرام کی طرف (سفر کا) قصد کرنا ''حج'' کہلاتا ہے۔(۲)

عمرہ کی لغوی وضاحت: لفظِ عمرہ کا معنی ہے 'قصد کرنا اور زیارت کرنا'۔ باب اعْتَمَرَ یَعْتَمِرُ (افتعال) 'عمرہ کرنا' کے معنی میں مستعمل ہے۔(۳)

عمرہ کی شرعی تعریف: میقات سے احرام باندھ کر طوافِ بیت اللہ اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اور بال منڈوانا یا کتروانا ''عمرہ'' ہے۔

عمرہ کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ 'فقہ میں موجود مخصوص شرائط کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا۔(٤)'

(شیخ قاسم القونوی رحمہ اللہ) عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک' جو محض بدنی ہیں مثلاً نماز۔ دوسرے' جو محض مالی ہیں مثلاً زکوٰۃ اور تیسرے' جو ان دونوں (بدنی ومالی) کا مرکب ہیں مثلاً حج۔(٥)

حج کی مختصر تاریخ

بیت اللہ کی تعمیر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ پھر جب طوفانِ نوح آیا تو اس کے آثار بھی مٹ گئے۔ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دوبارہ بیت اللہ کو تعمیر کیا۔ دورانِ تعمیر وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہے ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾[البقرة : ١٢٧] ''اے ہمارے پروردگار! ہماری اس خدمت کو شرفِ قبولیت سے نواز' یقیناً تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/١٦٧) تحفة الأحوذى (٦٢٣/٣)]

(۲) [الفقه الإسلامى وأدلته (٢٠٦٤/٣) المغنى (٢١٧/٣) كشاف القناع (٤٣٧/٢) اللباب (١٧٧/١)]

(۳) [أنيس الفقهاء (ص / ١٤١) مصباح المنير (٦٥٧/٢) المطلع (ص / ١٦٠) النهاية لابن الأثير (٢٥٣/٢)]

(٤) [النهاية لابن الأثير (٢٥٣/٢) مصباح اللغات (ص / ٥٧٦)] (٥) [أنيس الفقهاء (ص / ١٣٩)]

جب تعمیر مکمل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ ﴿ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴾[الحج : ۲۷] ''لوگوں میں حج کا اعلان کردو' لوگ تیرے پاس پا پیادہ بھی آئیں گے اور دُبلے پتلے اونٹوں پر بھی' دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔'' چنانچہ پھر اسی طرح ہوا۔ اس حکم کے بعد حج کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کا رخ شہر مکہ کی طرف ہوگیا۔ ہر سال فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے لوگ ایک جیسی صورت بنائے' ایک جیسا لباس پہنے' ہر رنگ' طبقہ اور ذات کے لوگ' ایک جیسے اعمال سرانجام دیتے ہیں اور اسلامی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

حج کب فرض ہوا؟

(جمہور) حج چھ ہجری میں فرض ہوا۔(۱)

(ابن قیم رحمہ اللہ) نو یا دس ہجری میں فرض کیا گیا۔(۲)

(شیخ وہبہ زحیلی رحمہ اللہ) نو ہجری کے اواخر میں فرض ہوا۔(۳)

(سعودی مجلس افتاء) زیادہ درست 9 اور 10 ھ میں فرضیت والا قول ہے۔(٤)

(راجح) حج 9 ھ میں فرض ہوا۔ فرضیتِ حج کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا' انہوں نے دورانِ حج یہ اعلان کروایا کہ آج کے بعد نہ کوئی مشرک حج کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کر سکتا ہے۔ پھر آئندہ سال 10 ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہلا اور آخری حج ادا فرمایا' جو حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔

حج سے پہلے عقیدے کی اصطلاح

حج کا ارادہ رکھنے والے کو چاہیے کہ سفرِ حج پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے عقیدے کی اچھی طرح اصلاح کر لے۔ کیونکہ اگر عقیدہ صحیح نہ ہوا تو حج سمیت کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوگی۔ عقیدے کی اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ عقیدۂ توحید کو اپنانا اور شرکیہ عقائد سے دامن چھڑا لینا۔ اللہ تعالیٰ کو اُلوہیت (یعنی اللہ تعالیٰ کا لائقِ عبادت ہونا)' ربوبیت (یعنی اللہ تعالیٰ کا تمام نظامِ کائنات کا مدبر و منتظم ہونا) اور اسماء وصفات (اللہ تعالیٰ کے جو نام اور صفات کتاب وسنت میں موجود ہیں) میں یکتا تصور کرنا اور ان میں کسی کو کسی لحاظ سے بھی اس کا شریک نہ سمجھنا۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت اسی بات سے عیاں ہے کہ اس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبولیت کا حق نہیں رکھتی اور شرکیہ عقائد کی موجودگی تمام اعمال کی بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں امام الانبیاء محمد رسول

---

(۱) [سبل السلام (۲/۹۱۹)] (۲) [زاد المعاد (۲/۱۰۱)]
(۳) [الفقه الإسلامي وأدلته (۳/۲۰۶۵)] (٤) [فتاوی اللجنة الدائمة (۱۱/۱۰)]

اللہ ﷺ کو بھی یہ تنبیہ کر دی تھی کہ ﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴾[الزمر : ٦٥] ''اگر تم نے شرک کیا تو لازماً تیرا عمل برباد ہو جائے گا۔'' پھر اگر آج کا کوئی مسلمان شرکیہ عقائد و اعمال نہ چھوڑے تو کیا اس کا حج کبھی قبولیت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟

اتباعِ سنت

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے جہاں عقیدۂ توحید ضروری ہے وہاں سنتِ نبوی کی پیروی بھی انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ اگر عقیدہ ٹھیک ہو اور انسان کا عمل نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہو تب بھی وہ عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس لیے حج و عمرہ کے ساتھ ساتھ تمام اعمالِ خیر میں سنت کی موافقت اور بدعات و خرافات سے بچاؤ ازحد لازمی ہے۔ بدعت ہر وہ کام ہے جو دین میں نیا ایجاد کردہ ہو۔ ہر بدعت باعثِ اجر و ثواب نہیں بلکہ باعثِ گناہ و گمراہی ہے اور ہر گمراہی انسان کو جہنم میں لے جانے والی ہے۔

نماز کی پابندی

کلمہ گو مسلمان اگر عمداً تارکِ نماز ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ عرب و عجم کے متعدد اہل علم کا یہی فتویٰ ہے۔ چنانچہ امام نووی، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، علامہ عبدالرحمن مبارکپوری، شیخ شنقیطی، شیخ ابن عثیمین، شیخ ابن جبرین رحمہم اللہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہی فتویٰ دیا ہے۔[1] تو جب بے نماز کافر ہے تو وہ ایک دفعہ نہیں بلکہ ساری عمر ہر سال بھی حج کرتا رہے تو بھی ہرگز بخشا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اس پر پہلے ضروری ہے کہ وہ توبہ کرے اور نماز کا پابند بنے پھر حج کرے' بصورتِ دیگر اس کے حج کا کوئی فائدہ نہیں۔

مالِ حرام سے اجتناب

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ﴾ ''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔''[2]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ (حلال) کمائی کو ہی قبول کرتا ہے۔''[3] اس لیے ضروری ہے کہ حج کے لیے روانہ ہونے والا یہ دیکھ لے کہ وہ جس رقم کے ساتھ حج کا فریضہ ادا کرنے جا رہا ہے آیا وہ حلال ذریعے سے کمائی گئی ہے یا حرام۔ اگر تو حلال ذریعے سے حاصل شدہ ہے تو ٹھیک وگرنہ اسے حج کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

---

(١) [شرح مسلم للنووی (١٧٨/٤) الصارم المسلول (٥٥٤) مجموع الفتاوی (٩٧/٢٠) کتاب الصلاۃ (ص/٦٢) تحفۃ الأحوذی (٤٠٧/٧) أضواء البیان (٣١١/٤) رسالۃ : حکم تارك الصلاۃ فتاوی إسلامیۃ (٢٩٦/١) فتاوی إسلامیۃ (٣١١/١_٣١٢)]

(٢) [مسلم (١٠١٥) کتاب الزکاۃ : باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتھا ' ترمذی (٢٩٨٩)]

(٣) [بخاری (١٤١٠) کتاب الزکاۃ : باب الصدقۃ من کسب طیب ' مسلم (١٠١٤)]

زادِراہ ساتھ لینا اور سوال سے بچنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ : نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ، فَإِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَأَلُوْا النَّاسَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : " وَ تَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى " ﴾ ''یمن کے لوگ راستے کا خرچ ساتھ لائے بغیر حج کے لیے آجاتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہم توکل کرتے ہیں لیکن جب مکہ آتے تو لوگوں سے مانگنے لگتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور زادِراہ لے لیا کرو کہ سب سے بہتر زادِراہ تو تقویٰ ہی ہے۔'' (۱)

یہاں تقویٰ سے مراد ہے سوال سے بچنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے توکل کے اس مفہوم کو غلط قرار دیا اور حکم دیا کہ زادِراہ لے کر نکلو تا کہ لوگوں سے مانگنے کی نوبت پیش نہ آئے۔

کیا حج کے لیے استخارہ کیا جاسکتا ہے؟

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اگر حج نفلی ہو تو (یوں) استخارہ کر سکتا ہے کہ میں اس سال حج کروں یا اگلے سال۔ لیکن اگر حج فرض ہو تو استخارہ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور اسے واجب کیا ہے (استطاعت کے بعد اسے بجالانا اس پر بہر صورت نماز کی طرح ضروری ہے)۔(۲)

چند ضروری اذکار و ادعیہ

سفرِ حج کا آغاز کرنے سے پہلے یہ دعائیں ضرور ازبر کر لینی چاہییں:

❁ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ ''اللہ کے نام سے نکلتا ہوں' اللہ کی توفیق کے سوا نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ کسی چیز سے بچنے کی۔'' (۳)

❁ گھر والے حاجی کو الوداع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں ﴿ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ﴾ ''میں تمہارا دین' تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا خاتمہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' (٤)

❁ حاجی گھر والوں کو یہ دعا دے ﴿ أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ ﴾ ''میں تمہیں اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی اشیاء ضائع نہیں ہوتیں۔'' (٥)

❁ سواری پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھے ﴿ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ

---

(۱) [بخاری (۱٥۲۳) کتاب الحج : باب قول الله تعالی : وتزودوا فان خیر الزاد التقوی]

(۲) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (۲۱/۱۳)]

(۳) [**صحیح** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۳٤۲٦) کتاب الدعوات : باب ما جاء ما یقول اذا خرج من بیته]

(٤) [**صحیح** : صحیح ابو داود ، ابو داود (۲٦۰۰) کتاب الجهاد : باب فی الدعاء عند الوداع]

(٥) [**صحیح** : صحیح ابن ماجه (۲۲۷۸) ابن ماجه (۲۸۲٥) کتاب الجهاد : باب تشییع الغزاة و وداعهم]

الْعَمَلِ مَا تَرْضَى ' اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَ اطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ ' اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ ﴾ ''اللہ سب سے بڑا ہے'اللہ سب سے بڑا ہے'اللہ سب سے بڑا ہے۔وہ ذات پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا ورنہ ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے۔اور بے شک ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس لوٹنے والے ہیں۔اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی' تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرتا ہے۔اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان بنا دے اور اس کی لمبی مسافت کو ہم سے لپیٹ لے۔اے اللہ! تو ہی ہمارا ساتھی ہے اس سفر میں اور تو ہی ہمارا جانشین ہے گھر والوں میں۔اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں'سفر کی مشقت سے' تکلیف دہ منظر سے اور مال اور اہل وعیال میں بری واپسی سے۔''(۱)

❁ دورانِ سفر کسی مقام پر ٹھہرنے کی دعا﴿ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں'اس کی مخلوق کے شر سے۔''(۲)

❁ دورانِ سفر اور دورانِ حج مسنون اذکار ودعائیں نہ چھوڑے۔مثلاً صبح وشام کے اذکار'سونے جاگنے کے اذکار' کھانے پینے کی دعائیں'بازار میں داخل ہونے کی دعائیں وغیرہ وغیرہ۔اگر تو زبانی یاد ہوں تو ٹھیک ورنہ کوئی ایسی دعاؤں والی کتاب ساتھ رکھ لے جو مستند اور جامع ہو۔ان اذکار ودعاؤں کا فائدہ یہ ہوگا کہ حاجی یا معتمر شیطان کے وساوس کا شکار ہونے سے بچ جائے گا اور حج وعمرہ کے اختتام تک اسے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وتعاون حاصل رہے گی۔

❁ سفرِ حج یا کسی دوسرے سفر سے واپسی پر یہ دعا پڑھے۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج وعمرہ سے واپس پلٹتے تو جب بھی کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ' وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ' آئِبُوْنَ ' تَآئِبُوْنَ ' عَابِدُوْنَ ' سَاجِدُوْنَ ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ' صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ ' وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں'وہ اکیلا ہے'اس کا کوئی شریک نہیں'اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ہم پلٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کیا' اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے سب لشکروں کو شکست دی۔''(۳)

○ دعاؤں کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی دوسری کتاب '' **دعاؤں کی کتاب** '' کا مطالعہ کیجیے۔

---

(۱) [مسلم (۱۳۴۲) کتاب الحج : باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج وغیرہ ' ابو داود (۲۵۹۹)]

(۲) [مسلم (۲۷۰۸) کتاب الذکر والدعاء : باب فی التعوذ من سوء القضاء]

(۳) [بخاری (۱۷۹۷) کتاب العمرۃ : باب ما یقول اذا رجع من الحج أو العمرۃ أو الغزو ' مسلم (۱۳۴۴)]

باب فضائل الحج و العمرة و الترغيب فيهما

حج وعمرہ کے فضائل اور ان میں ترغیب کا بیان

عمرہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ ﴾ ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ حج مبرور (جس میں کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو) کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔'' (۱)

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ وَ لَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ ﴾ ''حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔'' (۲)

❏ ایک روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ حج کی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا﴿ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَ طِيْبُ الْكَلَامِ ﴾ ''کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا۔'' (۳)

جہاد فی سبیل اللہ کے بعد افضل عمل حج مبرور ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا 'اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا۔ دریافت کیا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' پھر جہاد فی سبیل اللہ۔ دریافت کیا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' پھر حج مبرور۔'' (٤)

حج کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے نومولود بچہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَ لَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ﴾ ''جس نے حج کیا (اور اس میں) نہ عورتوں کے قریب گیا اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک صاف ہو کر) اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا۔'' (٥)

حج وعمرہ میں متابعت سے فقر اور گناہوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا ... ﴾ ''پے در پے حج وعمرہ کرتے رہو' بلاشبہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔'' (٦)

---

(۱) [بخاری (۱۷۷۳) کتاب الحج : باب وجوب العمرة وفضلها' مسلم (۱۳٤۹) ترمذی (۹۳۳)]

(۲) [**صحیح** : الصحيحة (۱۱۸٥)' (۱۲۰۰) هداية الرواة (۲٤٥۸) ' (٤٤/۳) ترمذی (۸۱۰)]

(۳) [**صحیح** : صحيح الترغيب (۱۱۰٤) کتاب الحج : باب الترغيب فى الحج والعمرة' احمد (۳۲٥/۳)]

(٤) [بخاری (۱٥۱۹) کتاب الحج : باب فضل الحج المبرور' مسلم (۸۳) نسائی (۱۱۳/٥)]

(٥) [بخاری (۱٥۲۱) کتاب الحج : باب فضل الحج المبرور' مسلم (۱۳٥۰) ابن ماجه (۲۸۸۹) ترمذی (۸۱۱)]

(٦) [**صحیح** : الصحيحة (۱۸٥)' (۱۲۰۰) هداية الرواة (۲٤٥۸)' (٤٤/۳) ترمذی (۸۱۰) احمد (۳۸۷/۱)]

حج گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا' اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ چنانچہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا' تم کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میرے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا' کیا تجھے علم نہیں کہ اسلام گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے۔ ہجرت گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتی ہے اور ﴿ اَلْحَجُّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ ﴾ ''حج گزشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' (١)

حج اور عمرہ کرنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا' حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس نے انہیں عطا کر دیا۔'' (٢)

حج اور عمرہ عورت' کمزور' بوڑھے اور بچے کا جہاد ہے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ہم بھی کیوں نہ آپ کے ساتھ جہاد اور غزووں میں جایا کریں؟ آپ نے فرمایا' تمہارے لیے سب سے اچھا اور مناسب جہاد حج ہے' ایسا حج جو مقبول ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے میں نے کبھی حج نہیں چھوڑا۔'' (٣)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں ان پر جہاد فرض ہے لیکن اس میں قتال نہیں ہے اور وہ ہے حج وعمرہ۔'' (٤)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ جِهَادُ الْكَبِيرِ وَ الصَّغِيرِ وَ الضَّعِيفِ وَ الْمَرْأَةِ : اَلْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ ﴾ ''بوڑھے' بچے' کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔'' (٥)

(4) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا' بلاشبہ میں ایک ضعیف القلب اور کمزور آدمی ہوں۔ آپ نے فرمایا' ایسا جہاد کرو جس میں کوئی تکلیف نہیں اور وہ حج ہے۔'' (٦)

(5) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ ﴾ ''حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔'' (٧)

---

(١) [مسلم (١٢١) كتاب الإيمان : باب كون الإسلام يهدم ما قبله و كذا الهجرة والحج' احمد (١٧٧٩٢)]

(٢) [**حسن** : صحيح الترغيب (١١٠٨) ابن ماجه (٢٨٩٣) كتاب المناسك : باب فضل دعاء الحاج]

(٣) [بخارى (١٨٦١) كتاب العمرة : باب حج النساء]

(٤) [**صحيح** : هداية الرواة (٢٤٦٧) ابن ماجه (٢٩٠١) كتاب المناسك : باب الحج جهاد النساء]

(٥) [**حسن لغيره** : صحيح الترغيب (١١٠٠) كتاب الحج ، صحيح نسائى (٢٤٦٣) نسائى (١١٤/٦)]

(٦) [**صحيح** : إرواء الغليل (١٥٢/٤)] (٧) [**حسن لغيره** : صحيح الترغيب (١١٠٢) ابن ماجة (٢٩٠٢)]

رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو آپ نے اُم سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تو حج کرنے نہیں گئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خاوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے۔ایک پر تو وہ خود حج پر چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے۔آپ نے اس پر فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ آپ نے فرمایا﴿ فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً ﴾ ''جب رمضان آئے گا تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (کا اجر وثواب) حج کے برابر ہوتا ہے۔''(۱)

حاجی اور عمرہ کرنے والے کو اس کے خرچ اور محنت کے مطابق اجر ملتا ہے

اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اے اللہ کے رسول! لوگ تو دو نسک (یعنی حج وعمرہ) کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں نے صرف ایک نسک (یعنی حج) کیا ہے؟ اس پر ان سے کہا گیا کہ پھر انتظار کریں اور جب پاک ہو جائیں تو تنعیم جا کر وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھیں' پھر ہم سے فلاں جگہ آ ملیں اور یہ کہ اس عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور محنت کے مطابق ملے گا۔''(۲) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں﴿ إِنَّمَا أَجْرُكِ فِيْ عُمْرَتِكِ عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ ﴾ ''تمہارے عمرے میں تمہارا اجر صرف تمہارے خرچ کے مطابق ہے۔''(۳)

حاجی کو اپنی سواری کی وجہ سے بھی اجر ملتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، حاجی کا اونٹ جب بھی قدم اٹھاتا ہے یا ہاتھ (زمین پر) رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں یا اس سے ایک گناہ مٹا دیتے ہیں یا اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔(٤)

حج یا عمرہ کے لیے نکلا ہوا شخص فوت ہو جائے تو اس کے لیے مکمل اجر لکھا جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص حج کرنے کے لیے نکلا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے روزِ قیامت تک حج کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ جو عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے روزِ قیامت تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور جو شخص جہاد کرنے کے لیے نکلا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے روزِ قیامت تک جہاد کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔(٥)

---

(۱) [بخاری (۱۸٦۳) کتاب الحج : باب حج النساء' مسلم (۱۲٥٦) دارمی (۱۸٥۹) ابن ماجة (۲۹۹۳)]

(۲) [بخاری (۱۷۸۷) کتاب العمرة : باب أجر العمرة على قدر النصب' مسلم (۱۲۱۱)]

(۳) [**صحیح** : صحیح الترغیب (۱۱۱٦) کتاب الحج ، مستدرك حاكم (٤۷۲/۱)]

(٤) [**حسن** : صحیح الترغیب (۱۱۰٦) کتاب الحج ، بیهقی فی شعب الإیمان (٤۱۱٦)]

(٥) [**صحیح لغیره** : صحیح الترغیب (۱۱۱٤) کتاب الحج : باب الترغیب فی الحج والعمرة وما جاء فیمن خرج يقصدهما فمات' السلسلة الصحيحة (۲٥٥۳) مسند أبي يعلى (٦۳٥۷/۱۱)]

باب أحكام الحج والعمرة — حج وعمرہ کے احکام کا بیان

حج اسلام کا رکن ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ ... وَالْحَجِّ ...﴾ ''اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے: یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔''(۱)

ہر صاحبِ استطاعت پر حج فرض ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾[آل عمران : ۹۷] ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راستے (یعنی زادِ راہ اور سفر کے اخراجات وغیرہ) کی طاقت رکھتے ہوں اس گھر (یعنی بیت اللہ) کا حج فرض کیا ہے۔''

(شیخ صالح بن فوزان) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حج فرض ہے۔(۲)

(شیخ سلیم ہلالی) جس نے حج کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔(۳)

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا ...﴾ ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔ ایک آدمی (حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ کیا ہر سال اے اللہ کے رسول! آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا' جب تک میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں مجھ سے سوال نہ کیا کرو اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور انبیاء کے ساتھ اختلاف رکھنے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسبِ استطاعت اس پر عمل کرو اور جب میں تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔''(٤)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت میں ہے کہ ﴿الْحَجُّ مَرَّةً وَاحِدَةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ﴾ ''حج ایک مرتبہ (فرض) ہے اور جس نے زیادہ کیا تو وہ نفلی حج ہے۔''(٥)

(شوکانی، ابن حجر، نووی، عبدالرحمن مبارکپوری، شیخ صالح الفوزان رحمہم اللہ) معلوم ہوا کہ حج صرف ایک مرتبہ واجب

(۱) [بخاری (۸) کتاب الإیمان : باب دعائکم إیمانکم' مسلم (۱٦) ترمذی (۲٦۱۲) نسائی (۱۰۷/۸)]

(۲) [الملخص الفقهي (۲۸۰/۱)] (۳) [موسوعة المناهي الشرعية (۹۹/۲)]

(٤) [مسلم (۱۳۳۷) کتاب الحج : باب فرض الحج مرة في العمر' أحمد (۵۰۸/۲)]

(٥) [صحيح : صحيح ابو داود (۱٥۱٤) کتاب المناسك : باب فرض الحج' ابو داود (۱۷۲۱)]

ہے اور اس پر اجماع ہے۔(۱)

(ابن کثیر رحمہ اللہ) متعدد احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حج اسلام کے ارکان ودعائم میں سے ایک ہے اور مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے۔ نیز یہ مکلّف شخص پر عمر میں صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہے' اس پر نص واجماع شاہد ہے۔(۲)

❑ واضح رہے کہ اگر کوئی شخص نذر کے ذریعے اپنے اوپر حج واجب کر لے تو اس پر اس حج کی ادائیگی واجب ہوگی خواہ اس نے واجب حج پہلے ادا کر لیا ہو۔

حج کے مہینے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾[البقرۃ : ۱۹۷] ''حج کے مہینے معلوم (یعنی مقرر) ہیں۔'' حج کے مہینے یہ ہیں: ① شوال ② ذوالقعدہ ③ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ

یعنی عید الفطر سے لے کر عید الاضحیٰ تک کا درمیانی عرصہ۔ صحیح بخاری میں حج کے مہینوں کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی فرمان موجود ہے۔(۳) یاد رہے کہ عمرہ کے لیے کسی خاص مہینے کی قید نہیں' یہ سارے سال میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ماہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔(٤)

(شیخ سلیم ہلالی) حج کے مہینے یہ ہیں: شوال' ذوالقعدہ اور عشرہ ذوالحجہ۔(٥)

وجوبِ حج کی شرائط

حج کے وجوب کے لیے پانچ شرائط ہیں:

① اسلام ② بلوغت ③ عقل ④ آزادی ⑤ استطاعت

خواتین کے لیے ان شرائط کے ساتھ ساتھ دو شرطیں مزید بھی ہیں:

① محرم کا ساتھ ہونا ② عدت میں نہ ہونا

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) حج صرف پانچ شرائط کے ساتھ ہی واجب ہوتا ہے: اسلام' عقل' بلوغت' حریت اور استطاعت۔ ان تمام شرائط میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں۔(٦)

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) وجوبِ حج کی پانچ شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں: اسلام' عقل' بلوغت' حریت اور استطاعت۔ نیز خواتین کے لیے ایک شرط زائد ہے اور وہ محرم کا ساتھ ہونا ہے۔(۷)

❶' ❷' ❸ اسلام' بلوغت اور عقل:

---

(۱) [نیل الأوطار (۲۷۳/۳) فتح الباری (۱۵۲/٤) شرح مسلم (۳۳۰/٤) تحفة الأحوذی (٦۳۳/۳) الملخص الفقهی (۲۸۱/۱)]
(۲) [تفسیر ابن کثیر (۷۱/۲)]
(۳) [بخاری (قبل الحدیث / ۱۵٦۰) کتاب الحج : باب قول الله تعالیٰ : الحج أشهر معلومات]
(٤) [بخاری (۱۸٦۳) کتاب الحج : باب حج النساء' مسلم (۱۲۵٦) نسائی (۲۱۰۹)]
(٥) [موسوعة المناهی الشرعیة (۱۰٤/۲)]
(٦) [المغنی لابن قدامة (٦/٥)]
(٦) [فتاوی اسلامیة (۱۷۸/۲)]

جب تک یہ تینوں اشیاء موجود نہ ہوں انسان مکلّف نہیں ہوتا اور جب انسان مکلّف نہ ہو تو اس پر صرف حج ہی نہیں بلکہ کوئی عبادت بھی واجب نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ : عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ' وَ عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ ' وَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ ﴾ ''تین آدمی مکلّف نہیں: ایک سویا ہوا شخص حتی کہ وہ بیدار ہو جائے' دوسرا بچہ حتی کہ وہ بالغ ہو جائے اور تیسرا پاگل حتی کہ اس کی عقل لوٹ آئے۔''(۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ أَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرَى ﴾ ''جو بچہ حج کرے پھر وہ بلوغت کو پہنچ جائے تو اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرے۔''(۲)

❹ آزادی :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ ثُمَّ عُتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى ﴾ ''جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرے۔''(۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) اہل علم کا اجماع ہے کہ غلام اگر اپنی غلامی کے زمانہ میں حج کر لے اور پھر آزاد ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ دوبارہ حج کرے بشرطیکہ وہ اس کے راستے کی طاقت رکھتا ہو۔(٤)

❺ استطاعت:

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾[آل عمران : ۹۷] ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راستے (یعنی زادِ راہ اور سفر کے اخراجات وغیرہ) کی طاقت رکھتے ہوں بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے۔''

(2) حدیثِ جبرئیل میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ... وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾ ''اسلام یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' تو نماز قائم کرے' زکوٰۃ ادا کرے' رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر اس کے راستے کی طاقت ہو۔''(۵)

گزشتہ آیت میں مذکور ''سبیل'' کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ﴿ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ ﴾ ''راستے کا خرچ اور سواری۔''(٦) اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن امت کی اکثریت اسی تفسیر کی قائل ہے جیسا کہ امام صنعانی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف نقل کیا ہے۔

---

(۱) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۳۷۰۳) كتاب الحدود ، ابو داود (٤٤٠۳) إرواء الغليل (۲۹۷)]

(۲) [**صحيح** : إرواء الغليل (۹۸٦) تلخيص الحبير (۲/۲۲۰) بيهقي (٤/۳۲۵) طبرانى أوسط (۲۷۵۲)]

(۳) [**صحيح** : إرواء الغليل (۹۸٦)] (٤) [فقه السنة (۱/٤۳۰)]

(۵) [مسلم (۸) كتاب الإيمان : باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان ' ابو داود (٤٦۹۵) ترمذى (۲٦١٠)]

(٦) [**ضعيف** : إرواء الغليل (۹۸۸) دارقطنى (۲/۲۱٦) كتاب الحج ' مستدرك حاكم (۱/٤٤۲) شیخ البانی رقمطراز ہیں کہ یہ اور اس معنی کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کی تمام اسناد ضعیف ہیں۔[تلخيص الحبير (۲/٤۸۵)] عبدالحق نے کہا ہے کہ بلاشبہ اس روایت کی تمام اسناد ضعیف ہیں۔[الأحكام الوسطى لعبد الحق (۲/۲۵۸)]

زاد (یعنی واپسی تک اہل وعیال کے خرچ سے زائد مال) تو مطلقاً شرط ہے اور راحلہ (یعنی کوئی بھی سواری مثلاً مویشی' بحری جہاز' ہوائی جہاز' گاڑی وغیرہ) ایسے شخص کے لیے جس کا گھر (لمبے) فاصلے پر ہو۔(۱) نیز امت کا اتفاق ہے کہ حج کی استطاعت رکھنے والے شخص پر حج واجب ہے۔(۲)

استطاعت میں کون کون سی اشیاء شامل ہیں؟

استطاعت میں مندرجہ ذیل اشیاء شامل ہیں:

1- مکلّف شخص صحت مند و تندرست ہو۔
2- راستہ پر امن ہو۔
4,3- انسان زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو۔
5- کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو لوگوں کو حج پر جانے سے روک رہی ہو مثلاً قید اور ظالم حکمران کا خوف وغیرہ۔(۳)

خواتین کے لیے اضافی شرائط

❶ عورت کے لیے محرم کا ہونا:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ﴾ ''عورت تین دن کا سفر محرم رشتہ دار کے بغیر نہ کرے۔''(٤)

(2) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا﴾ ''عورت کبھی اپنے محرم رشتہ دار یا شوہر کے بغیر دو دن کا بھی سفر نہ کرے۔''(٥)

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی محرم رشتہ دار کے ایک دن اور رات کا سفر کرے۔''(٦)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی شخص ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے روانہ ہوگئی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لیے لکھ دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا ﴿اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ﴾ ''جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔''(٧)

---

(۱) [سبل السلام (۹۲۳/۲)] (۲) [تفسير اللباب في علوم الكتاب (۳۵۹/۳)]
(۳) [ملخصا' فقه السنة (٤۲۷/۱)]
(٤) [بخاری (۱۰۸٦) كتاب تقصير الصلاة : باب في كم يقصر الصلاة' مسلم (۱۳۳۸) ابو داود (۱۷۲۷)]
(٥) [مسلم (۸۲۷) كتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره' ابن حبان (۲۷۲٤)]
(٦) [بخاری (۱۰۸۸) كتاب تقصير الصلاة : باب في كم يقصر الصلاة' مسلم (۱۳۳۹) ابو داود (۱۷۲٤)]
(٧) [مسلم (۱۳٤۱) كتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره' بخاری (۱۸٦۲) ابن ماجة (۲۹۰۰)]

(سعودی مجلس افتاء، شیخ وہبہ زحیلی، شیخ سلیم ہلالی) عورت پر وجوبِ حج کے لیے محرم کی موجودگی شرط ہے۔(۱)

❑ محرم رشتہ دار سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے (اور ان سے پردہ بھی نہیں)۔(۲)

❑ یہ بھی یاد رہے کہ بعض فقہا نے عورت کو بغیر محرم کے بھی حج کی اجازت دی ہے جبکہ وہ بوڑھی ہو یا دیگر عورتوں کے قافلے میں شریک ہو۔ لیکن یہ مؤقف گزشتہ صریح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔ ان حضرات نے جن دلائل کو مدِنظر رکھا ہے ان میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ایک ایسی ہودج میں سوار عورت کو دیکھو گے جو حیرہ شہر سے چلے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی۔ اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا..... حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اس عورت کو دیکھا۔''(۳)

محلِ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ عورت اکیلے سفر کرے گی حتی کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی لہٰذا ثابت ہوا کہ عورت کے لیے بغیر محرم کے بھی سفرِ حج پر روانہ ہونا جائز ہے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ محض کسی کام کی خبر اس کے جواز یا عدمِ جواز پر دلالت نہیں کرتی جیسا کہ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موت کی تمنا سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ﴿لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ﴾ ''تم میں سے کوئی ہرگز کسی درپیش تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔''(۴)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ﴿لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَهُ﴾ ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ آدمی کسی آدمی کی قبر کے قریب سے گزرے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ اے کاش! اس کی جگہ میں (قبر میں) ہوتا۔''(۵)

اب اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ موت کی تمنا کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں محض اس کے وقوع کی خبر دی گئی ہے اور یہ اس کے جواز کے لیے کافی نہیں۔ بعینہ اُس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے جس میں آپ ﷺ نے مستقبل میں ایسا ہونے کی خبر دی ہے۔

اگر راستے میں محرم فوت ہو جائے

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) انہوں نے اس مسئلے میں امام احمد رحمہ اللہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ اگر حج فرض ہو تو عورت کے لیے (محرم کے بغیر ہی) اپنا سفر جاری رکھنا زیادہ بہتر ہے اور اگر حج نفلی ہو تو اس کے لیے سفر نہ کرنا بہتر ہے۔(۶)

❷ عورت کا عدت میں نہ ہونا:

---

(۱) [فتاوی اسلامیة (۱۸۳/۲) الفقه الإسلامي وأدلته (۲۰۹۲/۳) موسوعة المناهي الشرعية (۱۰۲/۲)]

(۲) [فیض القدیر (۳۹۸/٦)]

(۳) [بخاری (۳۵۹۵) کتاب المناقب : باب علامات النبوة في الإسلام ' احمد (۲۵٦/٤)]

(٤) [بخاری (۵٦۷۱) کتاب المرضی : باب تمنی المریض الموت ' مسلم (۲٦۸۰) ترمذی (۹۷۱)]

(۵) [بخاری (۷۱۱۵) کتاب الفتن : باب لا تقوم الساعة حتی یغبط أهل القبور ' مسلم (۱۵۷)]

(٦) [المغني لابن قدامة (۳٤/۵)]

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ''بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام بیداء سے اُن خواتین کو واپس لوٹا دیتے جو اپنے شوہروں کی وفات کی وجہ سے عدت میں ہوتیں اور انہیں حج کرنے سے روکتے تھے۔''(۱)

❑ عدت کی کچھ تفصیل یہ ہے:

1- جس عورت کا شوہر فوت ہوا ہو اس کی عدت چار ماہ اور دس دن (قمری حساب سے) ہے۔

2- اگر عورت حاملہ ہو تو طلاق اور حمل دونوں صورتوں میں عدت وضع حمل ہے۔

3- ماہواری کے زمانہ میں طلاق کی عدت تین حیض ہے۔

4- اگر کسی وجہ سے ماہواری رُک گئی ہو تو طلاق کی عدت تین ماہ ہے۔

حج کے ارکان

حج کے پانچ ارکان ہیں:

① نیت ② وقوفِ عرفہ ③ مزدلفہ میں شب بسری ④ طوافِ زیارت ⑤ سعی

❶ نیّت:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ﴾ ''اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔''(۲)

❷ وقوفِ عرفہ:

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾ [البقرة : ۱۹۸] ''جب عرفات سے واپس پلٹو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے قریب اللہ کا ذکر کرو۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ الْحَجُّ عَرَفَةُ ﴾ ''حج تو (وقوفِ) عرفہ ہی ہے۔''(۳)

(3) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلَاةَ وَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ ﴾ ''جو شخص ہمارے ساتھ (10 ذوالحجہ کے روز مزدلفہ میں فجر کی) نماز میں حاضر ہوا اور میدانِ عرفات سے رات یا دن کو چکر لگا آیا تو بے شک اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج مکمل ہوا۔''(٤)

(شیخ صالح بن فوزان) وقوفِ عرفہ حج کا رکن ہے۔(٥)

❸ مزدلفہ میں شب بسری:

نو اور دس ذوالحجہ کی درمیانی شب مزدلفہ میں گزارنا حج کا رکن ہے' یہی حکم زیادہ باعثِ احتیاط ہے۔

(1) ﴿ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾ [البقرة : ۱۹۸] ''مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) کے قریب اللہ کا

---

(۱) [مؤطا (۱۰۸۲) کتاب الطلاق]

(۲) [بخاری (۱) کتاب بدء الوحی : باب بدء الوحی' مسلم (۱۹۰۷) ابو داود (۲۲۰۱)]

(۳) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲٤٤۱) إرواء الغلیل (۱۰٦٤) ابن ماجة (۳۰۱۵) ابو داود (۱۹٤۹)]

(٤) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲٤٤۲) ابن ماجة (۳۰۱٦) ابو داود (۱۹۵۰) ترمذی (۸۹۱)]

(٥) [الملخص الفقهی (۱/۳۰٤)]

ذکر کرو۔''

(2) حضرت عروہ بن مضرس طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... مَنْ شَهِدَ صـ ... ـنَا هَذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتَّى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا ' فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَ قَضَى تَفَثَهُ ﴾ ''میں مزدلفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت آیا جب آپ نماز کے لیے نکلے۔ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں طے کے دو پہاڑوں کے درمیان سے آیا ہوں' میں نے اپنی سواری کو اور اپنے آپ کو تھکا دیا۔ اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا ٹیلہ نہیں چھوڑا جس پر وقوف نہ کیا ہو تو کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو ہماری اس نماز میں شریک ہوا اور ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) ٹھہرا رہا حتی کہ لوٹ گیا اور اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں وہ وقوفِ عرفہ بھی کر چکا تھا تو یقیناً اس کا حج مکمل ہوا اور اس نے مناسکِ حج مکمل کر لیے۔'' (۱)

(ابن عباس، ابن زبیر رضی اللہ عنہما، ابن رشد رحمہ اللہ) مزدلفہ میں رات گزارنا حج کا رکن ہے۔ (۲)

(نخعی، شعبی، اوزاعی رحمہم اللہ) جس نے مزدلفہ میں رات نہ گزاری اس کا حج نہیں ہوا اسے آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ (۳) (نیز اسی مؤقف کو امام حماد بن ابی سلیمان، امام حسن بصری، امام علقمہ، امام داود ظاہری، امام ابوعبید قاسم بن سلام، امام ابن جریر اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ نے بھی اختیار کیا ہے (۴))۔

تاہم جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ مزدلفہ میں شب بسری رکن نہیں بلکہ واجب ہے اور اگر یہ رہ جائے تو ایک قربانی اس کی کمی پوری کر دیتی ہے۔ اس مؤقف کے حامل علما میں امام عطا، امام زہری، امام قتادہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور، امام ثوری اور اصحاب الرائے وغیرہ شامل ہیں۔ (۵) انہوں اُس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ ﴿ الْحَجُّ يَوْمَ عَرَفَةَ ' مَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَتَمَّ حَجُّهُ ﴾ ''حج تو عرفہ کے دن (وقوف) ہی ہے' جو شخص مزدلفہ کی رات نماز فجر سے قبل (عرفہ) آیا اس کا حج مکمل ہو گیا۔'' (۶) بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ مزدلفہ میں شب بسری نہیں بلکہ نماز فجر کی ادائیگی رکن ہے اور اگر کوئی مزدلفہ میں امام کے ساتھ یہ نماز حاصل نہ کر سکے تو اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ جیسا کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (۷)

❹ طوافِ زیارت:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾ [الحج: ۲۹] ''انہیں چاہیے کہ اللہ کے قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔'' اس طواف سے مراد طوافِ زیارت ... جیسا کہ امام مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ نے یہی

(۱) [صحيح : صحيح ترمذی' ترمذی (۸۹۱) كتاب الحج : باب ما جاء في من أدرك الإمام بجمع]

(۲) [زاد المعاد لابن القيم (۲۵۳/۲) بداية المجتهد (۶۵۳/۱)] (۳) [المغنی لابن قدامة (۲۸٤/۵)]

(٤) [عارضة الأحوذی (۱۱۸/٤) زاد المعاد (۲۵۳/۲)] (۵) [المغنی لابن قدامة (۲۸٤/۵)]

(۶) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۱۷) كتاب المناسك : باب من لم يدرك عرفة' ابو داود (۱۹٤۹) ترمذی (۸۸۹) ابن ماجه (۳۰۱۵) شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث جید ہے۔ [تفسير قرطبی بتحقيق عبد الرزاق مهدی (٤۲۲/۲)] (۷) [المحلی لابن حزم (۱۷۰/۷)]

تفسیر فرمائی ہے۔ اسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں اور یہ حج کا رکن ہے۔(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو نحر کے دن (یعنی 10 ذوالحجہ کو) طوافِ زیارت کیا لیکن صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں پھر آپ نے ان سے وہی چاہا جو شوہر اپنی بیوی سے چاہتا ہے' تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہ حائضہ ہیں۔ آپ نے فرمایا' کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے؟ پھر جب لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! انہوں نے نحر کے دن طوافِ زیارت کر لیا تھا تو آپ نے فرمایا' پھر چلو۔''(۲)

حدیث کے یہ لفظ ''کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے؟'' اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ طوافِ زیارت کرنا بہر صورت ضروری ہے' اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔

5 سعی :

(1) حبیبہ بنت ابی تجراہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے فرما رہے تھے ﴿ سَعُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْىَ ﴾ ''سعی کرو کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سعی کو تم پر فرض کر دیا ہے۔''(۳)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ ﴿ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی کا نہ تو حج مکمل کیا ہے اور نہ ہی عمرہ جس نے صفا و مروہ کے چکر نہیں لگائے۔''(٤) صحیح مسلم میں اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے ((بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ)) ''اس بات کا بیان کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی (حج کا) رکن ہے' اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا۔''

(نووی رحمہ اللہ) صحابہ' تابعین اور ان کے بعد کے جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی ارکانِ حج میں سے ایک رکن ہے اور اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی کمی کو قربانی یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز پوری کر سکتی ہے (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں)۔(٥)

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) سعی رکن نہیں بلکہ واجب ہے اور اگر کوئی اسے چھوڑے گا تو نافرمان ہو گا مگر قربانی کا جانور اس کمی کو پورا کر دے گا اور اس کا حج صحیح ہو جائے گا۔(٦)

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانی'' سے دریافت کیا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا کہ ''یہ رکن ہے۔''(٧)

---

(۱) [مزید دیکھئے: تفسیر ابن کثیر (٤/٤٢٩) تفسیر قرطبی (١٢/٥٠)]

(۲) [بخاری (١٧٣٣) کتاب الحج : باب الزيارة يوم النحر' مسلم (١٢١١) ابو داود (١٧٧٧)]

(۳) [**صحیح** : إرواء الغليل (١٠٧٢)' (٤/٢٦٨) أحمد (٦/٤٢١) حاكم (٤/٧٠) بيهقى (٥/٩٨)]

(٤) [مسلم (١٢٧٧) كتاب الحج : باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن ، بخارى (١٦٤٣)]

(٥) [شرح مسلم للنووى (٥/١٦٣)]

(٦) [الأم للشافعى (٢/٢٢٣) الحاوى (٤/١٥٦) المغنى لابن قدامة (٥/٢٣٨) نيل الأوطار (٣/٤٠٢)]

(٧) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٣٧٢)]

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں پانچ افعال شامل ہیں:

① میقات سے احرام باندھنا ② جمروں کو کنکریں مارنا ③ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا
④ ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ⑤ طواف وداع کرنا

❶ میقات سے احرام باندھنا:

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے سنا' ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا' اے ابوعبداللہ! میں کہاں سے احرام باندھوں؟ انہوں نے کہا' ذوالحلیفہ سے' کہ جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا تھا۔ اس نے کہا' میں چاہتا ہوں کہ مسجد میں موجود قبر (یعنی روضۂ رسول) کے قریب سے احرام باندھوں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا نہ کرنا' یقیناً مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کسی فتنہ میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔ اس نے کہا' اس میں کون سا فتنہ ہے؟ میں تو صرف چند میل کا فاصلہ ہی زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے جواب دیا کہ اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم اس فضیلت کی طرف سبقت لے گئے ہو جسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا (یعنی جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے افضل نہیں سمجھا تم اسے بھی افضل تصور کر رہے ہو) اور میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''(۱)

❷ جمروں کو کنکریں مارنا:

کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ 10 ذوالحجہ کے روز سورج طلوع ہونے کے بعد صرف جمرۂ عقبہ کو 7 کنکریاں ماری جائیں۔ پھر ایام تشریق یعنی 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں میں ہر روز زوال کے بعد تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں۔ کنکریاں مارنے کی ابتدا جمرۂ اولیٰ سے کی جائے' پھر جمرۂ وسطیٰ کو کنکریاں ماری جائیں اور پھر جمرۂ عقبہ کو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی عمل اختیار کیا تھا۔(۲)

❸ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ﴾[الفتح : ۲۷] ''(تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے) سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے۔''

(2) رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی ﴿ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ ﴾ ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا ﴿ وَالْمُقَصِّرِينَ ﴾ ''اور سر کے بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔''(۳)

---

(۱) [السلسلة الصحيحة (تحت الحديث / ۲۱۰)] (۲) [مسلم (۱۲۹۷)' (۱۲۹۹) ابو داود (۱۹۷۱)]
(۳) [بخاری (۱۷۲۷) كتاب الحج : باب الحلق والتقصير عند الإحلال ' مسلم (۱۳۰۱) ابو داود (۱۹۷۹)]

(شیخ عبداللہ بسام) راجح قول یہ ہے کہ سرمنڈوانا یا اس کے بدلے بال کتروانا حج وعمرہ کے واجبات میں سے ایک واجب ہے۔(۱)

4 ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا:

11، 12 اور 13 ذوالحجہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے لیکن اگر کوئی وہاں صرف دو راتیں ہی گزارتا ہے تو بھی درست ہے۔ جیسا کہ کتاب وسنت اس پر شاہد ہیں۔(۲)

5 طوافِ وداع کرنا:

طوافِ وداع کرنا واجب ہے البتہ حائضہ یا نفاس والی عورت کے لیے اس کی رخصت ہے۔ وہ اس طواف کے بغیر بھی واپس لوٹ سکتی ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس نے 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کیا ہو۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ادھر ادھر چل پھر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ﴾ ''کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک کہ چلتے وقت بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔''(۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ﴾ ''لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف (یعنی طوافِ وداع) کریں لیکن حائضہ سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔''(٤)

(نووی رحمہ اللہ) یہ حدیث دلیل ہے کہ طوافِ وداع واجب ہے۔ البتہ حائضہ سے اس کا وجوب ساقط ہے اور اسے چھوڑنے کی وجہ سے اس پر کوئی قربانی بھی لازم نہیں ہوگی (ائمہ اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے)۔(٥)

- مذکورہ بالا افعال کے علاوہ باقی تمام اعمالِ حج مسنون ہیں۔

ضروری وضاحت

- اگر حج کا کوئی رکن فوت ہو جائے تو حج نہیں ہوگا اور آئندہ سال دوبارہ حج ادا کرنا ہوگا بشرطیکہ استطاعت ہو۔
- اگر حج کا کوئی واجب عمل رہ جائے تو بطورِ فدیہ جانور قربان کرنا ہوگا۔
- اگر جانور قربان کرنے کی طاقت نہ ہو تو 10 روزے رکھنے ہوں گے' تین ایامِ حج کے دوران اور باقی سات گھر پہنچ کر۔
- اگر کوئی شخص حج کی کوئی سنت کسی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو اس پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ فدیہ۔

---

(۱) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۱۷۳/٤)]
(۲) [البقرۃ: ۲۰۳]' مسلم (۱۳۱٥) کتاب الحج: باب وجوب المبیت بمنی لیالی أیام التشریق]
(۳) [مسلم (۱۳۲۷) کتاب الحج: باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض' ابو داود (۲۰۰۲)]
(٤) [بخاری (۱۷٥٥) کتاب الحج: باب طواف الوداع' مسلم (۱۳۲۸) حمیدی (٥۰۲) دارمی (۱۹۳۳)]
(٥) [شرح مسلم للنووی (٥/۲۱٤)]

کیا حج استطاعت کے بعد فوری طور پر واجب ہے؟

فی الحقیقت یہ مسئلہ اُصولی بحث سے تعلق رکھتا ہے کہ کیا امر فوری طور پر عمل کا تقاضا کرتا ہے یا تاخیر سے' اس میں علمائے اُصولیین نے طویل اختلاف کیا ہے جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے تفصیلا اسے نقل فرمایا ہے۔(۱) تاہم اس میں راجح بات ان شاء اللہ یہی ہے کہ امر فوری طور پر عمل کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے اور اس کے دلائل میں مندرجہ ذیل آیات شامل ہیں:

① ﴿ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ﴾[البقرۃ : ۱٤۸] ''نیکیوں کی طرف دوڑو۔''

② ﴿ وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ﴾[آل عمران : ۱۳۳] ''اپنے رب کی مغفرت کی طرف بھاگو۔''

علاوہ ازیں چند احادیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ استطاعت و وسعت کے بعد فوری طور پر حج کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا﴿ تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ مَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ ﴾ ''حج کی طرف جلدی کرو کیونکہ یقیناً تم میں سے کسی کو اس کا علم نہیں جو اسے پیش آنے والا ہے۔''(۲) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرِضُ الْمَرِيضُ وَتَضِلُّ الرَّاحِلَةُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ ﴾ ''جو حج کرنا چاہتا ہے وہ جلدی کرے کیونکہ بے شک مرض لاحق ہو سکتا ہے' سواری گم ہو سکتی ہے اور کوئی حاجت پیش آ سکتی ہے۔''(۳) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ ظاہر کیا کہ ''میں ان شہروں کی طرف کچھ آدمی روانہ کرنا چاہتا ہوں جو ہر ایسے شخص کو دیکھ کر اس پر جزیہ مقرر کر دیں جس نے طاقت کے باوجود حج نہیں کیا کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں' ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔''(٤)

(ابن تیمیہ، البانی، ابن عثیمین رحمہم اللہ) اکثر علما کے نزدیک حج فوری طور پر واجب ہے۔(۵)

(ابن حجر ہیثمیؒ) طاقت کے باوجود وفات تک حج نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔(٦)

(احمد، مالک، ابوحنیفہ رحمہم اللہ) جس کے پاس استطاعت ہو اسے فوری طور پر حج کرنا چاہیے۔

(شافعی، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ) تاخیر سے بھی حج کیا جا سکتا ہے۔(۷)

جو لوگ تاخیر سے بھی حج کو جائز قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ پانچ یا چھ ہجری میں حج فرض ہو جانے کے باوجود نبی کریم ﷺ نے دس ہجری کو حج کیا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرضیتِ حج کی تاریخ میں اختلاف ہے اور

---

(۱) [إرشاد الفحول (ص/۹۹۔۱۰۱)] (۲) [أحمد (۳۱٤/۱)]

(۳) [حسن : إرواء الغليل (۹۹۰) أحمد (۲۱٤/۱) ابن ماجة (۲۸۸۳) كتاب المناسك : باب الخروج إلى الحج]

(٤) [رواه سعيد بن منصور و البيهقي كما في التلخيص (٤۸۸/۲) بیهقی (۳۳٤/٤) حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو موقوفا صحیح قرار دیا ہے۔[تلخيص الحبير ' أيضا]

(۵) [الاختيارات الفقهية لابن تيمية (ص / ۱۱۵) كما في الموسوعة الفقهية الميسرة (۲۳۷/٤۔۲۳۹) مجموع الفتاوى لابن عثيمين (۱۳/۲۱)] (٦) [الزواجر (٤۳۸/۱)]

(۷) [نيل الأوطار (۲۸۰/۳) المهذب (۲۰٤/۱) نهاية المحتاج (۲۳۵/۳) تحفة الفقهاء (۵۷۸/۱)]

بعض نے نو یا دس ہجری کا بھی کہا ہے جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ۔

کیا عمرہ بھی زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا﴾ ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔''(۱)

فقہا نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ صاحب استطاعت پر عمرہ بھی ایک مرتبہ فرض ہے یا نہیں؟:

(احمد، شافعی رحمہما اللہ) عمرہ بھی ایک مرتبہ واجب ہے۔ حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت علی رضی اللہ عنہم، امام حسن، امام ثوری رحمہم اللہ اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے۔

(مالک، ابو حنیفہ رحمہما اللہ) یہ سنت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور امام شعبی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(راجح) عمرہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے کیونکہ وجوب کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔

جس روایت میں ہے کہ ﴿الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ﴾ ''حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں'' وہ ضعیف ہے۔(۳) آیت ﴿أَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ﴾ ''حج اور عمرہ کو پورا کرو'' میں عمرے کے وجوب کا نہیں بلکہ ان لوگوں کے لیے اتمام کا حکم ہے جو حج اور عمرہ شروع کر چکے ہوں۔ اور جس روایت میں ہے کہ ﴿حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ﴾ ''تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو'' اس میں امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اجازت کے لیے ہے جیسا کہ بیشتر احادیث میں ایسا حکم موجود ہے اور کوئی بھی اسے وجوب پر محمول نہیں کرتا مثلاً ایک حدیث میں یہ حکم ہے کہ ﴿صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ﴾ ''بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھو (یعنی پڑھ سکتے ہو)۔''(۴) مزید برآں ایک اُصولی قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ((صِيغَةُ الْأَمْرِ بَعْدَ طَلَبِ الْإِجَازَةِ تَدُلُّ عَلَى الْإِبَاحَةِ)) ''کسی چیز کی اجازت مانگنے کے بعد امر کا صیغہ (محض) جواز پر دلالت کرتا ہے۔''

(ابن تیمیہ، شوکانی، امیر صنعانی رحمہم اللہ) عمرہ واجب نہیں۔(۵)

نابالغ بچے کا حج

نابالغ بچہ حج تو کرسکتا ہے لیکن بلوغت کے بعد اسے یہ حج کافی نہیں ہوگا بلکہ فرض کی ادائیگی کے لیے اسے دوبارہ

---

(۱) [بخاری (۱۷۷۳) کتاب الحج : باب وجوب العمرة وفضلها ' مسلم (۱۳۴۹) ترمذی (۹۳۳)]

(۲) [الأم (۱۸۷/۲) الحاوی (۳۳/٤) الهداية (۱۸۳/۱) المغنی (۱۳/۵) نيل الأوطار (۲۷٤/۳)]

(۳) [دارقطنی (۲۸٤/۲) كتاب الحج : باب المواقيت ' حاکم (٤۷۱/۱) كتاب المناسك ' الكامل لا بن عدی (۱٤٦۸/٤) نصب الراية (۱٤۸/۳)] امام ابن حزمؒ نے اس روایت کو جھوٹ اور باطل کہا ہے۔[المحلی (۳۷/۷)] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم مکی راوی ضعیف ہے۔[تلخیص الحبیر (۹۲/۲ ٤)]

(٤) [**صحیح** : صحیح ترمذی (۲۸۵) كتاب الصلاة : باب ماجاء فی الصلاة فی مرابض الغنم و أعطان الإبل ' ترمذی (۳٤۸)]

(۵) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۵/۲٦) نيل الأوطار (۲۷٦/۳) سبل السلام (۹۲۲/۲)]

حج کرنا ہوگا۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو اٹھا کر لائی اور کہا' اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لیے حج ہے؟ تو آپ نے فرمایا﴿ نَعَمْ ' وَ لَكِ أَجْرٌ ﴾ ''ہاں اور اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔''(۱)

(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی ایک گدھی پر سوار ہو کر (منیٰ) میں آیا۔ اس وقت میں جوان ہونے کے قریب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے نماز پڑھا رہے تھے۔ میں پہلی صف کے ایک حصہ کے آگے سے ہو کر گزرا' پھر سواری سے نیچے اُتر آیا اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہو گیا' یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ کا واقعہ ہے۔''(۲)

جس وقت کا یہ واقعہ ہے اُن دنوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نابالغ تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ بچوں کا حج درست ہے۔

(3) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ﴾ ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا اور میں اس وقت سات سال کا تھا۔''(۳)

(جمہور، مالک، احمد رحمہم اللہ) بچے کا حج صحیح ہے' اسے اس پر ثواب دیا جاتا ہے۔

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) بچے کا حج صحیح نہیں۔(٤)

(راجح) جمہور علما کا مؤقف راجح ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری، شیخ صالح الفوزان اور شیخ عبداللہ بسام نے اسی کو ترجیح دی ہے۔(٥)

☐ یاد رہے کہ اگر بچہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کر بیٹھے جو دورانِ احرام ممنوع و ناجائز تھا تو اس پر نہ کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی گناہ۔ کیونکہ بچہ بلوغت سے قبل مکلّف ہی نہیں۔(٦)

غلام کا حج

غلام پر حج واجب نہیں کیونکہ وجوبِ حج کے لیے حریت یعنی آزادی شرط ہے لیکن اگر غلام حج کر لیتا ہے تو اس کا حج درست ہے۔ البتہ جب وہ آزاد ہو گا تو اسے فرض ادا کرنے کے لیے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ أَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ ثُمَّ عُتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى ﴾ ''جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرے۔''(۷)

(۱) [مسلم (۱۳۳٦) كتاب الحج : باب صحة حج الصبي وأجر من حج به' ابو داود (۱۷۳٦)]

(۲) [بخاری (۱۸۵۷) کتاب العمرۃ : باب حج الصبيان ' مسلم (٥٠٤) ابو داود (۷۱٥) ترمذی (۳۳۷)]

(۳) [بخاری (۱۸۵۸) کتاب الحج : باب حج الصبيان]

(٤) [شرح مسلم للنووی (۱۰/٥) تحفة الأحوذی (۸۰۱/۳)]

(٥) [تحفة الأحوذی (۸۰۰/۳) الملخص الفقهی (۲۸۱/۱) توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۲۰/٤)]

(٦) [**صحيح** : صحیح ابو داود (۳۷۰۳) کتاب الحدود : باب فی المجنون يسرق أو يصيب حدا' ابو داود (٤٤٠۳)]

(۷) [**صحيح** : إرواء الغليل (۹۸٦) تلخيص الحبير (۲۲۰/۲) بيهقی (۳۲٥/٤) طبرانی أوسط (۲۷٥۲)]

عورت کا حج

* اگر وجوبِ حج کی شرائط موجود ہوں تو عورت پر بھی اسی طرح حج فرض ہے جیسے مرد پر فرض ہے۔ البتہ عورت پر وجوبِ حج کے لیے دو شرائط زائد ہیں۔ ایک' اس کے ساتھ کسی محرم رشتہ دار کا ہونا اور دوسرے' اس کا عدت میں نہ ہونا جیسا کہ گزشتہ عنوان ''وجوبِ حج کی شرائط'' کے تحت بالتفصیل اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔
* حج کو عورتوں کا جہاد قرار دیا گیا ہے۔(۱)
* عورت اگر حالتِ حیض یا حالتِ نفاس میں ہو تو اسے غسل کر کے احرام باندھ لینا چاہیے۔ (۲)
* عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں گی۔(۳)
* دورانِ حیض عورت طواف کے علاوہ باقی تمام مناسکِ حج ادا کرے گی۔(٤)
* عورتوں کے لیے طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل مشروع نہیں۔(٥)
* اسی طرح صفا و مروہ کی سعی کے دوران عورتوں کے لیے بھاگنا بھی مشروع نہیں۔(٦)
* عورتوں کے لیے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں' انہیں چاہیے کہ کچھ بال کتروا لیں۔(۷)
* حائضہ عورت کے لیے طوافِ وداع کی رخصت ہے جبکہ اس نے دس ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کر لیا ہو۔(۸)

حج کے لیے شوہر سے اجازت لینے کا حکم

اگر عورت بذاتِ خود صاحبِ استطاعت ہو تو اس پر نماز کی طرح حج فرض ہے۔ اسے شوہر سے اجازت طلب کرنی چاہیے' اگر وہ اجازت دے تو ٹھیک وگرنہ بغیر اجازت ہی حج کے لیے روانہ ہو جائے بشرطیکہ کوئی محرم رشتہ دار ساتھ ہو۔ البتہ نفلی حج کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے' بغیر اجازت نکلنا جائز نہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسی عورت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جس کا شوہر موجود ہے اور اس کے پاس مال بھی ہے۔ شوہر اسے (نفلی) حج کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَيْسَ لَهَا أَنْ تَنْطَلِقَ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا﴾ ''ایسی عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر حج کے لیے نہ جائے۔''(۹)

(ابن تیمیہ، ابن قدامہ رحمہما اللہ) شوہر کے لیے جائز نہیں کہ بیوی کو کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ واجب حج کرنے سے

---

(۱) [بخاری (۲۸۷٥) کتاب الجهاد والسير : باب جهاد النساء]

(۲) [مسلم (۱۲۰۹) كتاب الحج : باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام]

(۳) [بخاری (۱٦۱۷) كتاب الحج : باب طواف النساء مع الرجال]

(٤) [بخاری (۲۹٤) كتاب الحيض : باب كيف كان بدء الحيض' مسلم (۱۲۱۱)]

(٥) [بیهقی فی السنن الکبری (٥/٨٤)] (٦) [أيضا]

(۷) [**صحيح** : هداية الرواة (۲٥۸۷)' (۳/۹٤) ابو داود (۱۹۸٥) كتاب المناسك : باب الحلق والتقصير]

(۸) [بخاری (۱۷٥٥) كتاب الحج : باب طواف الوداع' مسلم (۱۳۲۸)]

(۹) [دارقطنی (۲٤۰۹)' (۲/٤٤٥) كتاب الحج' بیهقی فی المعرفة (۷/٥۰۱)' (۱۰۸۳۹)]

روکے اور بیوی پر لازم ہے کہ اگر وہ اس کی اجازت نہ دے تو بغیر اجازت ہی حج کر لے۔حتی کہ اکثر علما عورت کے لیے حج کی مدت کا خرچہ بھی شوہر پر واجب قرار دیتے ہیں۔(۱)

(سید سابق رحمہ اللہ) عورت کے لیے مستحب ہے کہ فرض حج کے لیے روانہ ہونے سے پہلے شوہر سے اجازت لے۔ اگر وہ اسے اجازت دے تو روانہ ہو جائے اور اگر وہ اسے اجازت نہ دے تو اس کی اجازت کے بغیر ہی نکل پڑے۔اس لیے کہ مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو فرض حج کی ادائیگی سے روکے کیونکہ یہ ایک عبادت ہے جو عورت پر واجب ہے اور خالق کو ناراض کر کے مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔عورت کو چاہیے کہ فرض حج کی ادائیگی میں جلدی کرے تا کہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائے جیسے اسے نماز کی ادائیگی میں اول وقت کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور شوہر اسے روکنے کا قطعاً مجاز نہیں۔یہی حکم اُس حج کا بھی ہے جس کی نذر مانی گئی ہو کیونکہ یہ بھی عورت پر اسی طرح فرض ہے جیسے اسلام کا حج فرض ہے۔البتہ نفلی حج میں شوہر بیوی کو روک سکتا ہے۔(۲)

دورانِ حج تجارت کا حکم

دورانِ حج تجارت جائز ومباح ہے لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ تجارت کے جواز کو مقصدِ حج ہی بنا لیا جائے اور اعمالِ حج میں خلل اندازی کے باوجود بھی تجارتی معاملات کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کی کوشش کی جائے۔

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ﴾[الحج : ۲۸] ''اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔''

(ابن کثیر رحمہ اللہ) رقمطراز ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں'' سے مراد دنیا اور آخرت کے فائدے ہیں۔اُخروی فائدہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور دنیاوی فائدہ اُونٹوں' ذبیحوں اور تجارت سے حاصل ہونے والا منافع ہے۔امام مجاہد رحمہ اللہ اور کئی ایک مفسرین نے (اس آیت کی) اسی طرح تفسیر فرمائی ہے کہ اس سے مراد دنیا اور آخرت کا فائدہ ہے۔(۳)

(2) ایک دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ﴾[البقرة : ۱۹۸] ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(قرطبی رحمہ اللہ) فضل تلاش کرنے سے مراد تجارت ہے۔مزید فرماتے ہیں کہ خبردار! تجارت کے بغیر حج افضل ہے

(۱) [الاختيارات الفقهية (ص / ۱۱۵) المغنى لابن قدامة (۳۵/۵)]

(۲) [فقه السنة (۴۳۲/۱)]

(۳) [تفسير ابن كثير (۴۲۷/۴)]

کیونکہ اس میں دنیاوی شائبہ نہیں۔(۱)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ذوالمجاز اور عکاظ کے مقامات جاہلیت میں لوگوں کے تجارتی بازار تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے (دورانِ حج) تجارت کو مکروہ تصور کیا۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی "تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" یعنی حج کے مہینوں میں (تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں)۔"(۲)

(4) مجاہد رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ "انہوں نے یہ آیت تلاوت کی "تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" پھر فرمایا' لوگ مقامِ منیٰ میں تجارت نہیں کیا کرتے تھے' پھر انہیں اُس وقت تجارت کرنے کا حکم دیا گیا جب وہ عرفات سے لوٹیں۔"(۳)

(5) ابواُمامہ تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے حج میں جانور کرایہ پر دیتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ تیرا حج نہیں ہوتا۔ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں ایسا آدمی ہوں جو دورانِ حج کرایہ کما تا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ میرا حج درست نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا تو احرام نہیں باندھتا' تلبیہ نہیں کہتا' طواف نہیں کرتا' عرفات سے نہیں لوٹتا اور کنکریاں نہیں مارتا؟ میں نے کہا' کیوں نہیں' سب کچھ کرتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو تیرا حج درست ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا تھا اور اس نے آپ سے ایسا ہی سوال پوچھا تھا جیسا کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے۔ آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کو بلایا اور یہ آیت سنائی اور کہا' تیرا حج درست ہے۔"(٤)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) تجارت حرام نہیں لیکن انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسے افعال میں مشغول ہو جائے جو اسے حج کی مصروفیات سے روک دیں۔(٥)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) ہمارے علم کے مطابق محرم کے لیے تجارت وصناعت کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔(٦)

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا حکم

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی دو صورتیں ہیں:

① زندہ کی طرف سے ② میت کی طرف سے

❶ زندہ کی طرف سے :

اگر جس کی طرف سے حج کرنا مقصود ہے وہ زندہ ہو تو اس کی طرف سے صرف اس صورت میں حج کیا جا سکتا ہے

---

(۱) [تفسیر قرطبی (۲/۴۰۹)]

(۲) [بخاری (۱۷۷۰) کتاب الحج : باب التجارة أیام الموسم والبیع فی أسواق الجاهلیة]

(۳) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۵۲۳) کتاب المناسك : باب التجارة فی الحج' ابو داود (۱۷۳۱)]

(٤) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۵۲۵) کتاب المناسك : باب الكرى' ابو داود (۱۷۳۳)]

(٥) [الاختیارات الفقهیة (ص / ۱۱۵)] (٦) [المغنی لابن قدامة (۱۷٤/۵)]

کہ وہ معذور ہو اور اس کا عذر دائمی ہو مثلاً انتہائی عمر رسیدہ ہو' یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو یا بے حد کمزور وناتواں ہو۔ اگر اس کے برعکس اس کا عذر عارضی ہو یا اس کے صحت مند ہونے کی امید ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تندرست ہو کر خود اپنا حج کرے۔ معذور ہونے کی صورت میں وہ اگر اپنے مال سے کسی دوسرے کو حج کرا دے تو اس معذور شخص کا فرض ادا ہو جائے گا۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! بے شک اللہ کی جانب سے اس کے بندوں پر عائد فریضۂ حج نے میرے والد کو پالیا ہے اور وہ بہت بوڑھا ہے' سواری پر سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتا' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔''(۲)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) زندہ مسلمان کی طرف سے حج وعمرہ کی ادائیگی درست ہے بشرطیکہ وہ خود بڑھاپے یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے تندرست ہونے کی امید نہ ہو' اس کی ادائیگی سے عاجز ہو۔(۳)

❷ میت کی طرف سے:

اگر کسی شخص پر زندگی میں صاحبِ استطاعت ہونے کی وجہ سے یا نذر مان لینے کی وجہ سے حج فرض ہو لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو چاہیے کہ اس کے مال سے اس کی طرف سے حج ادا کر دیں۔ اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اپنے مال سے ہی اس کی طرف سے حج کر لیں۔ اس طرح فوت ہونے والے کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا خواہ اس نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی فوت ہونے والے کی طرف سے قرض ادا کر دے تو اس کا قرض ادا ہو جاتا ہے۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا' میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا' ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ مجھے بتا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ اللہ کا قرض ادا کر (کیونکہ) اللہ کا قرض سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔(۴)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی لیکن وہ (حج کرنے سے پہلے ہی) فوت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا' اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا' ہاں۔ آپ نے فرمایا' اللہ کا قرض ادا کرو' اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔''(۵)

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۵/۱۹_۲۲)]

(۲) [بخاری (۱۵۱۳) کتاب الحج : باب وجوب الحج وفضله' مسلم (۱۳۳٤) ابو داود (۱۸۰۹)]

(۳) [مجموع الفتاوی لابن باز (۱٦/٤۰۳)]

(٤) [بخاری (۱۸۵۲) کتاب العمرة : باب الحج والنذور عن الميت والرجل يحج عن المرأة]

(۵) [بخاری (٦٦۹۹) کتاب الأيمان والنذور : باب من مات وعليه نذر' احمد (۱/۳٤۵)]

(3) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میں نے اپنی والدہ پر ایک لونڈی صدقہ کی تھی لیکن وہ (میری والدہ) فوت ہوگئی۔ راوی نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ تجھے اجر ضرور ملے گا اور اس نے وہ لونڈی تجھ پر میراث کی صورت میں لوٹا دی ہے۔ پھر اس نے کہا' اے اللہ کے رسول! میری والدہ کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔ پھر اس نے کہا کہ اس نے کبھی حج نہیں کیا' کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا ﴿ حُجِّي عَنْهَا ﴾ ''تو اس کی طرف سے حج کرلے۔''(۱)

(جمہور' شافعی رحمہم اللہ) میت کی طرف سے حج جائز ہے' خواہ فرض ہو یا نفل' خواہ اس نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ۔(۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) میت کی طرف سے حج بالاتفاق جائز ہے۔(۳)

(ابن باز رحمہ اللہ) اگر آپ خود ان (فوت شدہ والدین) کی طرف سے حج کریں اور مناسک حج ادا کرنے میں شرعی احکام کا پوری طرح خیال رکھیں تو یہ بہت بہتر بات ہے اور اگر کسی دیندار اور امانت دار آدمی کو بھیج دیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ آپ ان کی طرف سے حج وعمرہ کریں اور اگر اس معاملہ میں کسی کو نائب بنائیں تو اسے بھی کہیں کہ وہ ان کی طرف سے حج وعمرہ کرے اور یہ کام آپ کی طرف سے ان کے لیے نیکی اور احسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ کی طرف سے قبول فرمائے۔(٤)

مرد' عورت کی طرف سے حج کرسکتا ہے اور عورت' مرد کی طرف سے

جیسا کہ گزشتہ احادیث میں واضح طور پر اس کا ثبوت موجود ہے۔ نیز امام ابن تیمیہ' امام ابن قدامہ' شیخ ابن باز اور شیخ عبداللہ بسام رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔(٥)

کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ بھی کیا جاسکتا ہے

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں' نہ وہ حج کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ عمرہ کی۔ وہ سوار نہیں ہوسکتے؟ آپ نے فرمایا ﴿ حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ وَ اعْتَمِرْ ﴾ ''تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔''(٦)

---

(۱) [مسلم (۱۱٤۹) کتاب الصیام : باب قضاء الصیام عن المیت' ابو داود (۲۸۷۷) ترمذی (٦٦۷)]

(۲) [تحفۃ الأحوذی (۸۰۷/۳)] (۳) [مجموع الفتاوی (۹/۲٦)]

(٤) [فتاوی ابن باز' مترجم (۱۳۰/۱)]

(٥) [الأخبار العلمیۃ من الاختیارات الفقہیۃ (ص / ۱۷۲) المغنی لابن قدامۃ (۲۷/٥) مجموع الفتاوی لابن باز (٤۲۲/۱٦) توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۲٤/٤)]

(٦) [**صحیح** : ہدایۃ الرواۃ (۲٤٦۱)' (٤٥/۳) ابو داود (۱۸۱۰) کتاب المناسک : باب الرجل یحج عن غیرہ' ترمذی (۹۳۰) کتاب الحج : باب منہ' نسائی (۱۱۱/٥) حاکم (٤۸۱/۱) امام ابن حبانؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی شرط

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس نے پہلے اپنی طرف سے حج ادا کیا ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ شبرمہ کی طرف سے لبیک پکار رہا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا' یہ شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا' میرا بھائی ہے یا (کہا) میرا قریبی ہے۔ آپ نے دریافت کیا' کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہے؟ اس نے کہا' نہیں۔ آپ نے فرمایا ﴿ حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ ﴾ ''پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے کر۔'' (۱)

تارک نماز کی طرف سے حج کرنے کا حکم

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) تارک نماز کی طرف سے نہ تو حج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی صدقہ۔ کیونکہ علماء کے اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ کافر ہے۔ (۲)

(سعودی مجلس افتاء) وجوب نماز کا انکار کرتے ہوئے نماز چھوڑنے والا بالاتفاق کافر ہے اور جو سستی و غفلت کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے' راجح قول کے مطابق وہ بھی کافر ہے۔ لہٰذا ایسے فوت ہونے والے شخص کی طرف سے نہ تو حج کرنا جائز ہے اور نہ ہی صدقہ دینا درست ہے' جو نمازیں نہیں پڑھتا تھا۔ جیسا کہ تمام کافروں کی طرف سے نہ حج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ (۳)

زکوٰۃ کی رقم سے بھی کسی کو حج کرایا جا سکتا ہے

کیونکہ مصارفِ زکوٰۃ میں سے ایک مصرف ''فی سبیل اللہ'' بھی ہے اور جہاد کے علاوہ حج کو بھی مختلف احادیث میں فی سبیل اللہ میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ ... فَإِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ... ﴾ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا' ہمارے پاس ایک اُونٹ تھا جسے ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا' ہم (اس کے بعد) بیمار ہو گئے اور ابو معقل رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے روانہ ہو گئے' پھر جب آپ اپنے حج سے فارغ ہو (کر واپس پلٹ) آئے تو میں آپ کے پاس آئی۔ آپ نے فرمایا' اے اُم معقل! تجھے ہمارے ساتھ (حج کے لیے) نکلنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا' بلاشبہ ہم نے تیاری کی تھی (لیکن میں نہ نکل سکی اور ابو معقل آپ کے ساتھ نکل گیا) اور پھر (حج سے واپسی پر) ابو معقل فوت ہو گیا۔ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا' اسی پر ہم حج کیا کرتے تھے لیکن ابو معقل نے اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا' تو اُس پر کیوں (حج کے لیے) نہ نکلی' بے شک حج اللہ کے راستے میں ہی ہے۔'' (۴)

---

(۱) [**صحیح** : هداية الرواة (۲٤٦۲)' (٤٦/۳) صحيح ابو داود (۱۵۸۹) ابو داود (۱۸۱۱)]
(۲) [مجموع الفتاوى لابن باز (٤۲٤/۱٦)] (۳) [فتاوى اللجنة الدائمة (۱۱۳/۱۱)]
(٤) [**صحیح** : صحيح ابو داود (۱۷۵۲) كتاب المناسك : باب العمرة' ابو داود (۱۹۸۹)]

(2) حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ اَلْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ ''حج اور عمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔'' (۱)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے 30 درہم اللہ کی راہ میں وقف کر دیئے ہیں، دریافت یہ کیا گیا کہ کیا وہ انہیں حج میں صرف کر سکتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیوں نہیں ﴿ أَمَا إِنَّهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ ''بلاشبہ حج فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔'' (۲)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ حج کے لیے دے یا اس سے غلام آزاد کر دے۔ (۳)

اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''زکوٰۃ کی کتاب'' کا مطالعہ کیجئے۔

مالی فراوانی ہو تو نفلی حج کرنا افضل ہے یا مجاہدین کو چندہ دینا

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جو شخص فریضۂ حج ادا کر چکا ہو اس کے لیے افضل یہی ہے کہ دوسرے حج کی رقم فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے چندہ میں دے دے۔ جیسا کہ افغان مجاہدین اور وہ مہاجرین جو پاکستان میں پناہ گزین ہیں۔ کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ سائل نے پوچھا، پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد۔ سائل نے پھر دریافت کیا، پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے۔ گویا آپ نے حج کو جہاد کے بعد قرار دیا۔ جس سے مراد نفلی حج ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ استطاعت کی صورت میں تو فرضی حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا﴿ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا ، وَمَنْ خَلَفَهُ فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا ﴾ ''جس نے کسی غازی کو سامان مہیا کیا تو اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھر والوں کی ٹھیک طرح دیکھ بھال کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ افغان مجاہدین اور ان جیسے دوسرے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو اپنے بھائیوں سے مالی تعاون کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان دو مذکور حدیثوں اور ان کے علاوہ دیگر احادیث کی بنا پر نفلی حج کی نسبت اتنی رقم جہاد میں خرچ کر دینا افضل ہے۔ (٤)

کیا بیٹا اپنے والد کے مال سے حج کر سکتا ہے؟

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر بیٹا اپنے والد کے مال سے اپنا فرض حج ادا کر لیتا ہے تو اس کا حج صحیح ہے۔ (٥)

---

(۱) [صحیح : إرواء الغلیل (۸٦۹) احمد (٤/۲۲۱)، (٦/٤٠٥) حاکم (١/٤٨٢) طیالسی (١/۲٠۲)]

(۲) [أبو عبید فی الأموال (١٩٧٦) حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ [فتح الباری (٣/٢٥٨)]

(۳) [جید : إرواء الغلیل (٣/٣٧٧) ابن أبی شیبۃ (٤/٤١) أبو عبید فی الأموال (١٧٨٤)]

(٤) [فتاوی ابن باز، مترجم (١/١٣٥)] (٥) [فتاوی اسلامیۃ (٢/١٨٨)]

خود حج کرنے سے پہلے والدین کو حج پر بھیجنا

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) حج ہر مسلمان' عاقل' بالغ' صاحبِ استطاعت شخص پر عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور والدین کے ساتھ کسی بھی واجب کام میں حسبِ توفیق نیکی و اعانت کرنا مشروع ہے۔ مگر آپ پر لازم ہے کہ پہلے خود اپنا حج کریں پھر اپنے والدین کی اعانت کریں' اگر اکٹھے حج کرنا ممکن نہ ہو۔ اور اگر آپ خود حج کرنے سے پہلے اپنے والدین کو حج پر بھیج دیں تو ان کا حج صحیح ہوگا۔(۱)

مقروض کے حج کا حکم

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) اگر آپ حج کے اخراجات اور قرض کی ادائیگی دونوں کی طاقت رکھتے ہیں تو آپ پر حج واجب ہے اور اگر آپ قرض کی ادائیگی سمیت حج کے اخراجات کی طاقت نہیں رکھتے تو آپ پر حج واجب نہیں۔(۲)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اگر انسان پر اتنا قرض ہو جو اس کے پاس موجود سارے مال سے زائد ہو تو اس پر حج واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف صاحبِ استطاعت شخص پر ہی حج فرض کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔'' اور جس شخص پر اتنا قرض ہو جو اس کے سارے مال کو محیط ہو تو وہ صاحبِ استطاعت نہیں۔ اس بنا پر وہ پہلے اپنا قرض ادا کرے پھر اس کے بعد اگر میسر ہو تو حج بھی کرے۔ البتہ اگر قرض اس کے پاس موجود مال سے کم ہو اور اس کے پاس (قرض کی رقم کے علاوہ) مزید اتنا مال بھی ہو جو حج کے لیے کافی ہو' تو وہ اپنا قرض ادا کرے اور پھر حج کرے خواہ حج فرض ہو یا نفل۔ لیکن اگر حج فرض ہو تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا واجب ہے اور اگر فرض نہ ہو تو اسے اختیار ہے' اگر چاہے تو نفلی حج کر آئے اور اگر چاہے تو نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔(۳)

اگر کوئی قرض کی ادائیگی سے قبل حج کر آئے

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) قرض کی ادائیگی سے قبل آپ کے لیے حج جائز ہے اور آپ کا حج صحیح ہے' جبکہ قرض کی ادائیگی کے لیے کوئی وقت متعین نہ کیا گیا ہو بلکہ آپ کے لیے جب بھی میسر ہو آپ قرض ادا کر سکتے ہوں۔(۴)

قرض لے کر حج کرنے کا حکم

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) اگر آپ قرض لے کر حج کریں تو آپ کا حج مقبول ہے لیکن افضل یہ ہے آپ ایسا نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حج صرف اسی پر فرض کیا ہے جو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور آپ ابھی اس کی طاقت نہیں رکھتے۔(۵)

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة (۷۱/۱۱)]
(۲) [فتاوی اسلامیة (۱۹۱/۲)]
(۳) [فتاوی اسلامیة (۱۹۰/۲)]
(۴) [فتاوی اسلامیة (۱۹۰/۲)]
(۵) [فتاوی اسلامیة (۱۹۱/۲)]

باب أنواع الحج و أفضلها حج کی اقسام اور افضل حج کا بیان

اقسام حج

حج کی تین اقسام ہیں:

① حَجِّ تَمَتُّعْ ② حَجِّ قِرَانْ ③ حَجِّ اِفْرَادْ

حَجِّ تَمَتُّعْ

- تمتع کا مطلب ہے ''فائدہ اٹھانا۔'' حج تمتع کرنے والا حج کے مہینوں میں میقات سے عمرے کا احرام باندھتا ہے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیتا ہے۔ پھر غیر محرم ہونے کا فائدہ اٹھاتا ہے حتی کہ پھر مکہ سے 8 ذوالحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے اور مناسکِ حج ادا کرتا ہے۔
- اس حج میں پہلی مرتبہ احرام باندھ کر تلبیہ یوں کہا جائے گا: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔''
- وہ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر طوافِ قدوم کے ساتھ اپنا عمرہ شروع کرے گا۔ جس کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل (کندھے ہلاتے ہوئے چھوٹے قدموں کے ساتھ تیز تیز چلنا) بھی کرے گا۔
- طوافِ قدوم کے بعد صفا و مروہ کی سعی (صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر، اس طرح سات چکر پورے کرنے کو سعی کہتے ہیں) کرے گا۔
- صفا و مروہ کی سعی کے بعد حاجی سر کے بال کتروا کر یا منڈوا کر احرام کھول دے گا اور احرام کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جائے گا۔
- 8 ذوالحجہ کو دوبارہ مکہ سے ہی احرام باندھے گا۔
- اب وہ ان الفاظ میں تلبیہ کہے گا: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔''
- مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے حاجی 10 ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے گا۔
- پھر قربانی کرے گا۔
- پھر بال کتروا کر یا منڈوا کر احرام کھول دے گا۔
- اب حاجی پر احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو چکی ہیں۔ صرف بیوی سے ہم بستری کی پابندی باقی ہے جو طوافِ زیارت کے بعد ختم ہو گی۔

* حج تمتع کرنے والے پر طوافِ زیارت کے بعد صفا و مروہ کی سعی بھی واجب ہے۔

حَجِّ قِرَانْ

* قران کا معنی ہے ''ملانا۔'' چونکہ حجِ قران کرنے والا جب میقات سے احرام باندھتا ہے تو حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہے اور اپنے احرام میں دونوں کو ملاتا ہے' اس لیے اسے ''حجِ قران'' کہتے ہیں۔
* حجِ قران کرنے والا احرام باندھ کر ان الفاظ میں تلبیہ پکارے گا: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ عُمْرَۃً وَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں عمرہ اور حج (دونوں) کے لیے حاضر ہوں۔''
* مسجدِ حرام میں داخل ہو کر طوافِ قدوم کرے گا۔
* پھر صفا و مروہ کی سعی کرے گا لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں۔ کیونکہ حجِ قران کرنے والے پر صرف ایک ہی سعی واجب ہے لہٰذا اگر وہ یہ نیت کر لے کہ وہ یہ سعی 10 ذوالحجہ والی سعی کی جگہ کر رہا ہے تو اس پر 10 ذوالحجہ کو سعی کرنا واجب نہیں۔
* سعی کے بعد بال کتروائے یا منڈوائے گا لیکن احرام نہیں کھولے گا بلکہ اسی احرام کے ساتھ حج بھی ادا کرے گا۔
* 8 ذوالحجہ کو دیگر حجاجِ کرام کے ساتھ مناسکِ حج کی ابتدا کرے گا۔
* 10 ذوالحجہ کے روز جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار کر قربانی کرے گا۔
* پھر حجامت بنوائے گا۔
* پھر طوافِ زیارت کرے گا۔
* اگر وہ عمرہ کے دوران صفا و مروہ کی سعی کر چکا ہے تو اس پر دوبارہ سعی کرنا ضروی نہیں۔

حَجِّ اِفْرَادْ

* افراد کا مطلب ہے ''اکیلا کرنا۔'' حجِ افراد کرنے والا میقات سے احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرتا ہے اس لیے اسے ''حجِ افراد'' کہتے ہیں۔
* حجِ افراد کرنے والا یوں تلبیہ کہے گا: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ حَجًّا))' میں حج کے لیے حاضر ہوں۔''
* اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ پہلے مکہ جائے اور طواف و سعی کرے بلکہ یہ سیدھا منیٰ یا عرفات بھی جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مکہ چلا جائے تو طوافِ قدوم کر لے۔ یاد رہے کہ یہ طواف اس کے لیے نفلی ہوگا۔
* اسی طرح اگر سعی کرنا چاہے تو سعی بھی کر لے۔ لیکن اگر وہ سعی کے وقت یہ نیت کر لے کہ وہ یہ سعی 10 ذوالحجہ والی سعی کے عوض کر رہا ہے تو اسے 10 ذوالحجہ کو سعی نہیں کرنی پڑے گی۔

- حج افراد کرنے والے نے اگر طوافِ قدوم اور سعی کر لی ہے تو حجامت نہ بنوائے کیونکہ اس کا حج ابھی باقی ہے۔
- حاجی 8 ذوالحجہ کو مناسکِ حج کی ابتدا کرے گا۔
- پھر 10 ذوالحجہ کے روز جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرے گا لیکن یہ قربانی اس پر واجب نہیں۔
- پھر حجامت بنوائے گا۔
- اگر اس نے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تھی تو طوافِ زیارت کے بعد سعی بھی کرے گا۔

ضروری وضاحت

- اگر کسی نے میقات سے حج افراد یا حج قران کی نیت کی ہو اور ابھی قربانی کا جانور نہ خریدا ہو تو وہ حج سے پہلے اپنا ارادہ بدل کر حج تمتع کی نیت کر سکتا ہے۔ لیکن حجِ قران کرنے والا اگر قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو تو پھر وہ حج تمتع کی نیت نہیں کر سکتا۔
- حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔
- قربانی منیٰ اور مکہ میں کسی بھی جگہ کی جا سکتی ہے۔
- ایک سے زیادہ قربانیاں کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن زائد قربانیاں نفلی ہوں گی۔

تینوں اقسام کا جواز

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے ﴿ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ ... ﴾ ''ہم میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے عمرے کے لیے تلبیہ کہا، کچھ وہ تھے جنہوں نے حج اور عمرہ (دونوں) کے لیے تلبیہ کہا اور بعض وہ تھے جنہوں نے حج کے لیے تلبیہ کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) صرف حج کا تلبیہ کہا۔ پھر جنہوں نے حج کے لیے یا حج اور عمرہ (دونوں) کے لیے لبیک کہا تھا وہ حلال نہ ہوئے حتی کہ قربانی کا دن آ گیا۔'' (۱)

(نووی رحمہ اللہ) ان تینوں اقسام کے جواز پر اجماع ہے۔ (۲)

کون سا حج افضل ہے؟

اس مسئلے میں علما نے بہت اختلاف کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام اسحٰق رحمہما اللہ کے نزدیک حج قران افضل ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس قسم کو پسند فرمایا، اس میں مشقت زیادہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ﴿ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾ ''روزِ قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو

---

(۱) [بخاری (۱۵۶۲) کتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج، مسلم (۱۲۱۱) ابو داود (۱۷۷۹)]
(۲) [شرح مسلم (۴۲۷/۴)]

گیا ہے۔"(۱) امام مالک اور امام احمد رحمہ اللہ کی رائے میں حج تمتع افضل ہے۔(۲) ان کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے ﴿لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِىْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْىَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً﴾ "اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا کہ جس کا مجھے بعد میں علم ہوا تو میں قربانی لے کر نہ چلتا بلکہ اسے عمرہ بنا لیتا۔"(۳) یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف افضل عمل کی ہی تمنا کر سکتے تھے نیز اس میں سہولت بھی ہے۔ امام شوکانی، نواب صدیق حسن خان، امام ابن قدامہ اور شیخ البانی رحمہم اللہ کے نزدیک حج تمتع ہی افضل ہے۔(٤)

بعض علماء کے نزدیک حج افراد، تمتع اور قران دونوں سے افضل ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خلفائے راشدین نے حج افراد کیا اور پھر اسی پر مداومت اختیار کی۔ لیکن یاد رہے کہ جس روایت میں یہ ذکر ہے وہ قابل حجت نہیں۔(٥)

بعض دیگر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ

- اگر کوئی شخص گھر یا میقات سے قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو اس کے لیے حج تمتع افضل ہے۔
- اگر کوئی گھر یا میقات سے قربانی ساتھ لایا ہو تو اس کے لیے حج قران افضل ہے۔
- اور اگر کوئی قربانی نہ کر سکتا ہو تو اس کے لیے حج افراد افضل ہے۔

حَجّ بَدَلْ

- حج بدل سے مراد ایسا حج ہے جو کسی دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے۔
- یہ حج جائز تو ہے مگر یہ شرط ہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے سے پہلے انسان نے اپنا حج کیا ہو۔
- اس حج کا طریقہ تو وہی ہوگا جو آئندہ ابواب کے تحت ذکر کیا جائے گا۔
- البتہ احرام سے قبل نیت کرتے ہوئے اس شخص کا نام لیا جائے گا جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے۔
- تلبیہ پکارتے ہوئے آخر میں لفظ " عَنْ " کا اضافہ کر کے اس شخص کا نام یوں لیا جائے گا۔ مثلا: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا عَنْ فُلَانٍ)) "اے اللہ! میں حج کے لیے فلاں (یہاں مطلوبہ شخص کا نام ذکر کیا جائے) کی طرف سے حاضر ہوں۔"
- یاد رہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) [**صحیح**: صحیح ابن ماجة (۲٤۱۱) أحمد (۱۷٥/٤) ابن ماجة (۲۹۷۷) كتاب المناسك]

(۲) [فتح الباري (۲۱٦/٤) المغني (۸۲/٥) الأم (۲۱۲/۲) المبسوط (۲٥/٤) الكافي (ص/۱۳۸)]

(۳) [أحمد (۱٤۸/۳) طبراني أوسط (۱۸٥۰ـ مجمع البحرين)]

(٤) [نيل الأوطار (۳۱۷/۳) الروضة الندية (٥۹٤/۱) تحفة الأحوذي (٦٤٦/۳) التعليقات الرضية (٦٤/۲)]

(٥) [**ضعيف**: ضعيف ترمذي (۸۲٦) كتاب الحج: باب ما جآء في إفراد الحج ' ترمذي (۸۲۰)]

باب حج النبی ﷺ
نبی کریم ﷺ کے حج کا بیان

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

* حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری حج تھا۔
* اس حج کو حجة الاسلام اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے یہی ایک حج ادا فرمایا اگرچہ ہجرت سے پہلے آپ نے کئی حج کیے' بعض بعثت سے پہلے اور بعض بعثت کے بعد۔
* اسے حجة البلاغ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے جملہ مسائلِ حج' قول اور فعل کے آئینے میں دکھا دیئے اور اسلام کے سب اصول وفروع بتا دیئے' تو عرفات میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

[المائدۃ : ۳] ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو ہی بطورِ دین پسند کیا۔'' (۱)

حجۃ النبی ﷺ کے سلسلہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت مع ضروری اضافہ جات

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو انہوں نے سب لوگوں کا حال دریافت کیا حتی کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا پوتا' تو انہوں نے میری طرف نہایت شفقت سے ہاتھ بڑھایا اور میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرا اوپر کا بٹن کھولا' پھر نیچے کا بٹن کھولا اور پھر اپنی ہتھیلی میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان میں رکھی' میں ان دنوں ابھی نوجوان لڑکا تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ شاباش' خوش آمدید! اے میرے بھتیجے! مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ پھر میں نے ان سے پوچھا اور وہ نابینا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت آ گیا تو وہ ایک چادر اوڑھ کر کھڑے ہوئے کہ جب اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے تھے تو وہ اس چادر کے چھوٹے ہونے کے سبب سے نیچے گر جاتے تھے اور ان کی بڑی چادر ایک طرف تپائی پر رکھی ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج (یعنی حجۃ الوداع) کے بارے میں خبر دیجئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے 9 کا اشارہ کیا اور فرمایا:

ہجرت کے دسویں سال حج کا اعلان

* رسول اللہ ﷺ نو برس تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور حج نہیں کیا پھر دسویں سال اعلان کیا کہ ''میں اس سال حج کے لیے جانے والا ہوں۔''
* یہ اعلان سن کر مدینہ منورہ میں لوگوں کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی جو سب کے سب آپ ﷺ کی اقتداء میں فریضۂ حج ادا کرنا چاہتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ وہ دورانِ حج ہر کام اسی طرح کریں جیسے آپ ﷺ کو

---

(۱) [البداية والنهاية (۱۲۳/۵) مزید دیکھئے: فتح الباری (۲۳۵/۱٦) السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية (ص / ٦٨٠)]

کرتے ہوئے دیکھیں۔

* [اس سال مدینہ میں چیچک یا خسرہ کی وبا پھوٹنے کی وجہ سے لوگوں کی ایک معقول تعداد حج سے محروم رہ گئی۔]
* [اس بیماری کے باعث جو حضرات سعادتِ حج سے محروم رہے' اُن کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' ماہِ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے' لہٰذا جو شخص اب حج پر جانا چاہے تو یہ بھی بہتر ہے اور جو صرف رمضان میں عمرہ ہی کر لے تو وہ بھی ٹھیک ہے۔]

سفرِ حج کا آغاز

* [آپ ﷺ حج کے لیے بروز ہفتہ جبکہ ذوالقعدہ گزرنے میں پانچ دن باقی تھے یعنی 26 ذوالقعدہ کو حج کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے۔](۱)
* [آپ ﷺ نے بالوں میں تیل لگایا' کنگھی کی' تہبند پہنا اور چادر اوڑھی۔ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں ادا کیں اور حج کے لیے روانہ ہو گئے۔]
* [مدینہ سے مکہ کی جانب سفر کے لیے آپ ﷺ نے شجرہ والی راہ اختیار فرمائی۔]
* [آپ ﷺ نے اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے لیا۔]

میقات پر قیام

* [ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ ﷺ نے نمازِ عصر قصر کر کے ادا فرمائی اور اس رات وہیں قیام کیا۔ اس مقام کو ''آبارِ علی'' کہا جاتا ہے۔]
* [اگلے روز صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ : صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ ﴾

''آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام) آیا اور اس نے کہا' اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ (داخل) ہے۔''(۲)

درحقیقت یہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا جواز تھا جسے اہل جاہلیت بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے۔](۳)

* [پھر آپ ﷺ نے نمازِ ظہر سے قبل غسل کیا' سر اور بدن پر خوشبو لگائی' پھر تہبند پہنا اور چادر اوڑھی۔]
* [رسول اللہ ﷺ نے کسی چپکنے والی چیز کے ساتھ سر کے بالوں کو چپکا لیا تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہیں اور خوشبو بھی برقرار رہے (یہ کام ایسے شخص کے لیے ہے جس کے بال لمبے ہوں)۔ اس عمل کو ''تلبید'' کہتے ہیں۔]

---

(۱) [امام ابن کثیرؒ نے " البداية والنهاية (١٢٥/٥) " اور سیرت نگاری میں عالمی ایوارڈ یافتہ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے " تجلیات نبوت (ص / ٣٥٤) " میں اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔ جبکہ امام ابن کثیرؒ نے امام ابن حزمؒ کا موقف ''کہ آپ ﷺ بروز جمعرات حج کے لیے روانہ ہوئے'' نقل فرما کر اس کا مدلل رد کیا ہے۔]

(۲) [بخاری (١٥٣٤) كتاب الحج : باب قول النبي : العقيق واد مبارك]

(۳) [بخاری (١٥٦٤) كتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج]

* [آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے جانور کو ''قلادہ'' پہنایا اور ''اشعار'' کیا۔](۱)
* [رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفرِ حج میں بچے اور خواتین بھی تھیں۔]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دورانِ نفاس غسل کر کے احرام باندھنے کا حکم

* مقامِ ذوالحلیفہ میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔
* انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں (حالتِ نفاس میں) اب کیا کروں؟
* آپ ﷺ نے فرمایا' غسل کرو اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔

نبی کریم ﷺ کا احرام

* پھر آپ ﷺ نے مسجد (ذوالحلیفہ) میں دو رکعت نماز پڑھی۔
* [اور مصلّی پر ہی حج وعمرہ کا اکٹھا تلبیہ پکارا یعنی کہا: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں عمرہ اور حج (دونوں) کے لیے حاضر ہوں۔'']
* پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے' یہاں تک کہ جب وہ آپ ﷺ کو لے کر مقامِ بیداء پہنچی [تو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے حج کا تلبیہ پکارا' ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پکارا لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ پکارا یعنی آپ ﷺ ''قارن'' تھے۔]
* حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے کی طرف دیکھا' جہاں تک میری نگاہ گئی سوار اور پیدل لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے اور اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف اور پیچھے بھی لوگوں کی ایسی ہی بھیڑ تھی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے۔ آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوتا تھا اور آپ ﷺ ہی اس کی حقیقت کو خوب جانتے تھے اور جو کام آپ ﷺ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا۔

تلبیہ توحید

* پھر آپ ﷺ نے تلبیہ توحید پکارا: ﴿ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ ﴾ ''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں' تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں' تمام حمد وتعریف تیرے لیے ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری طرف سے ہی ہیں۔ بادشاہی تیری ہی ہے'

---

(۱) [''قلادہ'' سے مراد جوتیوں کا ہار ہے جو قربانی کے جانور کے گلے میں اس غرض سے لٹکایا جاتا تھا کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے اور اگر یہ جانور کہیں گم ہو جائے تو جسے ملے وہ اسے مکہ کی طرف روانہ کر دے۔ ''اشعار'' یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیر الگانا اور جو خون رس آئے اسے کوہان پر مَل دینا۔ یہ عمل مسنون ہے۔
نیز یاد رہے کہ آپ ﷺ نے اس حج میں 100 اونٹ قربان کیے جن میں سے 63 اونٹ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قربان کیے۔ ان میں سے کچھ تو آپ ﷺ ساتھ لے کر گئے تھے اور کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے جیسا کہ حدیث جابر کے تحت آئندہ ذکر آ رہا ہے۔]

تیرا کوئی شریک نہیں۔"(۱)

* لوگوں نے بھی وہی تلبیہ پکارا جواب لوگ پکارے ہیں۔(مگر کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کی لبیک میں کچھ الفاظ بڑھا دیئے اور کہا "لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ ، لَبَّيْكَ ذَا الْفَوَاضِلِ" لیکن آپ ﷺ نے انہیں کچھ نہ کہا)۔

اونچی آواز سے تلبیہ پکارنے کا حکم

* [حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر تشریف لائے کہ "(اے نبی!) اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دو۔"](۲)
* پھر مسلسل رسول اللہ ﷺ تلبیہ پکارتے ہی رہے۔
* [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ جب وہ مقامِ "سرِف" پر پہنچیں تو ان کے ایام شروع ہو گئے۔]
* [آپ ﷺ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ غسل کریں' اپنے سر کے بال کھولیں اور کنگھی کریں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ حج کا ارادہ کر لیں اور دیگر حجاج کے ساتھ تمام مناسکِ حج ادا کریں سوائے طوافِ بیت اللہ کے۔ ہاں جب پاک ہو جائیں تب طواف کر لیں۔]
* حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے تھے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے بلکہ ایامِ حج میں عمرہ بجالانا ایامِ جاہلیت سے برا جانتے تھے (مراد یہ ہے کہ ہم نے صرف حج کا ہی تلبیہ پکارا' عمرہ کا نہیں)۔

حج کو عمرہ میں تبدیل کرنے کا حکم

* [وادیٔ سرف میں ہی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہوا سے حج پورا ہونے تک احرام کی پابندیوں سے آزادی نہیں مل سکتی لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ اگر اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کرنا چاہیں تو انہیں اجازت ہے۔(وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال ترشوا لیں اور حلال ہو جائیں اور پھر 8 ذوالحجہ کو دوبارہ حج کے لیے احرام باندھیں)۔]

---

(۱) [بظاہر تلبیہ پکارنے کے وقت کے متعلق احادیث میں تعارض ہے یعنی بعض صحابہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد سے ہی تلبیہ پکارا اور بعض دوسرے صحابہ کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے مقامِ بیداء پر پہنچ کر تلبیہ پکارنا شروع کیا۔ لیکن فی الحقیقت ان روایات میں کوئی تناقض نہیں اور وجہ اختلاف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ہی حج کیا اور اس حج میں آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں کی ناقابلِ شمار تعداد موجود تھی۔ یقیناً اس صورت میں ہر شخص ہر مقام پر آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ اس لیے جس نے جہاں تلبیہ سنا اس نے وہیں کے متعلق بیان کر دیا۔ یعنی جب آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ سے تلبیہ پکارنا شروع کیا تو جس نے وہاں تلبیہ سنا اس نے کہا نبی ﷺ نے مسجد سے تلبیہ پکارا۔ پھر جب آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ پکارا تو جنہوں نے وہاں سنا انہوں نے اسی مقام کو یاد رکھ لیا۔ اسی طرح جب آپ ﷺ مقامِ بیداء پر پہنچے اور تلبیہ پکارا تو جن لوگوں نے یہاں تلبیہ پکارتے ہوئے دیکھا انہوں نے اسی مقام کے متعلق بیان کر دیا۔]

(۲) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (٢٣٦٤) كتاب المناسك' ابن ماجة (٢٩٢٢)]

٭ [چنانچہ کچھ لوگوں نے تو اپنے حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کر لیا لیکن کچھ نے ایسا نہ کیا۔ تاہم وہ لوگ جو اپنے ساتھ قربانی لائے تھے وہ عمرہ اور حج دونوں کی نیت پر قائم رہے۔]

وادیٔ ذی طویٰ میں قیام

٭ [پھر آپ ﷺ نے اپنے سفر کو جاری کیا اور وادیٔ ذی طویٰ میں پہنچے۔]

٭ [رات بھر وہیں قیام فرمایا۔]

٭ [صبح کی نماز بھی وہیں ادا فرمائی۔]

٭ [یہ اتوار 4 ذوالحجہ کی صبح تھی۔]

بیت اللہ میں تشریف آوری

٭ [نماز فجر کے بعد آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور بیت اللہ کی جانب روانگی کی تیاری کی۔]

٭ [آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں "ثَنِيَّة عُلْيَا" یعنی مقام "كَدَاء" کی طرف سے داخل ہوئے۔]

٭ [بروز اتوار خوب دن چڑھ چکا تھا جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔]

٭ نبی ﷺ مسجدِ حرام کے دروازے پر آئے' اپنی اونٹنی کو وہیں بٹھایا اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

طوافِ قدوم

٭ مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ نے [وضوء کیا' پھر] حجر اسود کو بوسہ دیا' [پھر دائیں جانب سے چلتے ہوئے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔] پہلے تین چکروں میں رمل کیا یعنی کندھے ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے کیے۔

٭ [ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دیتے اور رکنِ یمانی کو ہاتھ سے چھوتے لیکن شمال کی جانب کے دونوں کونوں کو نہیں چھوتے تھے۔]

٭ [ہر چکر میں آپ ﷺ حجر اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھتے ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنات سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔'']

٭ پھر آپ ﷺ مقامِ ابراہیم پر آئے اور [با آوازِ بلند' لوگوں کو سناتے ہوئے] یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] ''مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرو۔''

٭ پھر آپ ﷺ نے مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان میں کیا اور دو رکعتیں ادا کیں۔

٭ ان رکعتوں میں سورۂ ''اخلاص'' اور سورۂ ''کافرون'' کی تلاوت فرمائی۔

٭ [پھر زمزم کے کنویں کی طرف آئے اور اس کا پانی پیا اور کچھ پانی سر پر بھی بہایا۔]

* پھر دوبارہ حجر اسود کی طرف لوٹے اور اسے بوسہ دیا۔

صفا ومروہ کی سعی

* پھر آپ ﷺ اس دروازے سے نکلے جو صفا کی طرف ہے اور جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرۃ: ۱۵۸] ''بے شک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

* اور آپ ﷺ نے فرمایا ﴿أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ﴾ ''میں وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے شروع کیا۔''

* پھر آپ ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کو دیکھا۔

* پھر قبلہ رخ ہو کر [تین مرتبہ] اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر [اور تحمید] بیان کی اور کہا:

﴿ لَا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ [يُحْيِي وَ يُمِيْتُ] ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ [لَا شَرِيْكَ لَهُ] ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَ هَزَمَ الْأَحْــزَابَ وَحْـدَهُ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، اسی کی تعریف ہے، [وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے] اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے [اس کا کوئی شریک نہیں] اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی۔''

* پھر اس کے بعد دعا کی، پھر ایسا ہی کہا، پھر دعا کی۔ غرض تین بار ایسا ہی کیا۔

* پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے حتی کہ جب آپ بطنِ وادی میں پہنچے تو تیزی سے گزرے [اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔] حتی کہ مروہ پر پہنچے۔

* مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔

حجامت اور عمرہ کا اتمام

* جب مروہ پر آخری (یعنی ساتواں) چکر پورا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ [يَـاأَيُّهَـا النَّـاسُ !] لَوْ أَنِّـي اسْتَـقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ ، وَ لَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَـعَـهُ هَـدْيٌ ؛ فَلْيُحِلَّ وَ لْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً [وَفِي رِوَايَةٍ : فَقَالَ : أَحِلُّوْا مِنْ إِحْرَامِكُمْ ، فَطُوْفُوْا بِـالْبَيْـتِ ، وَبَيْـنَ الـصَّـفَا وَالْمَرْوَةِ " وَ قَصِّرُوْا " وَ أَقِيْمُوْا حَلَالًا ، حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَـأَهِلُّوْا بِالْحَجِّ ، وَ اجْعَلُوْا الَّتِيْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً ﴾ ''[اے لوگو!] اگر مجھے پہلے سے اپنا کام معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا (بلکہ مکہ سے ہی خرید لیتا) اور اپنے اس احرامِ حج کو عمرہ بنا ڈالتا۔ پس تم میں سے جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف و سعی ہو چکی اور عمرہ کے افعال

پورے ہو گئے) اور اسے عمرہ بنا لے۔[ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا' اپنے احرام کھول دو' بیت اللہ کا طواف کرو' صفا ومروہ کی سعی کرو' اپنے بال ترشواؤ اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاؤ اور 8 ذوالحجہ تک حلال رہو' پھر حج کا احرام باندھو اور جس احرام کے ساتھ تم آئے ہو اسے تمتع بنا ڈالو۔]

- [یہ فرمان سنا تو] حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ حج کو عمرہ کر ڈالنا ہمارے اسی سال کے ساتھ خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں اور دو مرتبہ فرمایا "ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے۔"
- حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم ﷺ کے اونٹ لے کر آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے احرام کھول رکھا ہے اور رنگین کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں اور سرمہ بھی لگائے ہوئے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر ناراض ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو میں نے ہی اس کی اجازت دی ہے۔
- پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ کرتے ہوئے کیا نیت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کہا تھا ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ﴾ "اے اللہ! میں بھی اسی کا احرام باندھتا ہوں جس کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے۔"
- آپ ﷺ نے فرمایا' میرے ساتھ قربانی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام نہ کھولو۔
- پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کتروا لیے [خوشبو لگائی' اپنا عام لباس پہن لیا اور اپنی عورتوں سے ہم بستری بھی کی۔]
- مگر نبی کریم ﷺ اور جن کے ساتھ قربانی تھی محرم ہی رہے۔

8 ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانگی

- پھر جب ترویہ کا دن [جمعرات] یعنی ذوالحجہ کی 8 تاریخ ہوئی تو سب لوگ منیٰ کی طرف چلے [اور جو لوگ احرام کھول کر حلال ہو چکے تھے انہوں نے منیٰ کے قریب "وادیٔ ابطح" سے نیا احرام باندھا] اور حج کی لبیک پکاری۔
- منیٰ میں آپ ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر [پانچ نمازیں' اپنے اپنے اوقات میں جبکہ چار رکعت والی نمازیں قصر کر کے] ادا کیں۔

9 ذوالحجہ کو عرفات کی طرف کوچ

- پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے حتی کہ [9 ذوالحجہ بروز جمعہ کا] سورج طلوع ہو گیا تو آپ ﷺ [نے میدانِ عرفات کی طرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ] میرے لیے مقامِ نمرہ میں بالوں کا بنا خیمہ لگاؤ۔
- پس رسول اللہ ﷺ چلے اور قریش یقین رکھتے تھے کہ آپ ﷺ مشعر حرام میں وقوف کریں گے جیسا کہ سب قریش کے لوگوں کی ایامِ جاہلیت میں عادت تھی۔

※ لیکن آپ ﷺ وہاں سے آگے بڑھ گئے حتی کہ عرفات پہنچے اور نمرہ میں لگائے گئے اپنے خیمے میں اترے۔

خطبہ حج

※ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔

※ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر وادی [عرنہ] کے نشیب میں آئے اور لوگوں کو یہ خطبہ ارشاد فرمایا ﴿إِنَّ دِمَائَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَ دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَ إِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَ أَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَ اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَ لَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ: كِتَابَ اللّٰهِ، وَ أَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ أَدَّيْتَ وَ نَصَحْتَ، فَقَالَ: بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَ يَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ﴾ ”تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے رکھ دی گئی ہے (مراد یہ ہے کہ اب ان کا کوئی اعتبار نہیں) اور جاہلیت کے تمام قتل معاف اور کالعدم ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف اور ساقط کرتا ہوں جو بنی سعد میں پرورش پا رہا تھا اور اسے ہذیل قبیلے نے قتل کر ڈالا۔ اسی طرح زمانۂ جاہلیت کے تمام سود ختم اور ناقابلِ گرفت ہیں۔ سب سے پہلا سود میں اپنے خاندان میں سے چچا عباس کا ختم کرتا ہوں، وہ بالکل معاف ہے۔ عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے اور تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ (نکاح) سے حلال کیا ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو، پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی جس سے ہڈی نہ ٹوٹے) اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کی روٹی اور ان کا کپڑا دستور کے مطابق تمہارے ذمہ ہے اور میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔ اور تم سے (روزِ قیامت) میرے متعلق پوچھا جائے گا تو پھر تم کیا جواب دو گے؟ سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا، اپنا فرض سرانجام دے دیا اور خیر خواہی کی۔ پھر آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر تین مرتبہ کہا، اے اللہ! گواہ رہنا۔“

* [اس خطبے میں آپ ﷺ نے کچھ اور بھی احکام بیان فرمائے اور جب فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

[المائدۃ : ۳] ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو ہی بطورِ دین پسند کیا۔'']

* [دریں اثنا حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لیے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا تو آپ ﷺ نے سب کے سامنے اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے اسے پی لیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ یومِ عرفہ کا روزہ حاجیوں کے لیے نہیں ہے۔]

* پھر [حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے] اذان کہی۔

* پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی اور عصر پڑھائی (یعنی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نمازیں جمع فرمائیں) اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ (نفل وغیرہ) نہ پڑھا [یہ دونوں نمازیں آپ ﷺ نے قصراً ادا فرمائیں]۔

میدانِ عرفات میں وقوف

* پھر آپ ﷺ سوار ہو کر موقف (جائے وقوف) میں آئے۔ اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا اور پگڈنڈی کو اپنے سامنے کر لیا۔ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے [اور دعا و مناجات میں مصروف ہو گئے۔]

* [وہیں ایک مسلمان شخص حالتِ احرام میں اپنی سواری سے گرا اور فوت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ اسے انہی (دو) کپڑوں میں کفن دو جن میں یہ فوت ہوا ہے' اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر اور چہرہ مت ڈھانپو۔ اسے (روزِ قیامت) اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ پکار رہا ہوگا۔]

* [اہل نجد کے کچھ لوگ میدانِ عرفات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے کچھ سوال کیے' آپ ﷺ نے انہیں وقوفِ عرفہ کے متعلق فرمایا کہ عرفہ کا وقوف ہی حج ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دن یا رات کی کسی گھڑی میں بھی طلوعِ فجر سے پہلے پہلے جو یہاں وقوف کر لے اس کا حج مکمل ہوگا۔]

* [آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ پیغام بھی بھجوایا کہ وہ اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی وقوف کریں اور فرمایا کہ میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن یاد رکھو کہ عرفہ سارے کا سارا ہی جائے وقوف ہے۔]

* [بروز جمعہ] آپ ﷺ نے اس مقام پر غروبِ آفتاب تک مسلسل وقوف فرمایا۔

غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف کوچ

* پھر جب زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا بھی غروب ہو گئی تو (سوار ہوئے اور) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا لیا اور مزدلفہ کی طرف لوٹے۔ آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کی مہار اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصے سے لگ گیا تھا۔

* آپ ﷺ لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کی تلقین فرما رہے تھے۔
* جب کسی ریت کے ٹیلے پر آتے تو ذرا مہار ڈھیلی کر دیتے حتی کہ اونٹنی چڑھ جاتی۔
* بالآخر مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں [وضوء کیا اور] ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل نماز یا سنتیں نہ پڑھیں۔
* [ازواجِ مطہرات میں سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا' حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ رات میں ہی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں تا کہ لوگوں کے ازدہام سے بچ سکیں۔ آپ نے انہیں اور دیگر کمزور لوگوں کو یہ اجازت دی کہ وہ چاند غروب ہونے تک مزدلفہ میں ہی قیام کریں اور پھر رات میں ہی منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کمزور وناتواں لوگ اگر طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی جمرۂ عقبہ کی رمی کر لیں تو انہیں اجازت ہے۔](۱)
* پھر رسول اللہ ﷺ استراحت کی غرض سے لیٹ گئے حتی کہ فجر طلوع ہوگئی۔
* جب فجر ظاہر ہوگئی تو اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ [یہ ہفتہ 10 ذوالحجہ کا دن تھا اور یہی یوم النحر اور عید الاضحیٰ کا دن ہے۔]
* [حضرت عروہ طائی رضی اللہ عنہ کے ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہاں (مزدلفہ میں) ہمارے ساتھ نماز فجر پالی اس کا حج مکمل ہو گیا۔]

مشعر حرام پر وقوف اور دعائیں

* پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتی کہ مشعر حرام میں آئے [اور اس پہاڑی پر چڑھ گئے۔]
* وہاں قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا اور تکبیر وتہلیل میں مصروف ہو گئے اور وہیں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب اچھی طرح صبح کی روشنی اور سفیدی نمودار ہوگئی۔
* [پھر آپ ﷺ نے فرمایا' میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن (یاد رکھو کہ) مزدلفہ سارے کا سارا جائے وقوف ہے۔]

منیٰ کی طرف واپسی

* طلوعِ آفتاب سے قبل ہی آپ [مزدلفہ سے] روانہ ہوئے [جبکہ آپ پُرسکون تھے]۔
* آپ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جو ایک اچھے بالوں والے' خوبصورت نوجوان تھے۔ پھر جب آپ ﷺ چلے تو عورتوں کا ایک گروہ چلا جاتا تھا جس میں ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور فضل رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ دوسری طرف کر دیا اور دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر اپنا ہاتھ ادھر پھیر کر ان کے منہ پر رکھ دیا تو فضل دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے۔

---

(۱) [بخاری (۱٦٧٩) كتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل]

✻ جب آپ ﷺ وادیٔ محسر کے نشیب میں پہنچے تو اونٹنی کو ذرا تیز چلایا (کیونکہ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں پر عذاب نازل فرمایا ہوتا وہاں سے تیزی سے گزر جانے کی کوشش کرتے اور اس وادی میں "اصحابِ فیل" یعنی ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا) اور آپ نے درمیانی راہ اختیار کی جو جمرۂ عقبہ پر جانکلتی ہے۔

جمرۂ عقبہ کی رمی

✻ پھر آپ ﷺ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (یعنی جمرۂ عقبہ)۔

✻ پھر دن چڑھے آپ ﷺ نے اپنی سواری پر سوار، وادی کے نشیب سے، جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔

✻ ہر کنکری کے ساتھ آپ ﷺ " اَللّٰهُ أَكْبَرُ " کہتے۔ کنکریاں حجم میں اتنی تھیں جتنی چٹکی سے ماری جاسکتی ہیں۔

✻ [یہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں آپ ﷺ کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چنی تھیں۔]

✻ [اس وقت آپ ﷺ نے تلبیہ کہنا چھوڑ دیا۔]

✻ [اس موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت کا شرف بھی نصیب ہوا اور وہ اس طرح کہ ایک نے آپ کی اونٹنی کی مہار تھامی ہوئی تھی اور دوسرے نے گرمی سے بچاؤ کے لیے آپ پر کپڑے سے سایہ کیا ہوا تھا حتی کہ آپ ﷺ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوگئے۔]

✻ [رمی کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا ﴿لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّيْ لَا أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهِ﴾ "حج کے طریقے سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید اس حج کے بعد میں کوئی حج نہ کرسکوں۔"](۱)

✻ اسی مقام پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا کہ میرے والد انتہائی بوڑھے ہونے کی وجہ سے فریضۂ حج ادا کرنے سے عاجز ہیں کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں تم ان کی طرف سے حج کرسکتی ہو۔

یوم النحر کا خطبہ

✻ [یوم النحر یعنی 10 ذوالحجہ، بروز ہفتہ، چاشت کے وقت، رمی کے بعد، منیٰ میں ہی، آپ ﷺ نے ایک خطبہ بھی ارشاد فرمایا، آپ ﷺ نے اس خطبے میں فرمایا ﴿إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ: السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُوالْقَعْدَةِ، وَ ذُو الْحِجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَ شَعْبَانَ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ فَقُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ فَقُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ:

---

(۱) [مسلم (۱۲۹۷) كتاب الحج: باب استحباب رمي جمرة العقبة]

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ ' عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ' كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ' فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ' فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا ' وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ ' فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ ' أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ' أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ؟ قَالُوْا : نَعَمْ ' قَالَ : اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ' فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ' فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ ﴾ ''بلاشبہ زمانہ گھوم کر اپنی اسی دن کی ہیئت پر پہنچ گیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے' جن میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں۔ تین تو پے درپے ہیں یعنی ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم اور ایک رجب مُضر' جو جمادی الآخرہ اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا' کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا' کیوں نہیں۔ آپ نے دریافت کیا' یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے سوچا شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ نے خود ہی فرمایا' کیا یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا' بے شک۔ پھر آپ نے دریافت کیا' یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام بتائیں گے۔ آپ نے پھر خود فرمایا' کیا یہ نحر کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا' بالکل ٹھیک۔ آپ نے فرمایا' بلاشبہ تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن' تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ تم عنقریب اپنے پروردگار سے ملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں دریافت کرے گا۔ خبردار! تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنوں پر تلواریں چلاؤ۔ خبردار! کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا' اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر فرمایا' جو لوگ حاضر ہیں وہ یہاں غیر حاضر لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں اس لیے کہ کبھی وہ لوگ جنہیں کچھ پہنچایا جاتا ہے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔'']^(۱)

قربان گاہ میں قربانی

- پھر آپ ﷺ قربان گاہ آئے اور [100 اونٹ قربان کیے جن میں سے]63 اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے' جبکہ باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیے تاکہ وہ انہیں نحر کریں۔
- آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی قربانی میں شریک کیا۔
- [آپ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے بھی گائیوں کی قربانی دی۔]
- [مزید آپ ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے بھی ذبح کیے۔]
- پھر آپ ﷺ کے حکم سے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا گیا اور اسے ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکایا

---

(۱) [بخاری (٤٤٠٦) كتاب المغازی : باب حجة الوداع ' مسلم (١٦٧٩) هداية الرواة (٢٥٩٢)]

گیا۔ آپ ﷺ اور حضرت علی دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔

- [آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان قربانیوں کا گوشت، جھول اور چمڑے سب تقسیم کر دیں۔ ان میں سے کچھ بھی قصاب کو بطورِ اجرت نہ دیں بلکہ اسے الگ سے مزدوری دے دیں۔]
- [حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور زادِ راہ کے طور پر ساتھ بھی لے لو۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔]
- [نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہاں قربانی کی ہے لیکن منیٰ سارا قربان گاہ ہے۔ نیز مکہ کے تمام راستے اور گلیاں بھی قربان گاہ ہیں۔ پس تم اپنے پڑاؤ کے مقام پر ہی قربانی کر لو۔]

قربانی کے بعد سر منڈوایا

- [قربانی سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے حجام کو بلایا اور سر منڈوایا۔]
- [پہلے آپ ﷺ نے سر کا داہنا حصہ دیا۔ اس نے مونڈ کر ایک ایک، دو دو بال لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ پھر بایاں حصہ مونڈ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔]
- [حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے اپنے بال منڈوائے تھے آپ ﷺ نے ان کے لیے تین مرتبہ مغفرت و رحم کی دعا فرمائی اور جنہوں نے بال کتروائے تھے ان کے لیے صرف ایک مرتبہ دعا کی۔]
- [طوافِ افاضہ کے لیے مکہ جانے سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی جس میں کستوری بھی شامل تھی۔ یہ خوشبو آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لگائی۔]

طوافِ افاضہ

- پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طوافِ افاضہ کیا۔
- پھر مکہ میں ہی نماز ظہر ادا فرمائی۔
- پھر بنو عبدالمطلب کے پاس آئے۔ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بنو عبدالمطلب! تم لوگ پانی کھینچو، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو کر پانی بھرتا۔
- پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ ﷺ کو دیا اور آپ نے اس میں سے پیا۔
- [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی روز حیض سے پاک ہوئیں اور انہوں نے طوافِ افاضہ اور سعی کی۔]
- [حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی روز طوافِ افاضہ کیا اور اس کے بعد اسی رات حائضہ ہو گئیں جس بنا پر طوافِ وداع نہ کر سکیں۔ آپ ﷺ نے انہیں طوافِ وداع کیے بغیر ہی مدینہ لوٹنے کی اجازت دے دی۔]

* [حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں اس لیے آپ ﷺ نے انہیں سوار ہو کر طواف افاضہ کرنے کی اجازت دے دی۔]

منیٰ کی طرف واپسی

* [پھر یوم النحر کو ہی آپ ﷺ طوافِ افاضہ کر کے واپس منیٰ لوٹ گئے اور اس روز سعی نہ کی (کیونکہ آپ حج قران کرنے والے تھے اور قارن کے لیے ایک سعی ہی کافی ہوتی ہے جو آپ طوافِ قدوم کے بعد کر چکے تھے)۔]

رفعِ حرج

* [جب منیٰ پہنچے تو لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے بیٹھ گئے اور اس روز جس کام میں بھی تقدیم وتاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے صرف یہی فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']
* [ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے قربانی سے پہلے ہی سر منڈوا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']
* [ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے جمرۂ عقبہ کی رمی سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']
* [ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے قربانی سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا' اب ذبح کر لو'' کوئی حرج نہیں۔'']
* [ایک نے کہا میں نے رمی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']

ایامِ تشریق کی مصروفیت

* [ایامِ تشریق سے مراد 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے ایام ہیں۔ آپ ﷺ ان تین دنوں میں شب وروز منیٰ میں ہی مقیم رہے۔]
* [آپ ﷺ ان ایام میں ہر روز تینوں جمروں کو کنکریاں مارتے۔ جمرۂ دنیا سے ابتدا کرتے' پھر جمرۂ وسطیٰ کو اور پھر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارتے۔ پہلے دونوں جمروں میں سے ہر جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا ہٹ جاتے' قبلہ رخ ہو کر لمبا عرصہ کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا ومناجات کرتے رہتے۔ لیکن جب آخری جمرہ یعنی جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارتے تو اس کے قریب کھڑے نہ ہوتے ہر کنکری کے ساتھ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے۔]
* [یاد رہے کہ آپ ﷺ نے اپنے حج میں دعا ومناجات کے لیے چھ مقامات پر وقوف فرمایا:

① صفا پر ② مروہ پر ③ میدانِ عرفات میں ④ مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ⑤ جمرۂ صغریٰ کے پاس ⑥ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس۔]

* [ایامِ تشریق کے دوران 11 ذوالحجہ اور بعض روایات کے مطابق 12 ذوالحجہ کو بھی آپ ﷺ نے ایک خطبہ دیا جس میں خطبۂ عرفہ کی باتوں کی ہی تاکید فرمائی اور مزید نصیحتیں بھی کیں۔]
* [حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں ہی

گزارنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔]

☆ [اسی طرح آپ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو بھی منیٰ سے باہر راتیں گزارنے کی اجازت دے دی۔ نیز انہیں اس چیز کی بھی رخصت دی کہ وہ یوم النحر سے اگلے روز دونوں کی رمی اکٹھی کر لیں۔]

وادئ محصب میں قیام

☆ [13 ذوالحجہ یعنی بروز منگل آپ ﷺ رمی جمرات کے بعد منیٰ سے روانہ ہو گئے اور وادئ محصب (جسے وادئ "اَبطَح" بھی کہا جاتا ہے) میں پڑاؤ کیا۔]

☆ [وادئ مُحصَّب میں آپ ﷺ کے لیے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے خیمے کا انتظام کر دیا۔]

☆ [آپ ﷺ نے یہاں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں اور 14 ذوالحجہ یعنی بدھ کی رات بھی یہیں بسر فرمائی۔]

☆ [یاد رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادئ محصب میں صرف اس لیے قیام فرمایا تھا کہ وہاں سے سفر آسان تھا' یہ قیام مسنون امر نہیں۔ جس کا دل چاہے یہاں قیام کرے اور جس کا دل نہ چاہے یہاں قیام نہ کرے۔]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ

☆ [چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایام سے پاک ہو چکی تھیں اس لیے انہوں نے عمرہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا تا کہ وہ انہیں مقامِ تَنعِیم سے عمرہ کرا لائیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہاں سے احرام باندھا اور عمرہ کیا۔]

☆ [عمرے سے فارغ ہو کر سحر کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا وادئ محصب میں آ گئیں' جہاں رسول اللہ ﷺ ان کے پہلے سے ہی منتظر تھے۔]

☆ [جب عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا حکم دیا اور سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے۔]

طوافِ وداع

☆ [آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے ہی بیت اللہ پہنچ گئے اور سحری کے وقت ہی طوافِ وداع کیا۔]

☆ [اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا۔]

☆ [پھر نماز فجر ادا کی۔]

☆ [پہلے لوگ اس طواف کے بغیر منیٰ سے ہی واپس لوٹ جایا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس طواف کے کرنے کا حکم دیا۔ البتہ حائضہ کو اس کی رخصت دے دی۔]

واپس مدینہ کی جانب کوچ

- [طوافِ وداع سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے مدینہ کا رخ کیا۔]
- [مدینہ جانے کے لیے آپ ﷺ نے مکہ کی زیریں جانب (یعنی ثَنِیّہ سُفْلٰی) والی راہ اختیار کی۔]
- [جب مقامِ رَوحاء پہنچے تو ایک قافلے سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس قافلے کی ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھا کر آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں لیکن اس کا اجر تمہیں ملے گا۔]
- [ذوالحلیفہ پہنچ کر رات گزاری اور صبح پھر روانہ ہو گئے۔]
- [جب مدینہ کے آثار دکھائی دینے لگے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ " اَللّٰهُ اَكْبَرُ " کہا۔]
- [پھر آپ ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات پڑھے ﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ' وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ' آئِبُوْنَ ' تَائِبُوْنَ ' عَابِدُوْنَ ' سَاجِدُوْنَ ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ' صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ ' وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم پلٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کیا' اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے سب لشکروں کو شکست دی۔''
- [پھر چاشت کے وقت کے قریب آپ ﷺ مدینہ میں داخل ہو گئے۔]
- [حج کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے 10 روز مکہ میں قیام فرمایا۔]

یہ تھا نبی کریم ﷺ کے حج کا بیان۔ (۱)

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی ' احمد (۱٤٤٤۷) نسائی فی السنن الکبری (۳۷٤۲)]
جن سطور اور جملوں کے گرد یہ "[ ]" بریکٹیں لگائی گئی ہیں وہ حدیثِ جابر میں اضافے ہیں۔ اضافہ جات کے لیے جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:
- "صحیح بخاری : کتاب الحج" از امام بخاری رحمہ اللہ۔
- "صحیح مسلم : کتاب الحج" از امام مسلم رحمہ اللہ۔
- "حجة النبی" اور "مناسك الحج و العمرة" از محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ۔
- "زاد المعاد فی هدی خیر العباد" از امام ابن قیم رحمہ اللہ۔
- "البداية و النهاية" از امام ابن کثیر رحمہ اللہ۔
- "سیرة ابن هشام" از امام ابن ہشام رحمہ اللہ۔
- "تجلیات نبوت" اور "الرحیق المختوم" از مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ۔]

طواف سے پہلے اضطباع

- طواف شروع کرنے سے پہلے اپنی احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھے پر ڈال دے اور دائیں کندھے کو ننگا رکھے۔ اس حالت کو " اِضْطِبَاع " کہتے ہیں۔
- یاد رہے کہ یہ حالت اختیار کرنا صرف مردوں کے لیے مسنون ہے۔
- نیز یہ کیفیت صرف طوافِ قدوم میں ہی مسنون ہے۔

طوافِ قدوم

- طوافِ قدوم سے مراد یہی پہلا طواف ہے جو حاجی یا معتمر مکہ پہنچتے ہی کرتا ہے۔
- عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دے۔
- باوضوء ہو کر طواف کرنا بہتر ہے۔
- طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے کرنی چاہیے اور استلام میں حجر اسود کو بوسہ دینا' اسے کسی چھڑی وغیرہ سے چھو کر اسے بوسہ دینا' ہاتھ سے چھونا یا صرف دور سے اشارہ ہی کر دینا' سب شامل ہے۔
- حجر اسود کے استلام کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ﴾ ''اللہ کے نام کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''
- طواف کرنے والا اپنی دائیں جانب چلتا ہوا' حطیم سے باہر' بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے۔
- پہلے تین چکروں میں رمل کرے یعنی آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے کرے۔
- یاد رہے کہ رمل کا حکم عورتوں کے لیے نہیں لہٰذا وہ رمل نہ کریں۔
- طواف کرنے والا ہر چکر میں ''رُکنِ یمانی'' کو چھونے کی کوشش کرے اور اگر ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔
- تاہم ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے چومنا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ ہی کر دینا حتمی طور پر مسنون ہے۔
- طواف کرنے والا رُکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنات سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''
- علاوہ ازیں دورانِ طواف اس دعا کے علاوہ دیگر مسنون اذکار و دعائیں' تلاوتِ قرآن اور درود شریف وغیرہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ نیز اگر کوئی اپنی زبان میں دعا کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
- یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ ہر چکر کی الگ الگ دعا سنت سے ثابت نہیں۔
- طواف کا ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ہی ختم ہوگا۔

طواف سے پہلے اضطباع

- طواف شروع کرنے سے پہلے اپنی احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھے پر ڈال دے اور دائیں کندھے کو ننگا رکھے۔اس حالت کو" اِضْطِبَاع " کہتے ہیں۔
- یاد رہے کہ یہ حالت اختیار کرنا صرف مردوں کے لیے مسنون ہے۔
- نیز یہ کیفیت صرف طوافِ قدوم میں ہی مسنون ہے۔

طوافِ قدوم

- طوافِ قدوم سے مراد یہی پہلا طواف ہے جو حاجی یا معتمر مکہ پہنچتے ہی کرتا ہے۔
- عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دے۔
- باوضوء ہو کر طواف کرنا بہتر ہے۔
- طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے کرنی چاہیے اور استلام میں حجر اسود کو بوسہ دینا' اسے کسی چھڑی وغیرہ سے چھو کر اسے بوسہ دینا' ہاتھ سے چھونا یا صرف دور سے اشارہ ہی کر دینا' سب شامل ہے۔
- حجر اسود کے استلام کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ﴾ ''اللہ کے نام کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''
- طواف کرنے والا اپنی دائیں جانب چلتا ہوا' حطیم سے باہر' بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے۔
- پہلے تین چکروں میں رمل کرے یعنی آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے کرے۔
- یاد رہے کہ رمل کا حکم عورتوں کے لیے نہیں لہٰذا وہ رمل نہ کریں۔
- طواف کرنے والا ہر چکر میں ''رُکنِ یمانی'' کو چھونے کی کوشش کرے اور اگر ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔
- تاہم ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے چومنا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ ہی کر دینا حتمی طور پر مسنون ہے۔
- طواف کرنے والا رُکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنات سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''
- علاوہ ازیں دورانِ طواف اس دعا کے علاوہ دیگر مسنون اذکار و دعائیں' تلاوتِ قرآن اور درود شریف وغیرہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔نیز اگر کوئی اپنی زبان میں دعا کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
- یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ ہر چکر کی الگ الگ دعا سنت سے ثابت نہیں۔
- طواف کا ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ہی ختم ہو گا۔

طواف سے متعلقہ مسائل

* اگر ضرورت پیش آ جائے تو دورانِ طواف بقدرِ ضرورت گفتگو بھی کی جا سکتی ہے۔
* اگر دورانِ طواف وضوء ٹوٹ جائے تو دورانِ طواف وضوء کرنا بہتر ہے' واجب
* اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کم پر یقین رکھ کر باقی چکر پورے کرے یعنی اگر کسی کو 2 یا 3 چکروں کا شک ہے تو وہ 2 کا یقین کرے اور باقی 5 چکر پورے کرے۔
* اگر کوئی شخص کمزور ولاغر' بیمار یا معذور ہو تو وہ کسی سواری پر سوار ہو کر بھی طواف کر سکتا ہے۔
* طواف کرتے ہوئے اگر کوئی شرعی عذر پیش آ جائے مثلاً کسی فرض نماز وغیرہ کا وقت ہو جائے تو طواف کرنے والا طواف چھوڑ دے اور نماز ادا کرے۔ پھر جہاں چکر چھوڑے تھے وہیں سے شروع کر کے تعداد پوری کر لے۔
* عورتیں بھی مردوں کے ساتھ ہی یہ طواف کریں گی لیکن اگر کوئی عورت حائضہ ہو یا اسے دورانِ طواف حیض شروع ہو جائے تو وہ طواف چھوڑ کر مسجد سے باہر نکل جائے اور وہ اس وقت تک طواف نہیں کر سکتی جب تک پاک نہ ہو جائے۔
* آج کل مانع حیض ادویات بھی میسر ہیں۔ بعض اہل علم' جن میں شیخ ابن عثیمین؆ بھی شامل ہیں' کے فتوے کے مطابق اگر یہ ادویات ضرر رساں نہ ہوں تو ان کے استعمال میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ عورت اپنے شوہر سے اجازت لے کر ایسا کرے۔

طواف کی دو رکعتیں

* طواف کے سات چکر پورے کرنے کے بعد یہ آیت ﴿ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ﴾ پڑھتا ہوا مقامِ ابراہیم کے پاس آئے اور دو رکعت نفل نماز ادا کرے۔
* پہلی رکعت میں سورۂ ''کافرون'' اور دوسری رکعت میں سورۂ ''اخلاص'' پڑھے۔
* یہ رکعتیں باوضوء ہو کر ادا کرے۔
* اگر مقامِ ابراہیم کے نزدیک جگہ نہ ملے تو جہاں بھی میسر ہو یہ رکعتیں ادا کر لے۔

آبِ زمزم

* ان رکعتوں کے بعد خوب سیر ہو کر آبِ زمزم پیئے اور اگر چاہے تو کچھ پانی سر پر بھی ڈال لے۔
* آبِ زمزم کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے ''جس (نیک) مقصد کے لیے آبِ زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔''
* اگر ممکن ہو تو ''ملتزم'' یعنی بیت اللہ کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیانی حصے کو چمٹ کر دعا و فریاد کرے۔
* آبِ زمزم پینے کے بعد اگر ممکن ہو تو دوبارہ حجرِ اسود کا استلام کرے۔

صفا و مروہ کی سعی

- صفا و مروہ کی سعی حج اور عمرے کا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج اور عمرہ نہیں ہوتا۔
- دراصل ''صفا اور مروہ'' دو پہاڑیوں کے نام ہیں جن کے درمیان دوڑ کر سات چکر لگائے جاتے ہیں۔ اسی کا نام ''سعی'' ہے۔
- عمرہ کرنے والا سعی کے لیے '' بَابُ الصَّفَا '' سے صفا پہاڑی کی طرف جائے۔
- صفا پہاڑی کے قریب پہنچ کر ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ﴾ ''یعنی صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں (اور) میں بھی وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔''
- صفا پہاڑی پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کرے اور تین مرتبہ '' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' کہے۔
- پھر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، اسی کی تعریف ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی۔''
- اس کے علاوہ مزید دعائیں بھی کی جا سکتی ہیں۔
- صفا پر دعائیں اور اذکار کرنے کے بعد سعی کے لیے مروہ کی طرف روانہ ہو۔
- صفا اور مروہ کے دونوں کناروں پر لگے دو سبز نشانات کے درمیان ہلکی ہلکی دوڑ لگائے۔
- یاد رہے کہ ان نشانات کے درمیان دوڑ لگانا صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔
- نیز بوڑھے، کمزور و لاغر اور بیمار حضرات بھی اگر یہ دوڑ نہ لگائیں اور صرف پیدل چل کر ہی چکر پورے کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔
- دورانِ سعی خاص دعا صرف ایک ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ﴾ ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی عزت و تکریم والا ہے۔''
- اس دعا کے علاوہ دیگر مسنون اذکار و دعائیں، تلاوتِ قرآن اور درود وغیرہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔
- مروہ پر پہنچ کر بھی اُسی طرح کرے جیسے صفا پر کیا تھا۔
- صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر، اس طرح سات چکر پورے کر لے۔

سعی سے متعلقہ مسائل

- باوضوء ہو کر سعی کرنا افضل ہے، واجب نہیں۔ اگر دورانِ سعی وضوء ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں۔

* طواف کے بعد اگر کسی وجہ سے سعی میں تاخیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
* سعی کے دوران اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو طواف کی طرح کم پر یقین رکھ کر باقی پورے کرلے۔
* اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی بنا پر سعی کرنے سے قاصر ہو تو کسی سواری وغیرہ پر سوار ہو کر بھی سعی کر سکتا ہے۔
* دورانِ سعی اگر کوئی ایسی ضروری حاجت پیش آ جائے جس کی وجہ سے سعی منقطع کرنی پڑے تو فارغ ہونے کے بعد دوبارہ وہیں سے سعی شروع کرلے جہاں سے منقطع کی تھی اور سات چکروں کی گنتی پوری کرلے۔

❑ یاد رہے کہ اب مسجد حرام کی توسیع کر کے صفا و مروہ کو بھی مسجد کا حصہ بنا لیا گیا ہے جس بنا پر اب حائضہ اور نفاس والی خواتین کے لیے طواف کے ساتھ ساتھ سعی بھی جائز نہیں۔

حجامت

* عمرہ (یا حج تمتع) کرنے والا صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو کر اپنے مکمل سر کے بال منڈوا لے کیونکہ بال منڈوانا ہی افضل ہے۔ تاہم اگر کوئی بال کتروانے پر ہی اکتفا کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔
* عورتوں کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں۔ وہ صرف آخر سے کچھ بال کتروالیں۔
* [حج افراد یا حج قران کرنے والا اگر 8 ذوالحجہ سے پہلے سعی کرلے تو اپنے بال نہ منڈوائے کیونکہ وہ 10 ذوالحجہ کے روز قربانی کے بعد بال منڈوائے یا کتروائے گا اور اس وقت تک مسلسل حالتِ احرام میں ہی رہے گا۔]

احرام کھولنا

* عمرہ (یا حج تمتع) کرنے والا حجامت بنوانے کے بعد اپنا احرام کھول دے اور عام لباس پہن لے۔ اس کا عمرہ مکمل ہو چکا ہے۔

عمرہ کے بعد اور حج سے پہلے

* جو حضرات صرف عمرہ کی نیت سے ہی بیت اللہ تشریف لائے تھے' اب وہ واپس جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں لیکن اگر وہ دیگر زیارات کا رُخ کریں تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
* اگر کسی کا دوبارہ عمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو اسے دوبارہ میقات سے احرام باندھ کر آنا پڑے گا۔
* حج تمتع کرنے والے اپنی حجامت بنوا کر احرام کھول دیں اور کوشش کریں کہ 8 ذوالحجہ تک زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی میں ہی مشغول رہیں تاکہ وہ اس بابرکت اور پر رحمت جگہ سے زیادہ سے زیادہ نیکیاں حاصل کر کے واپس لوٹیں۔
* حج قران کرنے والے نہ تو بال کٹوائیں اور نہ ہی احرام کھولیں۔
* اگر کسی کا حج افراد کا ارادہ ہے تو وہ بھی نہ بال کٹوائے اور نہ ہی احرام کھولے اور اگر اس نے طوافِ قدوم کر لیا ہے تو وہ طواف اس کے لیے نفلی ہو گا اور اگر سعی بھی کر لی ہے اور اس میں اس کی نیت یہ تھی کہ وہ یہ سعی 10 ذوالحجہ والی سعی کے بدلے کر رہا ہے تو اسے 10 ذوالحجہ کے روز سعی کرنے کی ضرورت نہیں۔

باب طریقة أداء الحج — حج کے طریقہ ادائیگی کا بیان

یَوْمُ التَّرْوِیَہ یعنی 8 ذوالحجہ سے حج کی ابتدا

- 8 ذوالحجہ کے روز حجاجِ کرام حج کی ابتدا کریں اور تلبیہ پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔
- حج تمتع کا ارادہ رکھنے والے اس روز نماز فجر کے بعد اپنی رہائش گاہ سے ہی حج کا نیا احرام باندھیں۔
- جبکہ حج قران اور حج افراد کرنے والے میقات سے باندھے ہوئے اپنے پہلے احرام میں ہی منیٰ روانہ ہوں۔
- منیٰ روانگی کا کوئی وقت متعین نہیں تاہم اتنا ضرور ہے کہ حجاجِ کرام کو ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ جانا چاہیے۔

منیٰ کی مصروفیت

- منیٰ پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کریں۔
- نیز مسنون یہ ہے کہ سب حجاج خواہ وہ مکہ کے رہائشی ہوں یا باہر سے آنے والے ہوں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز قصر کر کے ادا کریں۔

یَوْمِ عَرَفَہ یعنی 9 ذوالحجہ کو عرفات کی طرف روانگی

- اس روز تمام حجاجِ کرام کو چاہیے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوں۔
- راستے میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَاإِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه اور تلبیہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جائیں۔
- عرفات پہنچ کر میدانِ عرفات کے قریب "مسجد نمرہ" میں ٹھہریں اور اگر مسجد میں جگہ نہ مل سکے تو اس کے قریب ہی کہیں ٹھہر جائیں۔
- وہیں خطبہ حج سنیں۔
- پھر ظہر و عصر کی نمازیں با جماعت جمع اور قصر کر کے ادا کریں۔
- اس کے بعد میدانِ عرفات میں وقوف کریں۔

وقوفِ عرفہ سے متعلقہ مسائل

- وقوفِ عرفہ حج کا اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا خواہ باقی تمام مناسک ادا کر لیے جائیں۔
- اگر کوئی شخص تاخیر سے پہنچے اور 10 ذوالحجہ کی صبح کو نماز فجر سے پہلے پہلے میدانِ عرفات میں کسی بھی وقت وقوف کر لے تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔
- نبی کریم ﷺ نے جبلِ رحمت کے قریب وقوف کیا تھا لیکن وقوف کے لیے کوئی جگہ متعین نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ "میں نے یہاں وقوف کیا ہے جبکہ سارا عرفہ ہی جائے وقوف ہے۔"

- دورانِ وقوف قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھانا اور دعا و مناجات میں مصروف رہنا مسنون ہے۔البتہ اس دن کی سب سے بہترین دعا یہ ہے ﴿ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''
- یاد رہے کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ بکثرت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔اس لیے زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔
- اذکار و دعاؤں کا عمل غروبِ آفتاب تک جاری رکھیں۔

مزدلفہ کی طرف روانگی

- جب سورج غروب ہو جائے تو حجاجِ کرام مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں۔
- راستے میں تلبیہ کہتے ہوئے جائیں۔
- اطمینان اور متانت کا مظاہرہ کریں۔
- مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے باجماعت ادا کریں۔
- عشاء کی نماز قصر کر کے ادا کریں۔
- ان دونوں نمازوں کے درمیان یا بعد میں کوئی سنتیں یا نوافل پڑھنا ثابت نہیں۔نیز آپ q نے اس رات تہجد بھی نہیں پڑھی بلکہ صبح تک سوئے ہی رہے۔
- پھر آپ ﷺ نے نماز فجر معمول سے کچھ جلدی ادا فرمائی۔
- واضح رہے کہ جو شخص مزدلفہ میں فجر کی نماز پالے اس نے وقوفِ مزدلفہ پالیا۔

مَشْعَرُ الْحَرَام کے قریب وقوف

- نماز فجر کے بعد اگر ممکن ہو تو مشعر الحرام، جو مزدلفہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے، کے قریب وقوف کریں۔
- تاہم یہ یاد رہے کہ اگر اس پہاڑی کے قریب وقوف ممکن نہ ہو تو مزدلفہ میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے۔
- دورانِ وقوف خوب روشنی ہونے تک دعائیں کی جائیں۔

منیٰ کی طرف روانگی

- جب خوب سفیدی ظاہر ہو جائے تو حجاجِ کرام طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ روانہ ہو جائیں۔
- راستے میں تلبیہ پکارتے رہیں۔
- چلتے ہوئے سکونت اور وقار کو ملحوظ رکھیں۔

- وادیٔ مُحَسِّرْ (جہاں ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا) کو تیزی سے عبور کریں۔
- معذور، بیمار، بچے اور بھاری جسم والی خواتین وغیرہ مزدلفہ میں کچھ دیر قیام کر کے رات کو چاند غروب ہونے کے بعد بھی منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں اور طلوعِ آفتاب سے پہلے بھی جمرۂ عقبہ کی رمی کر سکتے ہیں۔

یَوْمُ النَّحْر یعنی 10 ذوالحجہ کے اہم اعمال

10 ذوالحجہ کے روز 4 اہم کام سرانجام دیئے جاتے ہیں:

① جمرۂ عقبہ کی رمی ② قربانی ③ بال منڈوانا یا کتروانا ④ طوافِ زیارت

❶ جمرۂ عقبہ کی رمی

- حجاجِ کرام کو چاہیے کہ کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ کہنا چھوڑ دیں۔
- طلوعِ آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ (جسے جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں) کو ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں۔
- ہر کنکری مارتے وقت "اَللّٰهُ اَکْبَرُ" کہیں۔
- کنکریاں چنے کے دانے کے برابر ہوں۔
- کنکریوں کی جگہ بڑے بڑے پتھر مارنا یا جوتیاں مارنا یا کنکریوں کو دھونا خلافِ سنت ہے۔
- اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی بنا پر خود کنکریاں مارنے سے قاصر ہو تو کوئی دوسرا بھی اس کی طرف سے کنکریاں مار سکتا ہے۔
- نیز اگر کسی وجہ سے کنکریاں مارنے میں شام تک تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن 10 ذوالحجہ کے روز انہیں مار لینا بہر حال ضروری ہے۔
- رمی کے بعد دعا کے لیے اس جمرہ کے قریب نہیں رکنا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی یہی سنت ہے۔

❷ قربانی

- جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر حجاجِ کرام قربانی کریں۔
- یاد رہے کہ قارن اور متمتع کے لیے قربانی واجب ہے جبکہ مفرد کے لیے مستحب ہے۔
- اگر حجِ قران یا حجِ تمتع کرنے والا قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ 10 روزے رکھے۔ تین ایامِ حج کے دوران اور سات واپس گھر آ کر۔
- حج کی قربانی کے لیے بھی وہی شرائط ملحوظ رکھنی چاہئیں جو عید الاضحیٰ کی قربانی کے لیے ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔
- منیٰ یا مکہ میں حدودِ حرم کے اندر اندر کہیں بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔
- بطورِ قربانی ایک سے زیادہ جانور بھی ذبح کیے جا سکتے ہیں۔

- بہتر یہ ہے کہ انسان خود اپنا جانور ذبح کرے لیکن اگر کوئی کسی دوسرے سے ذبح کراتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔
- جانور ذبح کرنے والا "بِسْمِ اللّٰهِ ، وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر ذبح کرے۔
- اپنی قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے۔
- قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا' اس سے اقرباء کی دعوت کرنا یا اسے صدقہ کر دینا سب جائز ہے لیکن اتنا یاد رہے کہ گوشت یا کھال وغیرہ میں سے کچھ بھی قصاب کو بطورِ اجرت نہیں دینا چاہیے بلکہ اسے الگ مزدوری دینی چاہیے۔
- اگر کوئی شخص 10 ذوالحجہ کے روز کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو ایامِ تشریق یعنی 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں میں بھی قربانی کر سکتا ہے۔

❸ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

- قربانی کے بعد حجاجِ کرام سر کے بال منڈوائیں یا کتروائیں گے لیکن منڈوانا افضل ہے۔
- علاوہ ازیں حجامت کے مزید احکام وہی ہیں جو گزشتہ باب ''عمرہ کے طریقۂ ادائیگی کا بیان'' کے تحت گزر چکے ہیں۔

تَحَلُّلِ اَوَّل

- ''تحللِ اوّل'' سے مراد احرام کی پابندیوں سے پہلا آزاد ہونا ہے یعنی جب حاجی قربانی کے بعد حجامت بنوالیں گے تو وہ احرام کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔ اب وہ احرام کھول کر خوشبو لگا سکتے ہیں' عام لباس پہن سکتے ہیں اور وہ تمام کام کر سکتے ہیں جو احرام کے دوران ممنوع تھے۔ البتہ ایک پابندی ان پر بدستور ابھی بھی باقی ہے اور وہ ہے اپنی بیوی سے ہم بستری۔

❹ طوافِ زیارت

- اس طواف کا نام طوافِ افاضہ بھی ہے۔
- یہ طواف حج کا رکن ہے' اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔
- لہٰذا تمام حجاجِ کرام حجامت کے بعد مکہ آئیں اور بیت اللہ کا طواف کریں۔
- نیز یاد رہے کہ اس طواف میں احرام' اضطباع اور رمل نہیں کیا جاتا۔
- تاہم طواف کے لیے وضو کرنا' حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا طواف کے دوران اذکار وغیرہ کا طریقہ وہی ہے جو پیچھے ''عمرہ کے طریقۂ ادائیگی کا بیان'' کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے۔
- اگر کوئی شخص کسی وجہ سے 10 ذوالحجہ کے روز یہ طواف نہ کر سکے تو ایامِ تشریق کے دوران کر لے۔

تَحَلُّلِ ثَانِی

✵ ''تحللِ ثانی'' سے مراد احرام کی پابندیوں سے دوسرا (اور آخری) آزاد ہونا ہے یعنی طوافِ زیارت کے بعد اب حجاجِ کرام مکمل طور پر ممنوعاتِ احرام سے آزاد ہیں۔ اب وہ چاہیں تو اپنی بیویوں سے ہم بستر بھی ہو سکتے ہیں۔

صفا و مروہ کی سعی

✵ حج تمتع کرنے والوں کے لیے طوافِ زیارت کے بعد حج کی سعی بھی ضروری ہے۔

✵ البتہ حج قران یا حج افراد کرنے والے اگر پہلے سعی کر چکے ہوں تو دوبارہ سعی کرنے میں انہیں اختیار ہے لیکن اگر انہوں نے ابھی تک سعی نہیں کی تو ان پر بھی یہ سعی ضروری ہے۔

✵ سعی کے مسائل وہی ہیں جو گزشتہ باب کے تحت گزر چکے ہیں۔

ضروری وضاحت

✵ مذکورہ بالا چاروں کام بالترتیب انجام دینا بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کام اسی ترتیب سے انجام دیئے تھے۔ لیکن اگر ان چاروں میں تقدیم و تاخیر ہو جائے مثلاً اگر کوئی رمی سے پہلے قربانی کر لے یا قربانی سے پہلے حجامت بنوا لے یا حجامت سے پہلے طوافِ زیارت کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ نیز ایسے شخص پر کوئی دم یا فدیہ بھی نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کوئی حکم ارشاد نہیں فرمایا۔ لہٰذا جن حضرات کے نزدیک ان کاموں میں تقدیم و تاخیر کی بنا پر دم لازم آتا ہے ان کا موقف درست نہیں۔

منیٰ کی طرف واپسی

✵ طوافِ زیارت اور سعی کرنے کے بعد تمام حجاجِ کرام منیٰ واپس جائیں اور رات منیٰ میں گزاریں۔

ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزاریں

✵ ایامِ تشریق سے مراد 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کے دن ہیں۔

✵ ان تین دنوں کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔

✵ البتہ اونٹوں کے چرواہوں اور دیگر خدامِ حجاج وغیرہ کے لیے یہ رخصت ہے کہ وہ یہ تین راتیں منیٰ سے باہر بھی گزار سکتے ہیں۔

ایام تشریق کی مصروفیت

✵ ایامِ تشریق کے دوران حجاجِ کرام ہر روز زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمروں (جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ) کو کنکریاں ماریں۔

✵ کنکریاں مارنے کی ابتدا پہلے جمرہ (جسے جمرۂ دنیا یا جمرۂ صغریٰ بھی کہتے ہیں) سے کی جائے، پھر درمیانے جمرہ کو

اور آخر میں بڑے جمرہ (یعنی جمرۂ عقبہ) کو کنکریاں ماری جائیں۔

* ہر جمرے کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہیں۔
* پہلے دونوں جمروں کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا ہٹ جائیں اور دعا ومناجات میں مصروف ہو جائیں۔ لیکن تیسرے جمرے (یعنی جمرۂ عقبہ) کو کنکریاں مارنے کے بعد نہ وہاں ٹھہریں اور نہ ہی دعا کریں۔
* ان ایام کی نمازیں باجماعت قصر کر کے ادا کریں۔
* اگر کوئی ان ایام میں بیت اللہ کا نفلی طواف کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔
* نیز ان ایام میں بکثرت اذکار کرنے چاہییں کیونکہ انہیں ذکرِ الٰہی کے ایام قرار دیا گیا ہے۔

يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلْ

* "یوم النفر الاوّل" سے مراد ہے کوچ کا پہلا دن یعنی 12 ذوالحجہ۔
* منیٰ میں 13 ذوالحجہ تک رہنا مسنون ہے لیکن اگر کوئی 12 ذوالحجہ کو ہی منیٰ سے رخصت ہونا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔
* 12 ذوالحجہ کے روز منیٰ سے کوچ کرنے والے کو چاہیے کہ جمرات کی رمی کے بعد غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے حدودِ منیٰ سے نکل جائے۔
* اگر منیٰ میں ہی سورج غروب ہو گیا تو 13 ذوالحجہ کی رات منیٰ میں ہی گزارنا ہوگی اور اگلے روز رمی بھی ضروری ہوگی۔

يَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِي

* "یوم النفر الثانی" سے مراد کوچ کا دوسرا دن ہے یعنی 13 ذوالحجہ۔
* جو حاجی 12 ذوالحجہ کو منیٰ سے روانہ نہیں ہوئے تھے وہ 13 ذوالحجہ کو رمیٔ جمار سے فارغ ہو کر مکہ روانہ ہوں گے۔

طوافِ وداع

* منیٰ سے رخصت ہو کر تمام حجاجِ کرام مکہ آئیں گے اور بیت اللہ کا الوداعی طواف کریں گے۔ خواہ وہ منیٰ سے 12 ذوالحجہ کو رخصت ہوئے ہوں یا 13 ذوالحجہ کو کیونکہ یہ طواف واجب ہے۔
* البتہ حیض ونفاس والی عورتیں اگر 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کر چکی ہوں تو ان کے لیے طوافِ وداع کی رخصت ہے۔

❑ حج وعمرہ کی مزید تفصیل اور مدلل احکامات آئندہ ابواب کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

باب المواقيت — میقات کا بیان

میقات کی دو قسمیں ہیں۔ایک 'میقات زمانی یعنی وہ وقت جس کے اندر اندر حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے اور دوسرا 'میقات مکانی یعنی وہ جگہیں جہاں سے حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھا جاتا ہے۔ان دونوں اقسام کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

❶ میقات زمانی

حج کے لیے احرام باندھنے کا وقت عید الفطر سے لے کر عید الاضحیٰ تک کا درمیانی عرصہ ہے یعنی شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ﴾[البقرة : ١٨٩] ''لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں' آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیے ہے۔''

(2) ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾[البقرة : ١٩٧] ''حج کے مہینے معلوم (یعنی مقرر) ہیں۔''

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿ أَشْهُرُ الْحَجِّ : شَوَّالٌ وَ ذُو الْقَعْدَةِ وَ عَشْرٌ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ ﴾ ''حج کے مہینے شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے (ابتدائی) دس دن ہیں۔''(١)

اس مسئلے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ کیا ذوالحجہ کا صرف ایک عشرہ حج کے مہینوں میں شامل ہے یا مکمل ماہِ ذوالحجہ۔حضرت ابن عمر،حضرت ابن عباس،حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے حج کے مہینوں میں صرف ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہی شامل ہے۔امام احمد،امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔جبکہ امام مالک اور امام ابن حزم رحمہما اللہ نے مکمل ماہ ذوالحجہ کو حج کے مہینوں میں شامل کیا ہے۔(٢) ہمارے علم کے مطابق قابل ترجیح رائے پہلی ہے۔شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٣)

حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُحْرَمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ﴾

---

(١) [بخاري تعليقا (قبل الحديث / ١٥٦٠) كتاب الحج : باب قول الله تعالى : الحج أشهر معلومات ' طبري (٢٦٨/٢) ' (٣٥٣٦) دارقطني (٢٢٦/٢)]

(٢) [نيل الأوطار (٣٠٥/٣) فقه السنة (٤٤٣/١) المحلى لابن حزم (٦٢/٧)]

(٣) [فتاوى اسلامية (١٩٩/٢)]

''سنت یہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں ہی باندھا جائے۔'' (۱)

اس مسئلے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام اوزاعی رحمہما اللہ حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھنے کو ناکافی قرار دیتے ہیں جیسے وقت سے پہلے نماز ناکافی ہوتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس عمل کو مکروہ کہا ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک سال کے کسی مہینے میں بھی حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے اور وہ احرام اس وقت تک کھولنا جائز نہیں جب تک حج مکمل نہ ہو جائے۔ (انہوں نے اس آیت ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ......﴾ سے استدلال کیا ہے کہ جب چاند کے متعلق سوال کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''یہ حج کے موسم کے لیے ہے'' اور چاند سارے سال کے مہینوں کی خبر دیتا ہے اس لیے سارا سال ہی حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ مؤقف درست نہیں کیونکہ یہ آیت عام ہے اور دوسری آیت ﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ﴾ خاص' اور عام کو خاص پر محمول کرنا واجب ہے۔) (۲)

قابل ترجیح رائے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ اہل علم کی ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ (۳) جبکہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھنا ممنوع ہے' اس مؤقف کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمالِ حج کے لیے کچھ مہینے مقرر فرما دیے ہیں اور احرام اعمالِ حج میں سے ایک عمل ہے لہٰذا جس کا یہ دعویٰ ہے کہ ان مہینوں سے پہلے بھی احرام باندھنا درست ہے اس پر لازم ہے کہ دلیل پیش کرے۔ (٤)

عمرہ دورانِ سال کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے

(1) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ مشروع قرار دیا ہے اور اس کا کوئی وقت متعین نہیں فرمایا۔

(2) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿فِيْ كُلِّ شَهْرٍ عُمْرَةٌ﴾ ''ہر مہینے میں عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے۔'' (٥) تاہم ماہِ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی بلحاظِ ثواب حج کے برابر ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً﴾ ''رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔'' (٦)

(شوکانی رحمہ اللہ) عمرہ پورے سال میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی کراہت کا پہلو نہیں۔ (۷)

---

(۱) [بخاری تعلیقا (قبل الحدیث / ۱۵٦۰) کتاب الحج : باب قول الله تعالى : الحج أشهر معلومات' صحیح ابن خزیمة' موصولا (۲۵۹٦) مستدرك حاكم (٤٤٨/۱) بيهقي في السنن الكبرى (۳٤۳/٤) و في معرفة السنن والآثار (٤٩٥/۳)' (۲٦٩٤) اس روایت کو امام حاکمؒ نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

(۲) [الأم للشافعي (۲۲۹/۲) الهداية (۱٥۹/۱) المغني لابن قدامة (۷٤/٥) نيل الأوطار (۳۰٤/۳)]

(۳) [تفسير قرطبي (٤۰۲/۲)] (٤) [نيل الأوطار (۳۰٥/۳)]

(٥) [مسند شافعي (۹۷٦/۱) بيهقي في السنن الكبرى (۳٤٤/٤) ابن ابي شيبة (۱۲۷۲٥)]

(٦) [بخاری (۱۷۸۲) کتاب العمرة : باب عمرة رمضان' مسلم (۱۲٥٦) ابن ماجة (۲۹۹٤)]

(۷) [الدرر البهية : كتاب الحج : باب العمرة المفردة' السيل الجرار (۲۱٥/۲)]

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں

(1) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے ماہ ذی القعدہ میں دو عمرے کیے۔'' (١)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں تو انہوں نے جواب میں کہا ﴿ أَرْبَعٌ : إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبَ ﴾ ''چار ان میں سے ایک رجب میں کیا۔'' (٢)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تردید میں یوں کہا کہ ﴿ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَجَبَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔'' (٣)

جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے چار عمرے ذکر کیے ہیں انہوں نے حدیبیہ کے دن روکے جانے کو بھی عمرے میں شامل کر لیا ہے کیونکہ اس دن آپ نے احرام کھول کر سر منڈا لیا تھا اور جنہوں نے تین عمرے بیان کیے ہیں انہوں نے اسے شامل نہیں کیا اور جس نے دو عمرے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیے ہیں اس نے عمرہ حدیبیہ اور حج کے ساتھ کیے جانے والے عمرے کو شمار نہیں کیا۔ راجح و برحق بات یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمام عمرے حج کے مہینوں میں ہی کیے اور اس کا ایک خاص سبب بھی تھا کہ اہل جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے منع کیا کرتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان کا رد کرنے کے لیے ایسا کیا۔ (٤)

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے نقل فرمایا کہ حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام عمرے ماہِ ذی القعدہ میں ادا کیے اور یہی قول درست ہے۔ (٥) جمہور علما کا کہنا ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ (٦)

❷ میقات مکانی

رسول اللہ ﷺ نے باہر سے آنے والوں کے لیے ان مقامات کو میقات مقرر فرمایا ہے:

* اہل مدینہ کے لیے '' ذُو الْحُلَيْفَه ''۔ اس مقام کا نیا نام '' آبَارِ عَلِي '' ہے۔
* اہل شام کے لیے '' جُحْفَه ''۔
* اہل نجد کے لیے '' قَرْنُ الْمَنَازِل '' (یا '' سَيْلِ كَبِير '')۔

---

(١) [بخاری (١٧٨١) کتاب العمرة : باب کم اعتمر النبی]

(٢) [بخاری (١٧٧٥) کتاب العمرة : باب کم اعتمر النبی]

(٣) [بخاری (١٧٧٧) کتاب العمرة : باب کم اعتمر النبی]

(٤) [نيل الأوطار (٣٠٦/٣)]

(٥) [زاد المعاد (١١٩/٢)]

(٦) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: المغني (١٦/٥) الحاوي (٣٠/٤) الأم للشافعي (١٦٣/٢) المبسوط (١٧٨/٤) الهداية (١٨٢/١) الكافي لابن عبدالبر (ص/١٧٢) نيل الأوطار (٣٠٦/٣)]

* اہل یمن کے لیے "یَلَمْلَم" اس کا نیا نام "سَعْدِیَه" ہے۔
* اہل عراق کے لیے "ذَاتِ عِرْق"۔
* جو حضرات بیت اللہ اور ان مقامات کے درمیان کسی علاقے کے رہائشی ہوں وہ اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھیں، انہیں اپنے کسی قریبی میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔
* یاد رہے کہ مقامِ "تَنْعِیم" اور مقامِ "جِعِرَّانَه" مستقل میقات نہیں ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَ لِأَهْلِ الشَّامِ ... ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے "ذو الحلیفه" اہل شام کے لیے "جحفه" اہل نجد کے لیے "قرن المنازل" اور اہل یمن کے لیے "یلملم" میقات مقرر فرمائے ہیں۔ یہ میقات ان ملکوں میں مقیم لوگوں کے لیے بھی ہیں اور ان کے لیے بھی جو حج اور عمرے کے ارادے سے ان اطراف سے آئیں۔" (١)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مدینہ منورہ کے رہائشیوں کا میقات "ذو الحلیفه" ہے اور (اگر لوگ براستہ مقامِ جحفہ آئیں تو) میقات "جحفه" ہے اور اہل عراق کے لیے میقات "ذاتِ عرق" ہے اور نجد والوں کا میقات "قرن المنازل" ہے اور اہل یمن کے لیے میقات "یلملم" ہے۔" (٢)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لیے "ذَاتِ عِرْق" کو میقات مقرر فرمایا۔" (٣)

(4) صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ ﴾ "جب یہ دو شہر (یعنی بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ نے نجد کے لوگوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ قرن المنازل قرار دی ہے اور ہمارا راستہ ادھر سے نہیں ہے، اگر ہم قرن المنازل کی طرف جائیں تو ہمارے لیے بڑی دشواری ہوگی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ اپنے راستے میں اس کے برابر کوئی جگہ تجویز کر لو۔ چنانچہ آپ نے ان کے لیے مقامِ "ذاتِ عرق" کو مقرر کر دیا۔" (٤)

بظاہر اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "ذاتِ عرق" کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میقات مقرر کیا تھا۔ لیکن حقیقت

---

(١) [بخاری (١٥٢٦) کتاب الحج : باب مهل أهل الشام ' مسلم (١١٨١) ابو داود (١٧٣٨)]
(٢) [مسلم (١١٨٣) کتاب الحج : باب مواقیت الحج و العمرة ' احمد (٣٣٣/٣) دارقطنی (٢٣٧/٢)]
(٣) [**صحیح** : إرواء الغلیل (٩٩٩) صحیح ابو داود (١٥٣١) ابو داود (١٧٣٩) نسائی (١٢٥/٥)]
(٤) [بخاری (١٥٣١) کتاب الحج : باب ذات عرق لأهل العراق]

یہ ہے کہ ذاتِ عرق کو رسول اللہ ﷺ نے ہی میقات مقرر فرمایا تھا جیسا کہ گزشتہ صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔نیز شاید اس بات کے قائل حضرات کے پاس گزشتہ مرفوع حدیث نہیں پہنچی اگر پہنچی ہے تو انہوں نے اسے ضعیف سمجھا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ گزشتہ حدیث صحیح ہے۔

(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) ان روایات کو جمع کیا جائے گا' وہ اس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خبر نہیں پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے اس مسئلے میں اجتہاد کیا' درستگی کو پہنچے اور سنت کی موافقت حاصل کر لی۔(۱)

❑ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيقَ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقام '' عَقِیق '' کو میقات مقرر فرمایا۔'' وہ ضعیف ہے۔(۲)

❑ واضح رہے کہ جو شخص ان مقررہ میقاتوں میں سے کسی ایک سے بھی نہ گزرے تو اسے چاہیے کہ وہ جس میقات کے برابر سے گزرے وہیں سے احرام باندھ لے۔تمام علماء اس اصول وقانون پر متفق ہیں۔

جو ان مقامات کے اندر ہوں وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں

حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھ لیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میقات مقرر کرنے کے بعد فرمایا﴿ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا ﴾ ''جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں وہ اپنی رہائش گاہ سے ہی احرام باندھیں حتی کہ اہل مکہ مکہ مکرمہ سے ہی احرام باندھیں۔''(۳)

حدودِ حرم میں عارضی طور پر مقیم حضرات کیا کریں

ایسے لوگ اگر عمرہ کرنا چاہیں تو انہیں چاہیے کہ حدودِ حرم سے باہر نکل کر احرام باندھیں۔جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لے جائیں اور مقامِ تنعیم سے (احرام باندھ کر) انہیں عمرہ کرالائیں۔''(٤) ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿ لَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ اعْتَمَرَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ ﴾ ''جب نبی کریم ﷺ جنگ حنین سے واپس لوٹے تو مقامِ جعرّانہ سے (احرام باندھ کر) عمرہ کیا۔''(٥)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) مکہ میں مقیم حضرات میں سے جو عمرہ کا ارادہ کرے' خواہ وہاں کا مستقل رہائشی ہو یا باہر سے آیا

---

(۱) [تحفة الأحوذی (٦٦٦/٣)]

(۲) [ضعیف : ضعیف ابو داود (۳۸۱) ضعیف ترمذی (۱٤۰) ابو داود (۱۷٤۰) ترمذی (۸۳۲)]

(۳) [بخاری (۱۵۲٦) کتاب الحج : باب مهل أهل الشام ' مسلم (۱۱۸۱) ابو داود (۱۷۳۸)]

(٤) [بخاری (۱۷۸٤) کتاب العمرة : باب عمرة التنعیم ' مسلم (۱۲۱۲) ابو داود (۱۹۹٥) ترمذی (۹۳٤)]

(٥) [صحیح ابن خزیمة (۳۰۷۸) کتاب المناسك : باب إباحة العمرة من الجعرانة ' ابن حبان (۳۷۰۷)]

ہو اُس کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ حرم سے باہر نکل کر (عمرے کا) احرام باندھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے حرم سے باہر مقامِ تنعیم کی طرف نکلنے کا حکم دیا تھا۔(۱)

- واضح رہے کہ یہ مقامات مستقل میقات نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے 10 ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر میقات مقرر فرماتے ہوئے ان کا ذکر نہیں فرمایا۔
- مقامِ تَنْعِیم یا جِعِرَّانَہ سے ہی بار بار احرام باندھ کر عمرے کرتے جانا سنت سے ثابت نہیں۔

میقات سے پہلے احرام باندھنے کا حکم

شیخ حسین بن عودہ نے نقل فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص میقات پر پہنچنے سے پہلے ہی احرام باندھ لے تو اسے کفایت کر جائے گا لیکن یہ عمل سنت کے خلاف ہوگا۔ مزید نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ''البانی رحمہ اللہ'' نے فرمایا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے میقات سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت نقل کی ہے اور یہی قول مواقیت مقرر کرنے کی حکمت کے موافق ہے۔(۲)

(1) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ﴾ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس سے احرام باندھا۔''(۳)

(2) سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے سنا' ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا' اے ابوعبداللہ! میں کہاں سے احرام باندھوں؟ انہوں نے کہا' ذوالحلیفہ سے کہ جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا تھا۔ اس نے کہا' میں چاہتا ہوں کہ مسجد میں موجود قبر (یعنی روضۂ رسول) کے قریب سے احرام باندھوں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا نہ کرنا' یقیناً مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کسی فتنہ میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔ اس نے کہا' اس میں کون سا فتنہ ہے؟ میں تو صرف چند میل کا فاصلہ ہی زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ رحمہ اللہ نے اسے جواب دیا کہ اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم اس فضیلت کی طرف سبقت لے گئے ہو کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا (یعنی جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے افضل نہیں سمجھا تم اسے بھی افضل تصور کر رہے ہو) اور میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''(٤)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ کوئی بھی میقات سے پہلے احرام نہ باندھے اور اگر کوئی ایسا کر لے تو وہ محرم ہی ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ جو شخص میقات سے پہلے احرام باندھ لے وہ محرم ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھا جائے اور اس سے پہلے احرام باندھنا مکروہ

---

(۱) [فتاوی اسلامیة (۲/۲۹۹)]

(۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/۲۷٦)]   (۳) [مسند شافعی (۱/٣٦٤)]

(٤) [السلسلة الصحيحة (تحت الحديث / ۲۱۰) الاعتصام للشاطبي (۱/۱٦۷) ذم الكلام للهروي (۳/٥٤)]

ہے۔(۱) شیخ ابن جبرین فرماتے ہیں کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے۔(۲)

❑ واضح رہے کہ جن حضرات نے میقات سے پہلے احرام باندھ لیا ہو انہیں چاہیے کہ میقات پر پہنچ کر ہی احرام کی نیت کریں اور وہیں سے تلبیہ شروع کریں۔ آج کل چونکہ حج وعمرہ کے لیے بالعموم فضائی سفر اختیار کیا جاتا ہے اس لیے اگر جہاز پر سوار ہوتے وقت ہی احرام باندھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ نیز حدودِ میقات پر پہنچتے ہی جہاز میں اعلان بھی کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جونہی اعلان ہو تلبیہ شروع کر دیں اور احرام کی نیت بھی کر لیں۔

حج وعمرہ کی نیت کے بغیر بلا احرام مکہ میں داخلہ

اگر حج یا عمرے کی نیت نہ ہو تو احرام باندھے بغیر بھی میقات سے گزر کر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

(1) جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن (مکہ شہر میں) داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور آپ بغیر احرام کے تھے۔''(۳)

(2) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے کہ ((بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ))''حرم اور مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونے کا بیان۔''اس عنوان کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ ((وَ دَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا)) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ احرام کے بغیر (مکہ میں) داخل ہوئے۔''(٤) اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے درج ذیل حدیث بیان فرمائی ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے خبر دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔''(٥) اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یوں استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا' جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر احرام باندھے بھی مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ محرم شخص کے لیے سر ڈھانپنا جائز نہیں۔(٦)

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (٦٥/٥)] (۲) [فتاوی اسلامیة (٢١٩/٢)]

(۳) [مسلم (١٣٥٨) کتاب الحج: باب جواز دخول مکه بغیر إحرام' ابو داود (٤٠٧٦) ترمذی (١٦٧٩)]

(٤) [یہ روایت قدرے تفصیل سے امام مالک رحمہ اللہ نے [مؤطا (٢٤٨)] میں نقل فرمائی ہے۔ جس کی سند کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔[مختصر صحیح بخاری (٤٣٢/١)] مزید دیکھئے: ابن أبي شيبة (١٣٥٢٦)]

(٥) [بخاری (١٨٤٦) کتاب العمرة: باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام' مسلم (١٣٥٧) ابو داود (٢٦٨٥)]

(٦) [یاد رہے کہ گزشتہ دونوں احادیث میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ مکہ میں داخلے کے وقت آپ نے سر پر خود پہن رکھا تھا۔ توفی الحقیقت ان میں کوئی تناقض نہیں اور ان میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ جب نبی کریم ابتدائی طور پر مکہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے سر پر خود تھا' پھر آپ نے خود اتار دیا اور سیاہ پگڑی پہن کر لوگوں کو خطبہ دیا۔ مزید دیکھئے: شرح مسلم للنووی (٢٥٨/٥)]

(3) اسی طرح حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ جب انہوں نے حدودِ میقات کے اندر ایک جنگلی گدھے کا شکار کیا تھا اور اس وقت وہ محرم نہیں تھے۔(۱)

فقہاء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ احرام باندھنا صرف اس شخص کے لیے ضروری ہے جو حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہو جبکہ کسی اور کام کے لیے بغیر احرام کے بھی مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔جمہور اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مکہ میں داخل ہونے والے ہر شخص پر احرام باندھنا ضروری ہے خواہ وہ حج و عمرہ کے لیے داخل ہونا چاہتا ہو یا کسی اور مقصد کے لیے۔(۲) بلاشبہ پہلا موقف ہی راجح و برحق ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ یہی موقف رکھتے ہیں۔(۳)

مسجدِ اقصیٰ سے احرام باندھنے کے متعلق ایک ضعیف روایت

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جو شخص حج یا عمرے کا احرام مسجدِ اقصیٰ سے باندھ کر مسجدِ حرام کی جانب گیا تو اس کے پچھلے اور آئندہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''(٤)

---

(۱) [تفصیل کے لیے دیکھئے: بخاری (۱۸۲۱) کتاب الحج : باب جزاء الصید ونحوہ' مسلم (۱۱۹٦)]

(۲) [الهداية (۱/۱۳٦) المبسوط (٤/٦۱) المغنی لابن قدامة (٥/٩٥) المجموع للنووی (۷/۲۳۹)]

(۳) [نیل الأوطار (۳/۳۰۳)]

(٤) [**ضعیف** : هداية الرواة (۲٤٦٥) ' (۳/٤۷) ضعیف ابو داود (۳۸۲) ابو داود (۱۷٤۱) ابن ماجه (۳۰۰۱) بیهقی (٥/۳۰) کتاب الحج ' امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند قوی نہیں ہے۔[المجموع (۷/۲۰٤)]

باب الإحرام و أحكامه — احرام اور اس کے احکام کا بیان

احرام کا معنی و مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظِ إِحْرَام باب أَحْرَمَ يُحْرِمُ (إِفْعَال) کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے ''کسی چیز کو حرام کر لینا' رُکنا اور باز آنا وغیرہ۔'' چونکہ احرام باندھنے والا احرام کے ذریعے اپنے اوپر کچھ ایسے کام حرام کر لیتا ہے جو درحقیقت مباح تھے اس لیے اسے ''احرام'' کہتے ہیں۔ احرام اُس مخصوص لباس کو کہتے ہیں جو حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے میقات سے پہنا جاتا ہے۔ نیز احرام سے وہ خاص نیت بھی مراد لی جاتی ہے جو حج یا عمرہ کا قصد کرنے والا احرام باندھتے وقت کرتا ہے یعنی اکیلے عمرہ کی نیت' اکیلے حج کی نیت یا اکٹھے دونوں کاموں کی نیت وغیرہ۔

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے پہلے کپڑے اتار کر احرام کا لباس (یعنی دو سفید چادریں) پہنی جائیں۔ پھر یہ کہتے ہوئے نیت کی جائے کہ ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ میں تیری بارگاہ میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔'' یا اگر حج کا ارادہ ہو تو یوں کہا جائے کہ ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حج کے لیے حاضر ہوں۔'' اور اگر حج وعمرہ دونوں کا ارادہ ہو تو اس طرح کہا جائے کہ ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا وَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کے لیے حاضر ہوں۔''

مردوں کا احرام

* مردوں کے لیے احرام کا لباس دو اَن سلی چادریں ہیں۔
* ایک بطور تہبند باندھ لی جائے اور دوسری اوپر اوڑھ لی جائے۔
* یاد رہے کہ سر اور چہرہ ننگا ہو۔
* جوتا کوئی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن ٹخنے ننگے ہونے چاہییں۔
* اگر جوتا میسر نہ ہو تو موزے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لینا چاہیے۔
* اسی طرح اگر تہبند کے لیے چادر میسر نہ ہو تو شلوار بھی پہنی جا سکتی ہے۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَ لْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ وَ رِدَاءٍ وَ نَعْلَيْنِ ' فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ ' فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ' وَ لْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ﴾ ''تمہیں چاہیے کہ تہبند چادر اور جوتوں میں احرام باندھو۔ اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لو لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لو۔'' (۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا ﴿ مَنْ

---

(۱) [صحيح : تلخيص الحبير (۵۱۷/۲) احمد (۳٤/۲) ابن خزيمة (۲٦۰۱) ابن المنذر في الأوسط كما في التلخيص (٤٥٤/۲) حافظ ابن حجرؒ نے ''تلخیص'' میں فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے۔]

لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ ، وَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ لِلْمُحْرِمِ ﴾ ''جس کے پاس احرام میں جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔''(۱)

❑ فقہا نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ جوتے نہ ہونے کی صورت میں موزے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹنا ضروری ہے یا نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک موزے ٹخنوں تک کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ جبکہ دیگر ائمہ ثلاثہ اور جمہور کا کہنا ہے کہ جوتے نہ ہونے کی صورت میں موزوں کو ٹخنوں تک کاٹنا ضروری ہے۔ ان کا مستدل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مطلق ہے جبکہ گزشتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مقید اور یہ بات اصول میں معروف ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اور ثقہ کی زیادتی بھی مقبول ہوتی ہے۔ جمہور کا مؤقف ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم) امام ابن قدامہ اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۲)

❑ اسی طرح فقہا نے اس مسئلے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ آیا تہبند نہ ہونے کی صورت میں مطلقاً شلوار پہن لینی چاہیے یا شلوار کو پھاڑ کر چادر نما بنا لینا چاہیے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ تہبند کی چادر نہ ہونے کی صورت میں شلوار پہن لینی چاہیے' اسے کاٹنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث میں مطلق طور پر یہی فرمانِ نبوی موجود ہے۔ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اگر چادر میسر نہ ہو تو شلوار کو پھاڑ کر چادر نما بنا کر پہننا چاہیے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ محرم شخص کسی صورت میں بھی شلوار نہیں پہن سکتا۔ اس مسئلے میں امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا مؤقف حدیث کے قریب ہونے کی بنا پر راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم) امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں احادیث ان دونوں (مالک وابوحنیفہ رحمہما اللہ) کا رد کرتی ہیں۔(۳)

❑ اہل علم نے اس مسئلے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ جوتیاں نہ ہونے کی صورت میں موزے پہننے والے شخص کے ذمہ کوئی فدیہ ہے یا نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اگر اس پر فدیہ واجب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کر دیتے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر فدیہ واجب ہے۔(۴) پہلا موقف ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ ایسے شخص پر کوئی فدیہ نہیں جو جوتیاں نہ ہونے کی صورت میں موزے پہن لے۔(۵)

عورتوں کا احرام

- عورتوں کو بھی میقات سے احرام باندھ لینا چاہیے خواہ وہ حیض یا نفاس میں ہی مبتلا ہوں۔
- دورانِ حیض ونفاس ممکن ہو تو غسل کر کے احرام باندھیں۔

---

(۱) [بخاری (۱۸۴۱) کتاب العمرۃ : باب لبس الخفین للمحرم إذا لم یجد النعلین ' مسلم (۱۱۷۸)]

(۲) [المغنی لابن قدامۃ (۱۲۲/۵) تحفۃ الأحوذی (۶۷۱/۳)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (۱۳/۵) فتح الباری (۵۳۰/۴) نیل الأوطار (۳۴۶/۳) الأم للشافعی (۲۱۵/۲)]

(۴) [شرح مسلم للنووی (۱۳/۵) تحفۃ الأحوذی (۶۷۱/۳)]　(۵) [نیل الأوطار (۳۴۵/۳)]

* عورتوں کے احرام کے لیے کوئی خاص لباس متعین نہیں بلکہ ان کا احرام وہی عام لباس ہے جو وہ گھر میں پہنتی ہیں۔
* تاہم اتنا ضرور ہے کہ انہیں نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع کی گیا ہے۔
* یاد رہے کہ نقاب نہ پہننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احرام والی عورت غیر محرموں سے چہرہ بھی نہیں چھپائے گی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا مخصوص سلا ہوا کپڑا جو پردہ کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے وہ نقاب نہ پہنے علاوہ ازیں اپنی چادر کے ساتھ غیر محرموں سے اپنا چہرہ چھپائے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں اور قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے تھے ﴿ فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابُهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ ﴾ ''جب وہ سامنے آتے تو ہم اپنی چادریں منہ پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتیں۔'' (۱)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کا اپنے چہرے پر کوئی کپڑا وغیرہ ڈال لینا جائز ہے۔ یہ نقاب ڈالنا نہیں ہے اور ان دونوں کو برابر قرار دینا خطا ہے۔ (۲) امام ابن قیم رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (۳) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت ضرورت محسوس کرے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لے۔ (٤) شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہ فتوی دیا ہے کہ عورت جن کپڑوں میں چاہے احرام باندھ سکتی ہے' اس کے احرام کے لیے کوئی لباس مخصوص نہیں جیسا کہ بعض عام لوگ یہ گمان رکھتے ہیں۔ (٥)

بہتر یہ ہے کہ احرام کا لباس سفید ہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُم وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ ﴾ ''سفید لباس زیب تن کیا کرو یہ تمہارے ملبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اس میں کفن دیا کرو۔'' (٦)

❏ واضح رہے کہ سفید چادروں کے علاوہ کسی اور رنگ کی چادروں کے ساتھ بھی احرام باندھا جا سکتا ہے کیونکہ احرام کی چادروں کے لیے رنگ کا سفید ہونا مستحب ہے' واجب یا شرط نہیں۔

جس چادر پر خوشبو لگی ہو اسے بطورِ احرام نہ باندھا جائے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا

---

(۱) [أبو داود (۱۸۳۳) كتاب المناسك : باب في المحرمة تغطي وجهها ' ابن ماجة (۲۹۳۵)]
(۲) [التعليقات الرضية على الروضة الندية (۷۱/۲)] (۳) [أعلام الموقعين (۲٦۹/۱)]
(٤) [المغني لابن قدامة (۱۵٤/۵)] (۵) [فتاوى اسلامية (۲۲۵/۲)]
(٦) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۲۸٤) كتاب الطب : باب في الأمر بالكحل ' أبو داود (۳۸۷۸) ترمذی (۹۹٤)]

مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھنے والے کو ورس (ایک بوٹی) اور زعفران (کی خوشبو) میں رنگی ہوئی چادریں پہننے سے منع فرمایا ہے۔'' (۱)

احرام باندھتے وقت غسل کرنا مسنون ہے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَ اغْتَسَلَ ﴾ ''انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ احرام باندھنے کے لیے علیحدہ ہوئے اور غسل کیا۔'' (۲)

جمہور علما، علامہ عبدالرحمن مبارکپوری، امام ابن قدامہ اور شیخ ابن باز رحمہم اللہ احرام کے وقت غسل کو مستحب اور افضل قرار دیتے ہیں۔ (۳)

حیض یا نفاس والی عورت بھی غسل کر کے احرام باندھ لے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ﴿ نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، بِالشَّجَرَةِ ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ ، يَأْمُرُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَ تُهِلَّ ﴾ ''حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے (مقامِ ذوالحلیفہ میں) ایک درخت کے قریب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں غسل کر کے احرام باندھ لینے کا حکم دیں۔'' (٤)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حیض اور نفاس والی عورتیں جب میقات پر آئیں تو غسل کریں، احرام باندھیں اور تمام اعمالِ حج انجام دیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے...... ابو معمر رحمہ اللہ نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ ''حتی کہ پاک ہو جائیں (تو طواف کریں)۔ (٥)

احرام باندھنے سے پہلے مردوں کا خوشبو لگانا مستحب ہے

(1) نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَ لِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ ﴾ ''جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ کے احرام کے لیے اور اسی طرح بیت اللہ کے طوافِ زیارت سے پہلے حلال ہونے کے لیے خوشبو لگایا کرتی تھی۔'' (٦)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ﴿ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجہ (۲۳۷۰) ابن ماجہ (۲۹۳۰) بخاری (۵۸۵۲) مسلم (۱۱۷۷)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ترمذی (٦٦٤) كتاب الحج : باب ما جاء في الاغتسال عند الإحرام' ترمذی (۸۳۰)]

(۳) [المغنی (۲۳۲/۳) بداية المجتهد (۲٤٦/۱) تحفة الأحوذی (٦٦٣/۳) المغنی لابن قدامة (۷٤/٥) فتاوی اسلامیة (۲۱٤/۲)]

(٤) [مسلم (۱۲۰۹) كتاب الحج : باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام' ابو داود (۱۷٤۳)]

(٥) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱٥۳٤) كتاب المناسك : باب الحائض تهل بالحج' ابو داود (۱۷٤٤)]

(٦) [بخاری (۱٥۳۹) كتاب الحج : باب الطيب عند الإحرام' مسلم (۱۱۹۱) ترمذی (۹۱۷)]

بِأَطْيَبَ مَا أَجِدُ﴾ ''میں نبی کریم ﷺ کو احرام باندھتے وقت اپنے پاس موجود سب سے عمدہ خوشبو (یعنی کستوری) لگایا کرتی تھی۔''(۱)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ﴿كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ هُوَ مُحْرِمٌ﴾ ''رسول اللہ ﷺ محرم ہیں اور گویا میں آپ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔''(۲)

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو خوشبو لگانا مستحب ہے اگرچہ اس کا رنگ یا اثر احرام باندھنے کے بعد تک رہے۔ البتہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا حرام ہے۔ جمہور علما وفقہا اسی کے قائم ہیں۔ تاہم کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز نہیں۔(۳) بلاشبہ پہلا موقف راجح و برحق ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ برحق بات یہ ہے کہ محرم شخص پر دورانِ احرام ابتدائی طور پر خوشبو لگانا حرام ہے جبکہ ایسے شخص کے لیے کوئی حرمت وممانعت نہیں ہے جو احرام باندھنے کے ارادے کے وقت خوشبو لگائے اور پھر اس کا اثر رنگ یا خوشبو کی صورت میں باقی ہو۔ لباس کے باقی رہنے کے عدمِ جواز پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ خوشبو کا باقی رہنا جائز نہیں کیونکہ (بحالتِ احرام) لباس کا باقی رہنا ''پہننا'' شمار ہوگا جبکہ خوشبو کا باقی رہنا ''خوشبو لگانا'' شمار نہیں ہوگا۔ بالفرض اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ یہ دونوں کام برابر ہیں تب بھی یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے فاسد الاعتبار ہے۔(٤) امام نووی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔(٥)

احرام باندھتے وقت شرط لگانا مباح ہے

اگر کسی شخص کو خدشہ ہو کہ اسے احرام باندھنے کے بعد راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ سکتی ہے یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے تو وہ احرام باندھتے وقت شرط لگا لے یعنی یہ الفاظ کہے ﴿اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي﴾ ''اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں تو نے مجھے روک دیا۔''(٦)

مشروط احرام باندھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر اسے راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ گئی اور احرام کھولنا پڑ گیا تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس نے شرط نہ لگائی اور کسی رکاوٹ کی وجہ سے احرام کھول دیا تو اس پر لازم ہے کہ قربانی کا جانور خرید کر کسی دوسرے کے ہاتھ مکہ روانہ کرے اور جب قربانی کے ذبح ہونے کا وقت ہو جائے تو احرام کھول دے۔ اگر قربانی بھیجنا ممکن نہ ہو تو رکاوٹ کی جگہ پر ہی قربانی ذبح کر دے اور حجامت بنوا کر احرام کھول دے (صحیح بخاری [قبل الحدیث / ۱۸۱۳] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ موجود ہے جبکہ امام مالک رحمہ اللہ

(۱) [بخاری (۵۹۲۸) کتاب اللباس : باب ما يستحب من الطيب ' مسلم (۱۱۸۹)]
(۲) [بخاری (۱۵۳۸) کتاب الحج : باب الطيب عند الأحرام ' مسلم (۱۱۹۰) ابو داود (۱۷٤٦)]
(۳) [شرح مسلم للنووی (۳۲/۵-۳۳) نیل الأوطار (۳۰۸/۳) فتح الباری (۱۷۸/٤)]
(٤) [نیل الأوطار (۳۰۹/۳)] (٥) [شرح مسلم للنووی (۳۲/۵)]
(٦) [بخاری (۵۰۸۹) کتاب النکاح : باب الأکفاء فی الدین ' مسلم (۱۲۰۷)]

کا یہ قول بھی موجود ہے کہ مطلقاً رکاوٹ کی جگہ پر ہی قربانی ذبح کی جا سکتی ہے) اور اگر قربانی کی طاقت ہی نہ ہو تو 10 روزے رکھ لے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ ... فَيُهْدِيْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا ﴾ ''...... پھر قربانی کرے اگر قربانی نہ ملے تو روزے رکھے۔'' (١)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) محرم اگر (راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ جانے سے) خائف ہو تو اس کے لیے (احرام باندھتے وقت) شرط لگا لینا مستحب ہے۔ (٢)

کسی بزرگ کے احرام کے مطابق احرام باندھنا

یعنی یوں کہنا کہ جو احرام فلاں شخص نے باندھا ہے وہی میں نے باندھ لیا۔ ایسا کرنا جائز و درست ہے۔ جمہور علما اور امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ (٣)

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ... ﴾ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے (واپس آنے کے بعد) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جس طرح کا نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا ہو جاتا۔'' (٤)

(2) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ ... ﴾ ''مجھے نبی کریم ﷺ نے میری قوم کے پاس یمن بھیجا تھا۔ جب (حجۃ الوداع کے موقع پر) میں آیا تو آپ سے وادیٔ بطحاء میں ملاقات ہوئی۔ آپ نے دریافت کیا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسی طرح کا احرام باندھا ہے جس طرح کا نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے......'' (٥)

کیا فرض نماز کے بعد احرام باندھنا مسنون ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ... أَهَلَّ بِالْحَجِّ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر مقام ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی۔ پھر اپنی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کی دائیں جانب زخم لگایا، خون صاف کر دیا اور اسے دو جوتیوں کا ہار پہنا دیا۔ پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ مقامِ بیداء پر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے حج کے لیے تلبیہ پکارا۔'' (٦)

(شیخ حسین بن عودہ) احرام باندھنے کے لیے کسی نماز کی تخصیص نہیں ہے۔ البتہ اگر احرام باندھنے سے پہلے کسی نماز

---

(١) [بخاری (١٨١٠) کتاب العمرۃ : باب الإحصار فی الحج]

(٢) [الأخبار العلمية من الاختيارات الفقهية (ص / ١٧٣)] (٣) [نيل الأوطار (٣٢٨/٣)]

(٤) [بخاری (١٥٥٨) کتاب الحج : باب من أهل فی زمن النبی کإهلال النبی ' مسلم (١٢٥٠)]

(٥) [بخاری (١٥٥٩) کتاب الحج : باب من أهل فی زمن النبی ﷺ کإهلال النبی ﷺ ' مسلم (١٢٢١)]

(٦) [مسلم (١٢٤٣) کتاب الحج : باب تقليد الهدی و إشعاره عند الإحرام ' ابو داود (١٧٥٢)]

کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھے' پھر احرام باندھے۔ یوں اسے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حاصل ہو جائے گا کیونکہ آپ نے نماز ظہر ادا فرما کے احرام باندھا تھا۔(۱)

ذوالحلیفہ میں دو رکعتوں کی ادائیگی

(شیخ حسین بن عودہ) جس شخص کا میقات مقام ذوالحلیفہ ہو اس کے لیے وہاں نماز ادا کرنا مستحب ہے' احرام کے ساتھ خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس مقام کی خصوصیت اور برکت کی وجہ سے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وادیٔ عقیق میں سنا' آپ فرما رہے تھے ﴿ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَّبِّي فَقَالَ : صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ ﴾ ''آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام) آیا اور اس نے کہا' اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ (داخل) ہے۔''(۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے متعلق فرمایا کہ ﴿ أَنَّهُ رُئِيَ وَهُوَ مُعَرِّسٌ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ : إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ ﴾ ''آپ ﷺ کو ذوالحلیفہ کی بطنِ وادی (یعنی وادیٔ عقیق) میں خواب دکھایا گیا۔ (اس خواب میں) آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اس وقت ''بطحاء مبارکہ'' میں ہیں۔''(۳)

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔''(۴) اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اس میں ارادۂ احرام کے وقت دو رکعت نماز کی ادائیگی کا استحباب ہے۔ یہ دو رکعتیں احرام باندھنے سے پہلے ادا کی جائیں گی اور یہ نفل ہوں گی...... ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے کہا ہے کہ یہ نماز سنت ہے' اگر کوئی شخص اسے چھوڑ دے تو اسے فضیلت حاصل نہیں ہوگی اور اس پر نہ کوئی گناہ ہوگا اور نہ کوئی دم۔(۵)

احرام باندھنے کے بعد میقات سے تلبیہ شروع کر دینا چاہیے

جیسا کہ حجۃ النبی ﷺ کے سلسلہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا اور ﴿ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ ...... وَلَزِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ ﴾ ''پھر تلبیہ توحید پکارنا شروع کر دیا ......پھر آپ ﷺ مسلسل تلبیہ پکارتے ہی رہے۔''(۶)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۴۱/۴)]

(۲) [بخاری (۱۵۳۴) كتاب الحج : باب قول النبی : العقیق واد مبارك]

(۳) [بخاری (۱۵۳۵) كتاب الحج : باب قول النبی ﷺ : العقیق واد مبارك]

(۴) [مسلم (۱۱۸۴) كتاب الحج : باب التلبية وصفتها ووقتها]

(۵) [شرح مسلم للنووی (۲۰/۵)]

(۶) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبی ﷺ]

❑ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ جو شخص میقات سے پہلے ہی احرام باندھ چکا ہو وہ میقات پر پہنچ کر ہی احرام کی نیت اور تلبیہ شروع کرے۔

قبلہ رخ ہو کر تلبیہ شروع کرنا

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿... اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّيْ ...﴾ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم دیتے' چنانچہ سواری لائی جاتی۔ آپ اس پر سوار ہو جاتے۔ جب وہ آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور تلبیہ پکارنا شروع کر دیتے حتی کہ حرم میں داخل ہو جاتے۔ وہاں پہنچ کر تلبیہ ختم کر دیتے۔ پھر ذی طویٰ میں تشریف لاتے' رات وہیں قیام فرماتے۔ صبح ہوتی تو نماز پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے)۔ آپ کو یہ یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا۔''(۱)

احرام کے بعد ہمیشہ حالتِ اضطباع میں رہنا درست نہیں

''حالتِ اضطباع'' سے مراد اوپر والی چادر کو دائیں بغل سے گزارتے ہوئے دائیں کندھے کو ننگا رکھنا' ہے۔ بعض حضرات احرام باندھنے کے بعد عمرہ یا حج سے فراغت تک یہی حالت اختیار کیے رہتے ہیں حتی کہ نمازیں بھی اسی حالت میں ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ حالت صرف ''طوافِ قدوم'' کے لیے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ کندھوں کو ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے کیونکہ نماز میں کندھے کھلے رکھنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا يُصَلِّيْ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ﴾ ''تم میں کوئی بھی ایک کپڑے میں اس طرح نماز ادا نہ کرے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔''(۲)

❑ واضح رہے کہ احرام باندھنے کے بعد دو نفل ادا کرنا سنت سے ثابت نہیں۔

حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کرنا

- اگر کسی شخص نے میقات سے ''حج افراد'' یا ''حج قران'' کا احرام باندھا ہو اور پھر مکہ پہنچنے سے پہلے یا مکہ پہنچ کر اس کا ارادہ بدل جائے تو وہ حج افراد یا حج قران کی نیت کو ''حج تمتع'' میں تبدیل کر سکتا ہے۔
- ایسا کرنے سے نہ تو اس پر کوئی فدیہ ہوگا اور نہ ہی کوئی دم۔
- اگر حج قران کا احرام باندھنے والا اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہو تو پھر اسے حج تمتع میں تبدیل نہیں کر سکتا۔
- علاوہ ازیں اگر کسی نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور پھر وہ عمرہ کے احرام کو حج کے احرام میں بدلنا چاہے تو یہ سنت سے ثابت نہیں۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حج میں تمتع کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿... اجْعَلُوْا

---

(۱) [بخاری (۱۵۵۳) كتاب الحج : باب الإهلال مستقبل القبلة]

(۲) [بخاری (۳۵۹) كتاب الصلاة : باب إذا صلى فى الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه ' مسلم (۵۱۶)]

إِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ ... مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ... ﴾ ''حجۃ الوداع کے موقع پر مہاجرین وانصار' نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور ہم سب نے احرام باندھا تھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر لو لیکن جو لوگ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے ہیں (وہ عمرہ کے بعد حلال نہیں ہوں گے)۔'' چنانچہ ہم نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی تو اپنا احرام کھول ڈالا اور ہم اپنی بیویوں کے پاس گئے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔'' پھر آپ نے ہمیں 8 ویں تاریخ کی شام کو حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں......'' (۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَ قَصِّرُوا ثُمَّ أَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَ اجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ مُتْعَةً ... افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ ' فَلَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ﴾ ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ حج کیا تھا جس میں آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے تھے (مراد حجۃ الوداع ہے)۔ صحابہ کرام نے صرف حجِ افراد کا احرام باندھا تھا۔ لیکن آپ نے ان سے فرمایا کہ (حج افراد کے احرام کو عمرہ میں بدل لو اور) بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد اپنے احرام کھول دو اور بال ترشوا لو۔ 8 ذوالحجہ تک برابر اسی حالت میں رہو' پھر 8 ذوالحجہ کے روز مکہ ہی سے حج کا احرام باندھو اور اس طرح اپنے حجِ افراد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی' تمتع بنا لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم اسے تمتع کیسے بنا سکتے ہیں؟ ہم تو حج کا احرام باندھ چکے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جس طرح میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں خود بھی اسی طرح کرتا جس طرح تم سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن اب میرے لیے کوئی چیز اس وقت حلال نہیں ہو سکتی جب تک میرے قربانی کے جانوروں کی قربانی نہ ہو جائے۔'' (۲)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا تلبیہ پکارتے ہوئے (مکہ) آئے۔ پھر آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر لیں۔'' (۳)

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کرنا تا قیامت جائز و مباح ہے۔ جبکہ جمہور کا کہنا ہے کہ یہ عمل صرف صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا۔ (٤) جمہور نے اپنے مؤقف کے اثبات کے لیے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... بَلْ لَكُمْ خَاصَّةً ﴾ ''میں نے عرض کیا کہ اے اللہ

---

(۱) [بخاری (۱۵۷۲) کتاب الحج : باب قول اللہ عزوجل : ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام]

(۲) [بخاری (۱۵٦۸) کتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج ' مسلم (۱۲۱٦) ابو داود (۱۷۸۸)]

(۳) [مسلم (۱۲۱٦) کتاب الحج : باب بیان وجوه الإحرام]

(٤) [بدایة المجتهد (٦۲۲/۱) نیل الأوطار (۳۳٤/۳) شرح مسلم للنووی (٤۸٦/٤)]

کے رسول! کیا حج کی نیت کو (عمرہ میں) بدلنا ہمارے لیے خاص ہے یا ہمارے بعد والوں کے لیے بھی مباح ہے۔ تو آپ نے فرمایا' یہ صرف تمہارے لیے خاص ہے۔'' لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔(۱)

علاوہ ازیں صحیح مسلم [۱۲۲٤] میں موجود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ''حج کو عمرہ میں تبدیل کرنا صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا'' بھی دیگر صحیح مرفوع روایات' کبار صحابہ کرام کے فتاویٰ اور تا قیامت اس عمل کے جواز پر مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جان لو کہ یہ احادیث نیت تبدیل کرنے کے جواز کو ثابت کرتی ہیں اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول حجت پکڑنے کے لیے درست نہیں۔(۲)

لہٰذا ثابت ہوا کہ جمہور کا موقف درست نہیں جبکہ اس کے برخلاف امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف برحق ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حج کی نیت عمرہ میں بدلنے کا حکم دیا تو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ﴿ أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِلأَبَدِ ؟ فَقَالَ : لِلأَبَدِ ﴾ ''کیا یہ رخصت ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہمیشہ کے لیے۔''(۳) نیز صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خلافتِ عمر میں بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (٤)

حالتِ احرام میں فوت ہونے والے کا حکم

- دورانِ احرام اگر کوئی فوت ہو جائے تو اسے غسل دیا جائے۔
- اسے احرام کی دو چادروں میں ہی کفن دیا جائے۔
- اسے نہ تو خوشبو لگائی جائے اور نہ ہی اس کا چہرہ ڈھانپا جائے۔

جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اغْسِلُوا الْمُحْرِمَ فِي ثَوْبَيْهِ الَّذِيْنِ أَحْرَمَ فِيهِمَا وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا ﴾ ''محرم کو اس کے ان دو کپڑوں میں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا ہوا تھا اور اسے اس کے احرام کے دو کپڑوں میں ہی کفن دو۔ اسے خوشبو مت لگاؤ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانپو کیونکہ اسے روزِ قیامت احرام کی حالت میں ہی اٹھایا جائے گا۔''(۵)

دو حجوں یا دو عمروں کا اکٹھا احرام باندھنا

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) ایک سال میں دو حجوں کا احرام باندھنا درست نہیں بلکہ ایک سال میں صرف ایک ہی حج جائز ہے۔ اسی طرح ایک وقت میں دو عمروں کا احرام باندھنا بھی جائز نہیں۔(٦)

---

(۱) [ضعیف : ضعیف ابو داود (۳۹٦) ضعیف نسائی (۱۷۷) ابو داود (۱۸۰۸) ابن ماجہ (۲۹۸٤)]
(۲) [مزید دیکھئے : نیل الأوطار (۳٤۱/۳)] (۳) [مسلم (۱۲۱٦) بخاری (۱۷۸۵)]
(٤) [بخاری (۱۷۲٤) مسلم (۱۲۲۱)]
(۵) [صحیح : صحیح نسائی (۱۷۹٦) نسائی (۱۹۰۵)] (٦) [فتاوی اسلامیۃ (۲۱۷/۲)]

باب ممنوعات الإحرام و مباحاته والفدية
احرام کے ممنوع ومباح افعال اور فدیہ بیان

ممنوع امور

ممنوع لباس

* محرم شخص سلا ہوا کپڑا مثلاً قمیص اور شلوار وغیرہ نہیں پہن سکتا۔
* پگڑی' ٹوپی اور ایسا کپڑا جسے زرد یا زعفرانی رنگ سے رنگا گیا ہو' بھی نہیں پہن سکتا۔
* موزے بھی نہیں پہن سکتا ہے الا کہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔
* عورت نقاب اور دستانے نہیں پہن سکتی اور نہ ہی ایسا کپڑا جسے زرد یا زعفرانی رنگ دیا گیا ہو۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿... لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَ لَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَ لْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ﴾ ''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ احرام باندھنے والا کیا لباس پہنے؟ آپ نے فرمایا' قمیص' پگڑی' شلوار و پاجامہ' ٹوپی اور موزے نہ پہنو۔ لیکن اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہیں ہیں تو وہ موزے پہن لے اور اسے چاہیے کہ دونوں موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے اور ایسا کپڑے نہ پہنو جسے زعفران اور ورس (ایک زرد رنگ کی بوٹی) سے رنگا گیا ہو۔'' (۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ﴾ ''جس کے پاس دو جوتیاں نہ ہوں وہ دو موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔'' (۲)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ﴾ ''احرام والی عورت نقاب اور دستانے استعمال نہ کرے۔'' (۳)

جسم یا لباس کو خوشبو لگانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ

---

(۱) [مسلم (۱۱۷۷) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرہ وما لا یباح ' بخاری (۱۵۴۲)]
(۲) [مسلم (۱۱۷۹) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرہ وما لا یباح ' أحمد (۳۲۳/۳)]
(۳) [بخاری (۱۸۳۸) کتاب جزاء الصید : باب ما ینھی من الطیب للمحرم والمحرمۃ ' ابو داود (۱۸۲۵)]

الزَّعْفَرَانُ أَوْ وَرْسٌ ﴾ ”اور ایسے کپڑے مت پہنو جنہیں زعفران (خوشبو) یا ورس (بوٹی) سے رنگا گیا ہو۔“ (۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ محرم کے لیے خوشبو لگانا ممنوع ہے۔ (۲)

محرم کو وفات کے بعد بھی خوشبو نہیں لگائی جائے گی

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم آدمی کی وفات پر حکم دیا تھا کہ ﴿ وَلَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ ﴾ ”اسے خوشبو نہ لگاؤ۔“ (۳)

اگر کوئی قمیص میں احرام باندھ لے یا بھول کر خوشبو لگا لے

اگر کوئی شخص جہالت سے یا بھول کر سلا ہوا لباس پہن لے یا خوشبو لگا بیٹھے تو اسے چاہیے کہ جب ممانعت کا علم ہو جائے تو فوراً اس لباس کو اتار دے اور خوشبو وغیرہ کو دھوڈالے۔ نیز ایسے شخص پر نہ تو کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی دم۔

(1) امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿ قَالَ عَطَاءٌ : إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ ﴾ ”عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لاعلمی میں یا بھول کر اگر کوئی محرم شخص خوشبو لگا لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔“ (٤)

(2) یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ﴿ ... اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوْقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِيْ حَجِّكَ ﴾ ”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مقام جعرانہ میں تھے۔ وہ شخص ایک جبہ پہنے ہوئے تھا جس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا یہ کہا کہ زردی کا کچھ اثر تھا۔ اس نے عرض کی کہ آپ مجھے عمرے کے (طریقے کے) متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ اتنے میں آپ پر وحی اترنے لگی تو آپ کو ایک کپڑا اوڑھا دیا گیا۔ یعلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری خواہش تھی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں جب آپ پر وحی اترتی ہو؟ پھر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو جبکہ آپ پر وحی اترتی ہو؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑے کا کونا اٹھا دیا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس طرح ہانپتے اور خراٹے لیتے تھے' راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا' جیسے جوان اونٹ ہانپتا ہو۔ پھر جب آپ سے وحی تمام ہو چکی تو فرمایا' عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا سائل کہاں ہے؟ (اسے لایا گیا تو فرمایا') اپنے کپڑے وغیرہ سے زردی یا فرمایا' خوشبو وغیرہ کا اثر دھوڈالو اور اپنا جبہ (کرتا) اتار ڈالو اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔“ (٥)

(شوکانی رحمہ اللہ) حدیث کے یہ الفاظ ”اس خوشبو کو دھوڈالو جو تمہیں لگی ہے“ وضاحت کرتے ہیں کہ خوشبو اس شخص کے

---

(۱) [بخاری (۱٥٤۲) کتاب الحج : باب ما لایلبس المحرم من الثیاب' مسلم (۱۱۷۷)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (٥/١٤٠)]

(۳) [صحیح : صحیح نسائی (۲٦۷۱) کتاب الحج : باب غسل المحرم بالسدر' نسائی (۲۸٥٦)]

(٤) [بخاری (قبل الحدیث / ۱۸٤۷) کتاب العمرة : باب إذا أحرم جاهلا وعلیه قمیص]

(٥) [مسلم (۱۱۸۰) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرة' ابو داود (۱۸۱۹)]

کپڑے پر نہیں تھی بلکہ یقیناً اس کے بدن پر تھی اور اگر خوشبو اس کے کُرتے پر ہوتی تو محض اسی کو اتار دینا کافی ہوتا (لیکن آپ ﷺ نے کُرتا اتارنے کے بعد خوشبو کو الگ سے دھونے کا حکم دیا ہے۔) مزید فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ جو شخص دورانِ احرام بھول کر یا جہالت سے خوشبو لگا بیٹھے پھر اسے علم ہو جائے تو فوراً اسے زائل کر دے۔ ایسے شخص پر کوئی کفارہ نہیں۔(۱) امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ و احمد رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ ایسے شخص پر فدیہ واجب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ فدیہ صرف اس صورت میں واجب ہے کہ سلا ہوا لباس یا خوشبو لمبی دیر تک اس پر رہے۔(۲)

سید سابق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر محرم شخص تحریم کے حکم سے جہالت یا احرام بھول جانے کی وجہ سے لباس زیب تن کر لے یا خوشبو لگا بیٹھے تو اس پر فدیہ لازم نہیں۔(۳) شیخ سلیم ہلالی نے بھی یہی فرمایا ہے۔(٤)

□ وہ حضرات جن کا کہنا ہے کہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا باقی رہنا جائز نہیں مذکورہ حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جسم سے خوشبو کو دھونے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جمہور علماء نے اس بات کا جواب یوں دیا ہے کہ (پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ خوشبو احرام سے قبل نہیں بلکہ دوران احرام لگائی گئی تھی اور دوسرے یہ کہ) یہ قصہ مقامِ جعرانہ میں پیش آیا یعنی بلا اختلاف 8 ہجری کو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انہوں نے 10 ہجری کو حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی اور اس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہا۔ لہٰذا فیصلہ صرف آخری امر کے مطابق ہی کیا جائے گا۔(٥)

بیوی سے قربت، فسق و فجور اور لڑائی جھگڑا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ [البقرۃ: ۱۹۷] ''(جو بھی حج کرے) وہ اپنی بیوی سے قربت کے تعلقات قائم کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ﴾ ''جس نے حج کیا اور نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹے گا کہ جیسے اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔''(٦)

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) انہوں نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جماع و ہم بستری کر لینے سے حج و عمرہ باطل ہو

---

(۱) [نيل الأوطار (۳۴۹/۳)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۱٦/٥) نيل الأوطار (۳٥۰/۳) الأم للشافعی (۲۲۸/۲) المغنی لابن قدامة (۳۹۱/٥) كشاف القناع (٤٥۸/۲) الاختيار (۱٦٤/۱) الكافی لابن عبد البر (ص / ۱٥٤)]

(۳) [فقه السنة (٤٦٥/۱)]

(٤) [موسوعة المناهی الشرعية (۱۱۱/۲)]

(٥) [نيل الأوطار (۳٤۹/۳)]

(٦) [بخاری (۱٥۲۱) كتاب الحج : باب فضل الحج المبرور، مسلم (۱۳٥۰) ترمذی (۸۱۱)]

جاتے ہیں۔(۱) امام ابن حزم اور شیخ البانی رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۲)

نیز شیخ حسین بن عودہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ "البانی رحمہ اللہ" سے دریافت کیا کہ جو شخص اپنی بیوی سے جماع کر لے کیا آپ کے خیال میں اس کا حج یا عمرہ باطل ہو جاتا ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا "ہاں"۔(۳)

❑ "رفث" کا معنی جماع کیا گیا ہے نیز امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ہر ایسے کام کو شامل ہے جو مرد عورت سے خواہش رکھتا ہے۔ محققین کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔(۴)

بال یا ناخن کاٹنا

(1) ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ [البقرۃ: ۱۹۶] "اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے۔"

(2) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا﴾ "جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے۔"(۵)

اس سنت پر عمل کرنا حاجی کے لیے بالاولیٰ ضروری ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اہل علم کا اجماع ہے کہ بال یا ناخن کاٹنا محرم شخص کے لیے حرام ہے۔(۶)

کسی عذر کی وجہ سے بال کٹوانا یا منڈوانا جائز ہے مگر فدیہ ادا کرنا ہوگا

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلًا ...﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے دن میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو جوئیں میرے سر سے برابر گر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا' یہ جوئیں تو تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہیں۔ میں نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا' پھر تو سر منڈا لے یا آپ نے فرمایا کہ منڈا لے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی کہ "اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو" آخر آیت تک۔ پھر نبی کریم نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھ لے یا ایک فرق (تین صاع) غلے سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا جو میسر ہو (بکری وغیرہ) اس کی قربانی کر دے۔"(۷)

---

(۱) [فتح الباری (۴/۴۲)]

(۲) [مراتب الإجماع (ص / ۴۲) التعلیقات الرضیة علی الروضة الندية (۲/۷۴)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۴/۳۳۲)]

(۴) [فتح الباری (۳/۳۸۲) تاج العروس (۱/۶۲۵) مجموع الفتاوی (۲۶/۱۰۷)]

(۵) [مسلم (۱۹۷۷) کتاب الأضاحی : باب نهی من دخل علیه عشر ذی الحجة' ابو داود (۲۷۹۱) ترمذی (۱۵۲۳) ابن ماجه (۳۱۴۹) نسائی فی السنن الکبری (۴۴۵۱) حمیدی (۲۹۳) ابن حبان (۵۸۹۷)]

(۶) [الإجماع لابن المنذر (۵۷)]

(۷) [بخاری (۱۸۱۵) کتاب العمرة : باب قول الله تعالیٰ : أو صدقة' مسلم (۱۲۰۱) ابو داود (۱۸۵۶)]

ــا آیت میں موجود ''قربانی'' سے مراد بکری کی قربانی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً ﴾ ''یا وہ ایک بکری قربان کر دے۔'' اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ((بَابُ : النُّسُكُ شَاةٌ)) ''باب' قرآن مجید میں ''نسک'' سے مراد بکری ہے۔''(۱) علاوہ ازیں جس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو گائے قربان کرنے کا حکم دیا تھا وہ ضعیف ہونے کی بنا پر نا قابل حجت ہے۔(۲) نیز امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ علماء کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ آیت میں مذکور ''نسک'' سے مراد بکری ہے۔(۳)

نکاح کرنا' نکاح کرانا اور نکاح کا پیغام بھیجنا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ ﴾ ''محرم شخص نہ نکاح کرے' نہ نکاح کرائے اور نہ ہی نکاح کا پیغام بھیجے۔''(٤)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ﴾ ''نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔''(٥) وہ محض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا وہم ہے جیسا کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو وہم ہو گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔''(٦)

مزید برآں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ﴿ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو اس وقت ہم دونوں سرف مقام پر حلال (یعنی حالت احرام میں نہیں) تھے۔''(٧)

جمہور کا کہنا ہے کہ حالتِ احرام میں شادی کرنا یا کروانا حرام ہے۔ جبکہ احناف کا موقف یہ ہے کہ محرم کے لیے اسی طرح شادی کرانا بھی جائز ہے جیسے اس کے لیے جماع کی غرض سے کوئی لونڈی خرید لینا جائز ہے۔(٨) راجح موقف جمہور کا ہی ہے جیسا کہ گذشتہ صحیح احادیث اس کا واضح ثبوت ہیں۔ امام شوکانی اور علامہ عبد الرحمن

---

(۱) [بخاری (۱۸۱۷) کتاب العمرۃ]

(۲) [ضعیف : ضعیف ابو داود (٤٠٥) کتاب المناسك : باب في الفدية' ابو داود (۱۸۵۹)]

(۳) [نيل الأوطار (۳/۳۵۵)]

(٤) [مسلم (۱٤۰۹) کتاب النکاح : باب تحریم نکاح المحرم وکراهة خطبته' ابو داود (۱۸٤۱)]

(٥) [بخاری (۱۸۳۷) کتاب الحج : باب تزویج المحرم' مسلم (۱٤۱۰) ابو داود (۱۸٤٤)]

(٦) [صحيح مقطوع : صحيح ابو داود (۱٦۲۸) کتاب المناسك : باب المحرم يتزوج' ابو داود (۱۸٤٥)]

(٧) [صحيح : صحيح ابو داود (۱٦۲٦) کتاب المناسك : باب المحرم يتزوج' ابو داود (۱۸٤۳) ترمذی (۸٤٥) ابن ماجة (۱۹٦٤) دارقطنی (۳/۲٦۲) ابن حبان (۹/٤٤۳) بیهقی (٥/٦٦)]

(٨) [شرح المهذب (۷/۲۹٦) حلية العلماء (۳/۲۹۳) الهداية (۱/۱۹۳) الحجة على أهل المدينة (۲/۲۰۹) المغنی (٥/۱٦۲) هداية السالك (۲/٦۲۰) فتح الباری (٤/٥۲۸) نيل الأوطار (۳/۳٥۸)]

مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔(۱)

خشکی کے شکار کو قتل کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات اس پر شاہد ہیں:

(1) ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ﴾[المائدۃ : ۹۵] ''اے ایمان والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو کسی شکار کو مت قتل کرو۔''

(2) ﴿ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ﴾[المائدۃ : ۹۶] ''جب تک تم حالت احرام میں ہو خشکی (کے جانوروں) کا شکار تم پر حرام ہے۔''

واضح رہے کہ صید (شکار) سے مراد ہر ایسا جنگلی جانور ہے جو ماکول اللحم ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم سب کا شکار ممنوع ہے لہٰذا اگر کوئی درندے چیتے یا اس کی مثل کسی جانور کو قتل کرے گا تو اس پر ضمانت (یعنی فدیہ) دینا لازم ہوگا۔(۲)

شیخ سلیم ہلالی اور شیخ صالح الفوزان نے بھی محرم کے لیے شکار کو حرام قرار دیا ہے۔(۳)

کسی دوسرے کا شکار کیا ہوا جانور کھانا

- محرم شخص کسی دوسرے شخص کا شکار کیا ہوا جانور بھی نہیں کھا سکتا۔
- البتہ اگر شکار کرنے والا محرم نہ ہو اور نہ ہی اس نے اس کے لیے شکار کیا ہو تب کھا سکتا ہے۔
- دورانِ احرام شکار کے لیے کسی دوسرے کا تعاون کرنا بھی جائز نہیں۔

(1) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ - أَوْ بِوَدَّانَ - فَرَدَّهُ عَلَيْهِ ' فَلَمَّا رَأَى فِي وَجْهِهِ ' قَالَ : إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ ﴾ ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک وحشی گدھا بطور تحفہ بھیجا اور اس وقت آپ ابواء یا ودان مقام پر تھے۔ آپ نے وہ گدھا انہیں واپس کر دیا اور فرمایا' ہم نے یہ اس لیے واپس کیا ہے کہ ہم احرام والے ہیں۔''(٤)

(2) حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَاجًا ... هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ ؟ قَالَ : قَالُوا : لَا ' قَالَ : فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا ﴾ ''نبی کریم ﷺ حج کے لیے نکلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا' جن میں ابو قتادہ بھی تھے کہ تم ساحل سمندر کی راہ لو یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔ پھر ان لوگوں نے ساحل سمندر کی راہ لی۔ پھر جب وہ

---

(۱) [نیل الأوطار (۳۵۸/۳) تحفة الأحوذی (۶۸۰/۳)]

(۲) [تفسیر فتح البیان (۳۱۳/۲)]

(۳) [موسوعة المناهی الشرعیة (۱۱۷/۲) الملخص الفقهی (۲۹۷/۱)]

(٤) [بخاری (۱۸۲۵) کتاب الحج : باب إذا أهدی للمحرم حمارا وحشیا حیا لم یقبل ' مسلم (۱۱۹۳)]

لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف پھرے تو ان تمام لوگوں نے احرام باندھ لیا سوائے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے احرام نہیں باندھا۔غرض وہ راہ میں چلتے جاتے تھے کہ انہوں نے چند جنگلی گدھوں کو دیکھا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر ان کے سب ساتھی اترے اور اس کا گوشت کھایا۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے (شکار کا) گوشت کھایا اور ہم محرم تھے۔ کہتے ہیں پھر باقی گوشت ساتھ لے لیا اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے احرام باندھ لیا تھا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا پھر ہم نے چند جنگلی گدھے دیکھے اور ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ایک کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر ہم اترے اور ہم سب نے اس کا گوشت کھایا اور پھر خیال آیا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں؟ تو اس کا باقی گوشت ہم لیتے آئے ہیں۔تب آپ نے فرمایا' کیا تم میں سے کسی نے اس کا حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔آپ نے فرمایا' پس اس کا جو گوشت باقی ہے وہ کھالو (اس میں کوئی حرج نہیں)۔''(۱)

معلوم ہوا کہ اگر شکار کرنے والا حالتِ احرام میں نہ ہو اور وہ اپنے لیے شکار کرے' محرم کو دینے کی نیت سے شکار نہ کرے اور نہ ہی محرم نے اس شکار میں اس کا کسی قسم کا تعاون کیا ہو تو وہ اس سے کھا سکتا ہے۔جمہور اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ احناف کا کہنا ہے کہ محرم کے لیے شکار کا گوشت کھانا کسی صورت میں جائز نہیں۔(۲) قابل ترجیح رائے جمہور کی ہی ہے۔امام شوکانی اور امام صنعانی رحمہما اللہ نے بھی اسی کو برحق قرار دیا ہے۔(۳)

البتہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے آیت ﴿ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ [المائدۃ:۹٦] ''جب تک تم احرام میں ہو تم پر زمین کا شکار حرام ہے۔'' کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ہر حال میں شکار کا گوشت کھانے کی ممانعت مروی ہے۔(٤)

مباح امور

بغیر احتلام کے غسل کرنا اور سر ملنا

(1) عبداللہ بن حنین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ ... هَكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ﴾ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ کے درمیان مقامِ ابواء

(۱) [مسلم (۱۱۹٦) کتاب الحج : باب تحریم الصید المأکول البری ' بخاری (۱۸۲۱) ' (۱۸۲۲)]
(۲) [نیل الأوطار (۳٦٤/۳) کشاف القناع (٤۳٤/۲) هدایة السالك (٦٦۹/۲) الخرشی (۳۷۰/۲)]
(۳) [نیل الأوطار (۳٦٤/۳) سبل السلام (۹٤۹/۲)]
(٤) [سبل السلام (۹٤۹/۲) الروض النضیر (۲۲۱/۳)]

میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم شخص اپنا سر دھو سکتا ہے جبکہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم شخص اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے (مسئلہ دریافت کرنے کے لیے) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا۔ میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کر رہے تھے۔ ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں، آپ کی خدمت میں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے یہ دریافت کرنے کے لیے کہ احرام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کس طرح دھویا کرتے تھے؟ یہ سن کر انہوں نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا۔ اب آپ کا سر دکھائی دے رہا تھا۔ جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا انہوں نے اس سے پانی ڈالنے کے لیے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر انہوں نے اپنے سر کو ہاتھ سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (دورانِ احرام) اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔'' (۱)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محرم کے لیے غسل کرنا جائز ہے۔ (۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿ رُبَّمَا قَالَ لِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَ نَحْنُ مُحْرِمُونَ بِالْجُحْفَةِ : تَعَالَ أُبَاقِيكَ أَيُّنَا أَطْوَلُ نَفَسًا فِي الْمَاءِ ﴾ ''کبھی کبھار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھ سے کہا کرتے اور ہم مقام جحفہ میں حالتِ احرام میں ہوتے کہ'' آؤ میں تم سے مقابلہ کروں، ہم میں سے کون ہے جس کا پانی میں سانس لمبا ہے۔'' (۳)

(3) امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ ﴾ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم شخص (غسل کے لیے) حمام میں جا سکتا ہے۔'' (٤)

حالت احرام میں بطورِ علاج جسم سے خون نکلوانا

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔'' (٥)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَ هُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں اپنے سر کے درمیان میں مقامِ 'لحی جمل' میں پچھنے لگوائے۔'' (٦)

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) محرم شخص اپنے سر میں یا سر کے علاوہ کسی اور جگہ میں پچھنے لگوا سکتا ہے۔ (۷)

---

(۱) [بخاری (۱۸٤۰) کتاب الحج : باب الاغتسال للمحرم، مسلم (۱۲۰۵) ابو داود (۱۸٤۰)]

(۲) [نیل الأوطار (۳۵٦/۳)] (۳) [صحیح : إرواء الغلیل (۱۰۲۱) رواہ الشافعی]

(٤) [بخاری (قبل الحدیث / ۱۸٤۰) کتاب العمرۃ : باب الاغتسال للمحرم]

(٥) [بخاری (۱۸۳۵، ٥٦۹٥) کتاب العمرۃ : باب الحجامۃ للمحرم، مسلم (۱۲۰۲) ترمذی (۸۳۹)]

(٦) [بخاری (۱۸۳٦) کتاب العمرۃ : باب الحجامۃ للمحرم، مسلم (۱۲۰۳) ابن ماجہ (۳٤۸۱)]

(۷) [کما فی الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ (۳۲۰/٤)]

بطورِ علاج آنکھوں میں سرمہ لگانا یا دوائی ڈالنا

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ فَإِنَّ عُثْمَانَ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبْرِ ﴾ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اس کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنی آنکھوں پر ایلوے (دوا کا نام ہے) کا لیپ کر لے۔''(١)

(ترمذی رحمہ اللہ) اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے، وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ احرام والا شخص کوئی دواء استعمال کر لے جبکہ اس دواء میں خوشبو کی آمیزش نہ ہو۔(٢)

(سید سابق رحمہ اللہ) انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ﴿ يَكْتَحِلُ الْمُحْرِمُ بِأَيِّ كُحْلٍ إِذَا رَمِدَ مَا لَمْ يَكْتَحِلْ بِطِيْبٍ وَمِنْ غَيْرِ رَمَدٍ ﴾ ''احرام والا شخص کوئی بھی سرمہ استعمال کر سکتا ہے خواہ اس کی آنکھوں میں تکلیف ہو یا نہ ہو بشرطیکہ اس سرمہ میں خوشبو نہ ملی ہو۔'' اس کے بعد رقمطراز ہیں کہ سرمہ استعمال کرنے کے جواز پر علماء نے اجماع کیا ہے جبکہ اسے بطور دواء استعمال کیا جائے، بطور زینت نہیں۔(٣)

(نووی رحمہ اللہ) علماء کا اتفاق ہے کہ آنکھوں میں ایلوے کی یا اس کے علاوہ کوئی اور دواء ڈالنا جائز ہے جس میں خوشبو نہ ہو اور اس میں کوئی فدیہ بھی نہیں۔ نیز اگر اسے کسی ایسی دواء کی ضرورت پیش آ جائے جس میں خوشبو ہو تو اس کے لیے اس کا استعمال جائز تو ہے لیکن اسے فدیہ ادا کرنا ہوگا۔(٤)

(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ محرم شخص ایسا سرمہ لگا سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو جبکہ وہ اس کا محتاج ہو اور اس پر اس کے استعمال میں کوئی فدیہ بھی نہیں۔ البتہ محض زیب و زینت کے لیے سرمہ لگانا امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر علماء کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ وغیرہ نے اس کے استعمال سے منع کیا ہے۔(٥)

سر یا بدن پر خارش کرنا

(1) اُم علقمہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ ''میں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے محرم شخص کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا کہ کیا وہ اپنا جسم کھجلا سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، اسے چاہیے کہ زور سے کھجلائے۔ (انہوں نے مزید فرمایا کہ) اگر میرے دونوں ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور میرا صرف قدم ہی کھلا ہو تو میں اسی سے کھجلی کروں۔''(٦)

(2) امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا ﴾ ''حضرت ابن عمر اور

(١) [مسلم (١٢٠٤) كتاب الحج : باب جواز مداواة المحرم عينيه، ابو داود (١٨٣٨) ترمذی (٩٥٢)]
(٢) [جامع ترمذی (بعد الحديث / ٩٥٢)]
(٣) [فقه السنة (٤٥٦/١)]
(٤) [شرح مسلم للنووی (٣٨٤/٤)]
(٥) [تحفة الأحوذی (٨٤٥/٣)]
(٦) [مؤطا (٦٩٩) كتاب الحج : باب ما يجوز للمحرم أن يفعله]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بدن کو کھجلانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔'' (۱)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) محرم شخص اپنے بدن میں کھجلی کر سکتا ہے اور اگر اس سے بال گر جائیں تو کوئی نقصان نہیں۔ (۲)

خوشبو سونگھنا، انگوٹھی، گھڑی یا عینک پہننا، پٹی باندھنا اور ٹوٹا ہوا ناخن پھینکنا وغیرہ

امام بخاری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ ﴿ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : يَشُمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ ، وَ يَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ ، وَ يَتَدَاوِیٰ بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ ، وَقَالَ عَطَاءٌ : يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ ﴾ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم شخص خوشبودار پھول سونگھ سکتا ہے۔ اسی طرح آئینہ دیکھ سکتا ہے اور ان چیزوں کو جو کھائی جاتی ہیں بطورِ دوا بھی استعمال کر سکتا ہے مثلاً زیتون اور گھی وغیرہ۔ عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ محرم انگوٹھی پہن سکتا ہے اور پٹی باندھ سکتا ہے۔'' (۳)

بیہقی رحمہ اللہ کی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ وَ إِذَا انْكَسَرَ ظُفُرُهُ طَرَحَهُ ﴾ ''اگر محرم کا ناخن ٹوٹ جائے تو اسے پھینک سکتا ہے۔'' (٤) امام ابن حزم رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ''البانی رحمہ اللہ'' نے فرمایا کہ عینک اور گھڑی، انگوٹھی اور پٹی کے معنی میں ہی ہے۔ (٦)

خوشبودار صابن استعمال کرنا

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) حالتِ احرام میں خوشبودار صابن کے ساتھ ہاتھ وغیرہ دھونے میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اسے خوشبو کا نام نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی اسے استعمال کرنے والے کو خوشبو لگانے والے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر محرم شخص تقویٰ و پرہیزگاری کی غرض سے ایسا صابن چھوڑ کر کوئی دوسرا (سادہ بغیر خوشبو کے) صابن استعمال کر لے تو یہ افضل و احسن ہے۔ (۷)

خیمے یا چھتری کے نیچے سایہ حاصل کرنا

حضرت اُم حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ ، فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَ أَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ﴾ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو

---

(۱) [بخاری (قبل الحديث / ۱۸٤۰) كتاب العمرة : باب الاغتسال للمحرم]

(۲) [فتاوى الكبرى (۳٦۸/۲)]

(۳) [بخاری (قبل الحديث / ۱۵۳۷) كتاب الحج : باب الطيب عند الإحرام]

(٤) [صحيح : كما فى الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۲۰/٤) مختصر البخاری للألبانی (۳٦۵/۱)]

(٥) [المحلى (۲٤٦/۷)] (٦) [كما فى الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۲۲/٤)]

(۷) [مجموع الفتاوى لابن باز (۱۲٦/۱۷)]

دیکھا کہ ان میں سے ایک نے نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھامی ہوئی تھی اور دوسرے نے اپنے کپڑے سے آپ پر گرمی سے بچاؤ کے لیے سایہ کیا ہوا تھا حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔''(۱)

جمہور اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ محرم شخص کے سر پر کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعے سایہ کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا (واضح رہے کہ انہوں نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہے)۔

(شوکانی رحمہ اللہ) حدیث ان دونوں (یعنی احمد و مالک رحمہما اللہ) کا رد کرتی ہے۔ نیز علماء کا اس مسئلے میں اجماع ہے کہ اگر محرم شخص سایہ حاصل کرنے کے لیے کسی خیمے یا چھت کے نیچے بیٹھے تو یہ جائز و درست ہے۔(۲)

چادریں دھونا یا بدلنا

امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿ قَالَ إِبْرَاهِيمُ : لَا بَأْسَ أَنْ يُبْدِلَ ثِيَابَهُ ﴾ ''ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا کہ محرم کے لیے اپنے کپڑے تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''(۳)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) محرم کے لیے احرام کے لباس کو دھونے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی حرج ہے کہ وہ احرام کا لباس اتار کر نیا لباس یا دھویا ہوا لباس پہن لے۔(٤)

سمندری شکار کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ﴾ [المائدة : ٩٦] ''تمہارے لیے سمندر کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے' تمہارے فائدے کے لیے اور مسافروں کے لیے۔''

پانچ موذی جانوروں کو قتل کرنا

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ : الْعَقْرَبُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ ﴾ ''پانچ جانور فاسق ہیں لہٰذا انہیں حل اور حرم (ہر جگہ میں) قتل کر دیا جائے؟ بچھو' چیل' کوا' چوہیا اور کاٹنے والا کتا۔''(٥)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ...... ﴾ ''حالت احرام میں جس نے پانچ قسم کے جانوروں کو قتل کیا اس پر کوئی گناہ نہیں......

---

(۱) [مسلم (۱۲۹۸) كتاب الحج : باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبا' ابو داود (۱۸۳٤)]

(۲) [نيل الأوطار (۳۵۰/۳) شرح مسلم للنووی (۱۸٦/۵)]

(۳) [بخاری (قبل الحديث / ۱۵٤۵) كتاب الحج : باب ما يلبس المحرم من الثياب والأردية والأزر]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن باز (۵۷/۱۷)]

(۵) [بخاری (۳۳۱٤) كتاب بدء الخلق : باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم' مسلم (۱۱۹۸)]

(اس میں بھی گزشتہ حدیث والے جانور ہی مذکور ہیں)۔"(۱)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ﴿ اَلْحَيَّةُ ﴾ "سانپ" کا بھی ذکر ہے۔(۲)

(بغوی رحمہ اللہ) مذکورہ جانوروں کو حالت احرام میں قتل کرنے کے جواز پر اہل علم متفق ہیں۔ علاوہ ازیں امام شافعی رحمہ اللہ نے ہر ماکول اللحم جانور کو بھی انہی پر قیاس کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص حالت احرام میں یا حرم میں ان میں سے کسی (یعنی ماکول اللحم میں سے کسی) جانور کو قتل کر دے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔(۳)

کسی خطرہ کے باعث اپنے ساتھ اسلحہ رکھنا

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ : لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ ﴾ "نبی کریم ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ (کا قصد) کیا تو مکہ والوں نے آپ کو (حدیبیہ کے مقام پر) مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا' پھر ان سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ (آئندہ سال رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لیے) ہتھیار نیام میں ڈال کر مکہ میں داخل ہوں گے۔"(٤)

خواتین کے لیے زیور اور رنگین کپڑے پہننا

امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ ﴿ وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَ الْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ ﴾ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے لیے زیور' سیاہ یا گلابی کپڑے اور موزے پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔"(٥)

خواتین کا سر کے بال کھولنا اور ان میں کنگھی کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ ... اُنْقُضِي رَأْسَكِ وَ امْتَشِطِي ... ﴾ "میں مکہ آئی تو میں حائضہ تھی۔ (اس لیے) میں نہ تو بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ ہی صفا و مروہ کی سعی کر سکی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا "اپنے سر (کے بال) کھول دے اور ان میں کنگھی کر لے' اور حج کا احرام باندھ لے اور عمرہ چھوڑ دے۔"(٦)

(ابن قیم رحمہ اللہ) محرم کے لیے اپنے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے اور کتاب وسنت اور اجماع کی کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس کی ممانعت پر دلالت کرتی ہو۔(۷)

---

(۱) [بخاری (۳۳۱۵) کتاب بدء الخلق : باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم' مسلم (۱۱۹۹)]
(۲) [مسلم (۱۲۰۰) کتاب الحج : باب ما يندب للمحرم وغيره قتله' ابو داود (۱۸٤٦) نسائی (۱۹۰/٥)]
(۳) [الروضة الندية (٦١٢/١)]
(٤) [بخاری (۱۸٤٤) کتاب العمرة : باب لبس السلاح للمحرم' مسلم (۱۷۸۳) ابو داود (۱۸۳۲)]
(٥) [بخاری (قبل الحديث / ١٥٤٥) کتاب الحج : باب ما يلبس المحرم من الثياب والأردية والأزر]
(٦) [مسلم (۱۲۱۱) کتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام]
(۷) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۷۳/٤)]

عمرہ کے احرام میں بھی وہی کچھ حرام ومباح ہے جو حج کے احرام میں ہے

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا تھا کہ جو عمرہ کے متعلق سوال کر رہا تھا اور اس کے کُرتے میں خوشبو لگی ہوئی تھی کہ ﴿ ... وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِيْ حَجِّكَ ﴾ ''اپنے کپڑے وغیرہ سے زردی یا فرمایا' خوشبو وغیرہ کا اثر دھوڈالو اور اپنا جبہ (کرتا) اتار ڈالو اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔''(۱)

فدیہ

ممنوعاتِ احرام میں سے کسی فعل کے ارتکاب کا فدیہ

* حاجی یا معتمر اگر ممنوعاتِ احرام میں کسی فعل کا ارتکاب کرے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا۔
* فدیہ یہ ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بکری قربان کر دے۔
* اگر کسی کو بیماری یا سر میں تکلیف کے باعث سر منڈوانا پڑے تو بھی یہی فدیہ دینا ہوگا۔

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْبِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ﴾ [البقرۃ: ۱۹۶] ''البتہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے خواہ روزے رکھ لے' خواہ صدقہ کر دے' خواہ قربانی کر دے۔''

(2) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے دن میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو جوئیں میرے سر سے برابر گر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا' یہ جوئیں تو تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہیں۔ میں نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا' پھر تو سر منڈا لے یا آپ نے فرمایا کہ منڈا لے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ''اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو'' آخر آیت تک۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھ لے یا ایک فرق (تین صاع) غلے سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا جو میسر ہو (بکری وغیرہ) اس کی قربانی کر دے۔''(۲)

حالتِ احرام میں بیوی سے ہم بستری کا فدیہ

* اگر بیوی رضا مند ہو تو ہم بستری کی صورت میں میاں بیوی دونوں کا حج باطل ہو جائے گا مگر انہیں اپنا یہ حج مکمل کرنا ہوگا۔
* آئندہ سال ان پر دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔

---

(۱) [مسلم (۱۱۸۰) کتاب الحج: باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة]

(۲) [بخاری (۱۸۱۵) کتاب العمرة: باب قول الله تعالى: أو صدقة' مسلم (۱۲۰۱)]

* آئندہ سال اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں یہ دونوں دوبارہ پچھلے سال والی غلطی نہ کر بیٹھیں انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھا جائے گا۔
* انہیں بطورِ فدیہ ایک ایک اونٹ قربان کرنا ہوگا۔
* اگر بیوی کو ہم بستری پر مجبور کیا گیا ہو تو جمہور علماء کے نزدیک اس کا اونٹ بھی شوہر پر ہی واجب ہوگا۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہر صورت میں دونوں اونٹوں کی قربانی شوہر پر ہی ہوگی۔(۱)

(1) حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ان سے ایسے آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جو حالتِ احرام میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ دونوں میاں بیوی (باقی) مناسکِ حج ادا کریں حتی کہ وہ اپنا حج مکمل کر لیں۔ پھر اگلے سال دوبارہ حج کریں اور انہیں قربانی بھی دینی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ پھر جب وہ اگلے سال حج کا احرام باندھیں تو انہیں (ایک دوسرے سے) جدا رکھا جائے حتی کہ وہ دونوں اپنا حج مکمل کر لیں۔''(۲)

(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے ایسے آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے منیٰ میں طوافِ افاضہ سے پہلے ہی اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ ایک اونٹ کی قربانی کرے۔(۳)

شیخ سلیم ہلالی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی محرم شخص اپنی بیوی سے جماع و ہم بستری کر بیٹھے تو اس کا حج باطل ہو جائے گا مگر اسے حج مکمل کرنا ہوگا اور آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا۔(٤) امام بغوی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(٥) (امام ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے دورانِ حج و عمرہ بحالتِ احرام مباح یا حرام شرمگاہ میں جماع کرنے کو کبیرہ گناہ کہا ہے۔(٦) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر محرم شخص شرمگاہ میں جماع کر لے تو انزال کرے یا نہ کرے ان دونوں (میاں بیوی) کا حج فاسد ہو گیا۔ اب اگر تو اس نے بیوی کو جماع پر مجبور کیا تھا تو اس پر بطورِ فدیہ ایک اونٹ کی قربانی ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر رضامند تھی تو ان میں سے ہر ایک پر اونٹ کی قربانی لازم ہے۔(٧) امام ابن منذر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ حالتِ احرام میں کسی بھی فعل کے ارتکاب سے حج فاسد نہیں ہوتا سوائے جماع و ہم بستری کے۔(٨)

---

(١) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: شرح المهذب (٣٩٩/٧) الأم للشافعي (٣٤١/٢) بدائع الصنائع (٢١٧/٢) المبسوط (١٨/٤) حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (٦٨/٢) هداية السالك (٦٢٦/٢)]

(٢) [مؤطا (٣٨١/١-٣٨٢) كتاب الحج : باب هدى المحرم إذا أصاب أهله ' بيهقي (١٦٧/٥)]

(٣) [مؤطا (٣٨٤/١) كتاب الحج : باب هدى المحرم إذا أصاب أهله ' بيهقي في السنن الكبرى (١٦٨/٥)]

(٤) [موسوعة المناهي الشرعية (١٣٦/٢)]

(٥) [شرح السنة (٢٨٢/٧)]

(٦) [الزواجر (٤٣٨/١)]

(٧) [المغني لابن قدامة (١٦٥/٥)]

(٨) [أيضا]

دورانِ احرام شکار کرنے کا فدیہ

* شکار کا فدیہ یہ ہے کہ شکار کردہ جانور کے بدلے اس جیسا جانور بطورِ فدیہ قربان کیا جائے۔
* یہ فیصلہ دو عادل شخص کریں گے کہ کون سا جانور شکار کردہ جانور کا بدل ہے۔ اونٹ' گائے یا بھیڑ بکری۔
* بدل مقرر کرنے کے بعد اس جانور کو حرم میں کسی جگہ قربان کر کے اس کا گوشت حدودِ حرم میں ہی مساکین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔
* اگر وہ جانور میسر نہ ہو جسے بدل قرار دیا گیا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے کے مطابق بکری کے عوض 6 مساکین کو کھانا کھلا دیا جائے گا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو 3 روزے رکھے جائیں گے۔ گائے کے عوض 20 مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو 20 روزے رکھے جائیں گے۔ اونٹ کے عوض 30 مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا اور اگر اس کی توفیق نہ ہو تو 30 روزے رکھے جائیں گے۔(۱)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ ... ذُو انتِقَامٍ﴾ [المائدۃ: ۹۵] ''تم میں سے جو شخص اسے (یعنی شکار کو) جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔ خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں۔ تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ (گناہ) کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لے گا اور اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا ہے۔''

جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ بھول کر یا غلطی سے بھی قتل ہو جائے تو فدیہ واجب ہوگا۔ یاد رہے کہ جانور کے مساوی ہونے سے مراد خلقت یعنی قد و قامت میں مساوی ہونا ہے' قیمت میں مساوی ہونا نہیں۔ جمہور علما، امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ مثلاً اگر ہرن کو قتل کیا ہے تو اس کی مثل بکری ہے۔ گائے کی مثل نیل گائے ہے وغیرہ۔ احناف کا مؤقف اس کے برخلاف ہے یعنی ان کے نزدیک مساوی ہونے سے مراد صرف قیمت میں مساوی ہونا ہے۔(۲)

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۶۱۸/۲)]

(۲) [تفسیر فتح القدیر (۷۷/۲ ـ ۷۸) تفسیر فتح البیان (۳۱٤/۲) الروضۃ الندیۃ (۶۰۸/۱)]

باب التلبية — تلبیہ کا بیان

تلبیہ کا حکم

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ﴿ يَا آلَ مُحَمَّدٍ! مَنْ حَجَّ مِنكُمْ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِي حَجَّةٍ ﴾ ''اے محمد کے گھر والو! تم میں سے جو حج کرے وہ حج میں عمرہ کا تلبیہ پکارے (یعنی تمتع کرے)۔''(۱)

شیخ حسین بن عودہ کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں موجود حکم کی وجہ سے تلبیہ کہنا واجب ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے کسی ایک صحابی نے بھی تلبیہ نہیں چھوڑا۔(۲) اس کے حکم میں فقہا نے اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے اسے سنت کہا ہے۔ مالکیہ کا کہنا ہے کہ یہ واجب ہے اور اسے چھوڑنے والے پر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تلبیہ احرام کی شرائط میں سے ہے۔ اس کے بغیر احرام صحیح نہیں ہوتا۔(۳)

تلبیہ کہنے کی فضیلت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَا عَنْ يَمِينِهِ وَ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا ﴾ ''جب کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں جانب زمین کے آخری کناروں تک تمام پتھر' درخت اور کنکریاں سب لبیک پکارتے ہیں (جس کا اجر بھی تلبیہ کہنے والے کو ملتا ہے)۔''(۴)

تلبیہ کے الفاظ

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ ان الفاظ میں تھا ﴿ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ' لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ' إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ' لَا شَرِيكَ لَكَ ﴾ ''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں' تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں' تمام حمد و تعریف تیرے لیے ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری طرف سے ہی ہیں۔ بادشاہی تیری ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔''(۵)

---

(۱) [**صحيح** : الصحيحة (۲٤٦۹) ابن حبان (۹/۲۳۱) شرح معانی الآثار (۳۷۹/۱) احمد (۲۹۷/٦)]

(۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳٤٤/٤)]

(۳) [المغنی (۱۰۰/٥) نيل الأوطار (۳۳۰/۳) الهداية (۱۳۸/۱) بداية المجتهد (۲٦۸/۱)]

(٤) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (۲۳٦۳) كتاب المناسك : باب التلبية ' ابن ماجة (۲۹۲۱) ترمذی (۸۲۸)]

(٥) [بخاری (۱٥٤۹) كتاب الحج : باب التلبية ' مسلم (۱۱۸٤) ابو داود (۱۸۱۲) ترمذی (۸۲٥)]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے یہ الفاظ بھی موجود ہیں ﴿لَبَّيْكَ إِلٰـهَ الْحَقِّ﴾ ''حاضر ہوں میں' اے معبودِ برحق!''(۱)

تلبیہ کے الفاظ میں زیادتی

(1) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کرلیا کرتے تھے ﴿لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَ الْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ﴾ ''حاضر ہوں میں' حاضر ہوں میں' حاضر ہوں میں' اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ حاضر ہوں میں اور تیری ہی طرف رغبت کرتا ہوں اور عمل تیرے ہی لیے ہی ہے۔''(۲)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر کچھ لوگ تلبیہ پکارتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے ﴿لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ ، لَبَّيْكَ ذَا الْفَوَاضِلِ﴾ ''حاضر ہوں میں' اے سیڑھیوں والے۔ حاضر ہوں میں' اے عظیم انعام واحسان والے۔'' لیکن آپ یہ الفاظ سننے کے باوجود انہیں کچھ نہ کہتے۔(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) اگرچہ تلبیہ کے الفاظ میں زیادتی جائز تو ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہیں روکا لیکن افضل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظِ تلبیہ کو اختیار کرنا ہی ہے۔(٤)

مردوں کو اونچی آواز سے تلبیہ کہنا چاہیے

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا﴾ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے' ہم زور زور سے حج کا تلبیہ پکارتے تھے۔''(٥)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِيْ طَلْحَةَ وَ إِنَّهُمْ لَيَصْرِخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا : الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ﴾ ''میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا جبکہ صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا تلبیہ زور زور سے پکار رہے تھے۔''(٦)

(3) خلاد بن سائب اپنے والد (حضرت سائب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ آمُرَ أَصْحَابِيْ أَنْ يَرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ﴾ ''میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام

---

(۱) [صحیح : صحیح نسائی ، نسائی (۲۷۵۳) کتاب مناسك الحج : باب إذا أهل بعمرة هل يجعل معها حجا]

(۲) [مسلم (۱۱۸٤) کتاب الحج : باب التلبية وصفتها ووقتها]

(۳) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۵۹۸) کتاب المناسك : باب كيف التلبية ' ابو داود (۱۸۱۳)]

(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٤٥/٤)]

(٥) [مسلم (۱۲٤٧) کتاب الحج : باب التقصير في العمرة ' ابن حبان (۳۷۹۳) احمد (۱۱۰۱٤)]

(٦) [بخاری (۲۹۸٦) کتاب الجهاد والسير : باب الارتداف في الغزو والحج]

تشریف لائے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دوں۔''(۱)

(عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پکارے کیونکہ اس کی آواز فتنہ ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ صرف اتنی آواز سے ہی تلبیہ کہے جسے وہ خود سن سکے' یہی اس کے لیے کافی ہے۔(۲)

(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اونچی آواز سے تلبیہ پکارنا مستحب ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔(۳)

بلند آواز سے تلبیہ کہنا اجر میں اضافے کا باعث ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ ﴾ ''نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' جس میں بلند آواز سے تلبیہ پکارا جائے اور قربانی دی جائے۔''(٤)

تلبیہ کب ختم کیا جائے گا؟

جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ختم کر دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔''(٥)

فقہاء نے تلبیہ چھوڑنے کے وقت میں اختلاف کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے فراغت کے ساتھ ہی تلبیہ ختم ہو جائے گا۔ جمہور کا کہنا ہے کہ پہلی کنکری مارنے پر ہی تلبیہ ختم ہو جائے گا۔(٦) امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جمہور کا مؤقف اتباعِ سنت کے زیادہ لائق ہے۔(٧) امام بیہقی رحمہ اللہ اُس روایت کے متعلق فرماتے ہیں جس میں مذکور ہے ''آپ ﷺ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے'' کہ اس میں یہ ثبوت ہے کہ آپ نے پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دیا تھا (کیونکہ) پھر آپ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔(۸) علاوہ ازیں وہ روایت بھی اس کی مؤقف کی تائید کرتی ہے جسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (۲۳٦٤) صحیح ابو داود (۱٥۹۲) ابن ماجة (۲۹۲۲) ابو داود (۱۸۱٤)]
(۲) [مرعاة المفاتیح (۳٤۰/٦)] (۳) [تحفة الأحوذی (٦٦۱/۳)]
(٤) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (۲۳٦٦) الصحیحة (۱٥۰۰) ترمذی (۸۲۷) کتاب الحج، ابن ماجة (۲۹۲٤)]
(٥) [بخاری (۱٦۸٦ ' ۱٦۸۷) کتاب الحج : باب التلبیة والتکبیر' مسلم (۱۲۸۱) ابو داود (۱۸۱٥)]
(٦) [سبل السلام (۹۹۲/۲)] (۷) [شرح مسلم للنووی (۳۲/٥)]
(۸) [السنن الکبری للبیهقی (۲۲٤/٥)]

کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ بِأَوَّلِ حَصَاةٍ ﴾ ''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ جمرۂ عقبہ کو پہلی کنکری مارنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔'' (۱)

قابل ترجیح رائے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کی ہے۔ جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ کی یہ روایت اسی کو ثابت کرتی ہے ﴿ ثُمَّ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ مَعَ آخِرِ حَصَاةٍ ﴾ ''پھر آپ ﷺ نے آخری کنکری (پھینکنے) کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دیا۔'' (۲) امام شوکانی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہما اللہ نے امام احمد کے موقف کو ہی ترجیح دی ہے۔ (۳)

عمرے میں تلبیہ کب ختم کیا جائے؟

دورانِ عمرہ طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ ﴾ ''نبی کریم ﷺ عمرے میں حجر اسود کا استلام کرتے ہی تلبیہ ختم کر دیتے۔'' (٤) اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اہل علم کی اکثریت کا اسی پر عمل ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ امام سفیان، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

تلبیہ کے بعد دعا کے متعلق ایک ضعیف روایت

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَأَلَ اللَّهَ رِضْوَانَهُ وَالْجَنَّةَ وَاسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهِ مِنَ النَّارِ ﴾ ''جب آپ ﷺ تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مندی اور جنت کا سوال کرتے اور اللہ کی رحمت کے ساتھ (جہنم کی) آگ سے پناہ مانگتے۔'' (۵)

---

(۱) [ابن خزیمة (۲۸۸٦) بسند صحیح لغیره' السنن الكبرى للبيهقي (۲۲٤/۵)' (۹٦۰۳)]

(۲) [ابن خزیمة (۲۸۸۷) السنن الكبرى للبيهقي (۱۳۷/۵)]

(۳) [نيل الأوطار (۳٦۱/٤) تحفة الأحوذي (۷۹٤/۳)]

(٤) [ترمذی (۹۱۹) کتاب الحج : باب ما جاء متى تقطع التلبية في العمرة' ابو داود (۱۸۱۷)] اس حدیث کو شیخ البانیؒ نے مرفوعاً ضعیف جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوفاً صحیح کہا ہے۔ [ضعیف ترمذی (۱۵۸) ضعیف ابو داود (۳۱٦)]

(۵) [ضعیف جدا : هداية الرواة (۲٤۸۵)' (۵٤/۳) مسند شافعی (۱۵۷/۲) بیهقی (٤٦/۵) دارقطنی (۲۳۸/۲) شیخ البانیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ''صالح بن محمد بن زائدہ'' راوی ضعیف ہے۔ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیثِ خزیمہ کی سند میں ''صالح بن محمد بن زائدہ مدنی'' راوی ضعیف ہے۔ [نيل الأوطار (۳۳۱/۳)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [تقریب التهذیب (۲۱۹۳)] امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے اور امام ابو حاتمؒ نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے۔ [التاريخ الصغير (۱۰۳/۲) الجرح والتعديل (٤۱۱/٤)]

باب ما يستحب لدخول مكة و البيت — مکہ اور بیت اللہ میں داخلے کے لیے مستحب افعال کا بیان

وادیٔ ذی طویٰ میں رات گزارنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَ يَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ﴾ ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو وادیٔ ذی طویٰ میں اتر کر وہاں رات گزارتے اور نماز فجر بھی وہیں ادا فرماتے۔'' (۱)

غسل کرنا

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حدودِ حرم کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنے سے رک جاتے۔ رات ذی طویٰ میں گزارتے، صبح کی نماز وہیں ادا فرماتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) اور بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (۲)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ مکہ میں داخلے کے لیے غسل مستحب ہے۔ (۳) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مکہ میں داخلے کے لیے غسل مستحب ہے۔ (٤) شیخ عبد اللہ بسام رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ مکہ میں داخلے کے وقت غسل مستحب ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ''فتح الباری'' میں رقمطراز ہیں کہ امام ابن منذر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مکہ میں داخلے کے وقت غسل مستحب ہے۔ (۵)

دن کے وقت مکہ میں داخل ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿بَاتَ النَّبِيُّ ﷺ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے ذی طویٰ میں رات گزاری۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔'' (٦)

ثَنِيَّه عُلْيَا کی جانب سے مکہ میں داخل ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ

---

(۱) [مسلم (۱۲۵۹) كتاب الحج : باب استحباب المبيت بذي طوى عند إرادة دخول مكة]
(۲) [بخاری (۱۵۷۳) كتاب الحج : باب الاغتسال عند دخول مكة، ابو داود (۱۸٦۵)]
(۳) [جامع ترمذی (بعد الحديث / ۸۵۲)] (٤) [المغني لابن قدامة (۵/۲۰۹)]
(۵) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٤/۱۳۵)]
(٦) [بخاری (۱۵۷٤) كتاب الحج : باب دخول مكة نهارا أو ليلا]

الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ وَ يَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى ﴾ ''رسول اللہ ﷺ " ثنیہ علیا " (اوپر والی گھاٹی یعنی جنت المعلیٰ) مقامِ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتے جو بطحاء میں ہے اور ثنیہ سفلی (نیچے والی گھاٹی یعنی باب شبیکہ) کی طرف سے نکلتے تھے۔'' (۱)

بابِ بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ فِيْ عُقْدِ قُرَيْشٍ ' فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ الْأَعْظَمِ ﴾ ''قریش سے معاہدہ کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو (مسجدِ حرام میں) اسی عظیم دروازے (باب بنی شیبہ) سے داخل ہوئے۔'' (۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہونا مستحب ہے۔ (۳)

❑ واضح رہے کہ مسجدِ حرام کی توسیع ہو جانے کے باعث اب ''باب بنی شیبہ'' باب السلام کے سامنے ہے یعنی اگر کوئی حاجی یا معتمر باب السلام سے داخل ہو اور مسجدِ حرام کی جانب چلتا جائے تو وہ باب بنی شیبہ سے ازخود داخل ہو جائے گا۔

مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ ' وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ﴾ ''(میں) اللہ کے نام کے ساتھ (مسجد میں داخل ہوتا ہوں)۔ اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' (٤)

نمازیوں کے آگے سے گزرنے کا گناہ

مسجد حرام یا مسجد نبوی میں بھی نمازیوں کے آگے سے گزرنے کا وہی گناہ ہے جو گناہ عام مساجد میں ان کے آگے سے گزرنے کا ہے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اس عمل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث نبوی ہے کہ ﴿ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ﴾ ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کام کا کتنا گناہ ہے تو اسے نمازی

---

(۱) [بخاری (۱۵۷٦) كتاب الحج : باب من أين يدخل مكة ' مسلم (۱۲۵۷) ابو داود (۱۸٦٦)]

(۲) [**صحيح** : صحيح ابن خزيمة (۲۷۰۰) كتاب الحج : باب استحباب دخول المسجد من باب بنى شيبة]

(۳) [المغنى لابن قدامة (۵/۲۱۰)]

(٤) [**صحيح** : صحيح ابن ماجه (٦٢٥) كتاب المساجد : باب الدعاء عند دخول المسجد ' ابن ماجه (۷۷۱) ترمذى (۳۱٤) مسلم (۷۱۳) كتاب صلاة المسافرين : باب ما يقول إذا دخل المسجد]

کے آگے سے گزرنے کے مقابلے میں چالیس (سال) تک وہاں کھڑا رہنا زیادہ پسند ہو۔'' مسند بزار میں ایک دوسری سند سے ہے کہ ﴿ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا ﴾ چالیس خزاں'' (تک کھڑا رہنا پسند ہو)۔(۱)

نمازیوں کو مسجد حرام میں بھی سترہ کا التزام کرنا چاہیے

جیسا کہ صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم موجود ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ﴿ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا ﴾ ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو (کر کھڑا ہو)۔(۲) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ لِيَسْتَتِرْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ وَلَوْ بِسَهْمٍ ﴾ ''تمہیں نماز میں سترہ ضرور قائم کرنا چاہیے خواہ ایک تیر ہی ہو۔'' (۳)

❑ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ مسجد حرام میں نمازی کو اپنے سامنے سترہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ ''کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کو باب بنی سہم کے قریب نماز پڑھتے دیکھا۔ لوگ آپ کے سامنے سے گزر رہے تھے اور لوگوں اور آپ کے درمیان کوئی سترہ نہ تھا۔'' لیکن یاد رہے کہ اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ موقف درست نہیں۔ (٤)

مسجد حرام میں ممنوعہ اوقات میں طواف اور نماز کی ادائیگی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ ﴾ ''اے عبد مناف کی اولاد! بیت اللہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو منع نہ کرو اور نہ کسی نماز پڑھنے والے کو (نماز پڑھنے سے) خواہ وہ شب و روز کی کسی گھڑی میں یہ کام کرے۔'' (٥)

مسجد حرام میں تَحِيَّةُ الْمَسْجِد کا حکم

''تَحِيَّةُ الْمَسْجِد'' سے مراد مسجد میں بیٹھنے سے پہلے ادا کیے جانے والے دو نفل ہیں۔ ان دو رکعتوں کی ادائیگی کا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ لہٰذا عام مساجد کی طرح مسجد حرام میں بیٹھنے سے پہلے بھی ان دو رکعتوں کا

---

(۱) [بخاري (٥١٠) كتاب الصلاة: باب إثم المار بين يدي المصلي ' مسلم (٥٠٧) أبو داود (٧٠١)]

(۲) [حسن: صحيح أبو داود (٦٤٢) كتاب الصلاة، أبو داود (٦٩٨) ابن ماجة (٩٥٤) بيهقي (٢٦٧/٢)]

(۳) [صحيح: أحمد (٤٠٤/٣) أبو يعلى (٢٣٩/٢) المجموع (٦١/٢)] امام ہیثمیؒ بیان کرتے ہیں کہ احمد (کی اس حدیث کے) کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ شیخ احمد شاکرؒ کہتے ہیں کہ مسند احمد میں یہ حدیث دو صحیح سندوں کے ساتھ موجود ہے۔ [التعليق على الترمذي (١٥٨/٢)] شیخ محمد صبحی حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔ [التعليق على سبل السلام (٣٢٩/١)]

(٤) [ضعيف: ضعيف ابو داود (٤٣٧) كتاب المناسك: باب في مكة ' ابو داود (٢٠١٦)]

(٥) [صحيح: صحيح ترمذي (٦٨٨) أبو داود (١٨٩٤) ترمذي (٨٦٨) نسائي (٢٩٢٤) أحمد (٨٠/٤)]

التزام کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو محرم نہیں ہیں۔ البتہ وہ حضرات جو حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہیں انہیں چاہیے کہ اگر کسی فرض نماز کا وقت نہ ہو تو وہ آتے ہی سب سے پہلے طواف کریں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی یہی سنت ہے۔ جیسا کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے حج ادا کیا۔ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے وضو کیا' اس کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ کا عمرہ نہیں تھا (کیونکہ آپ قارن تھے)۔ پھر نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو انہوں نے پہلا کام جو کیا وہ بیت اللہ کا طواف تھا لیکن عمرہ نہ تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔'' (۱)

بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں

کیونکہ ابن جریج کی جس روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور یہ دعا کرتے ''اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَ مَهَابَةً' وَ زِدْ مَنْ شَرَّفَهُ وَكَرَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَبِرًّا'' وہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف و ناقابل حجت ہے۔ (۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز ثابت نہیں ہے جو بیت اللہ کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو اور یہ ایک شرعی حکم ہے جو دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ (۳)

بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کرنا

اس ضمن میں نبی کریم ﷺ سے تو کچھ ثابت نہیں البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو یہ دعا کرتے ﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ﴾ ''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے لہٰذا اے پروردگار! تو ہمیں سلامتی کے ساتھ ہی زندہ رکھ۔'' (٤)

---

(۱) [بخاری (۱٦٤۱) کتاب الحج : باب الطواف علی وضوء' مسلم (۱۲۳۵) ابن حبان (۳۸۰۸)]

(۲) [مسند شافعی (۳۳۹/۱) کتاب الأم (۲۵۲/۲) بیهقی فی السنن الکبری (۷۳/۵) امام شوکانی فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی حدیث میں ابن جریج اور نبی کریم ﷺ کے درمیان انقطاع ہے اور اس کی سند میں سعید بن سالم القداح راوی ہے اس میں مقال ہے۔ [نیل الأوطار (۳۸۵/۳)] اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں۔]

(۳) [نیل الأوطار (۳۸۵/۳)]

(٤) [ابن أبی شیبة (۱۵۷۵۷) تلخیص الحبیر (۲۵۷/۲)]

باب الطواف و السعی طواف وسعی کا بیان

طواف

فضیلتِ طواف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ ﴾ ''جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں ادا کیں اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔'' (۱)

طواف کی اقسام

طواف کی پانچ اقسام ہیں:

(1) طَوَافِ قُدُوْم: مکہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے جو طواف کیا جاتا ہے۔

(2) طَوَافِ عُمْرَہ: جو طواف عمرہ ادا کرنے والا شخص مکہ میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے کرتا ہے۔

(3) طَوَافِ اِفَاضَہ: جو طواف دس ذی الحجہ کو منیٰ میں قربانی کے بعد کیا جاتا ہے۔

(4) طَوَافِ وَدَاع: جو طواف حج سے فراغت کے بعد مکہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔

(5) نفلی طواف: گزشتہ تمام طوافوں کے علاوہ کیا جانے والا ہر طواف اس میں شامل ہے۔

طواف کا حکم

❶ طَوَافِ قُدُوْم: حج افراد کرنے والے کے لیے طوافِ قدوم مسنون ہے کیونکہ وہ اگر میدانِ عرفات میں کچھ دیر وقوف اور مزدلفہ میں نماز فجر پالے تو اس کا حج ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ اس طواف کے بغیر سیدھا منیٰ یا مزدلفہ بھی جا سکتا ہے۔ حج تمتع یا حج قران کرنے والے کے لیے طوافِ قدوم عمرے کا حصہ ہونے کی وجہ سے واجب ہے۔

طوافِ قدوم کے حکم میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور، امام شوکانی اور نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ اسے فرض کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اسے سنت کہا ہے، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کا حکم تحية المسجد کی طرح ہے۔ (۲)

❷ طَوَافِ عُمْرَہ: طوافِ عمرہ بہر حال ضروری ہے کیونکہ یہ عمرہ کا رکن ہے' اس کے بغیر عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔

❸ طَوَافِ اِفَاضَہ: یہ طواف حج کا رکن ہونے کی وجہ سے بہر صورت ضروری ہے' اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔

---

(۱) [صحيح : الصحيحة (۲۷۲۵) ابن ماجه (۲۹۵۶) كتاب المناسك : باب فضل الطواف]

(۲) [نيل الأوطار (۳۸٦/۳) الروضة الندية (٦١٧/١)]

❹ طَوَافِ وَدَاع: یہ طواف واجب ہے البتہ حیض یا نفاس والی عورت کے لیے اس کی رخصت ہے۔

❺ نفلی طواف: یہ طواف مستحب ہے جو انسان کسی بھی وقت کر سکتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

❑ معتمر کا طوافِ عمرہ ہی طوافِ قدوم ہے۔ نفلی طواف کا حکم واضح ہے۔ جبکہ طوافِ افاضہ اور طوافِ وداع کا قدرے تفصیلی بیان آئندہ ابواب کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

مکہ پہنچتے ہی طوافِ قدوم کیا جائے گا

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا اور عرفات جانے سے پہلے طواف کیا۔'' (۱)

(2) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتلایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ (مسجد حرام) تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔'' (۲)

طواف کے لیے وضوء کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا' پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔'' (۳) واضح رہے کہ طواف کے لیے وضوء شرط یا واجب نہیں ہے کیونکہ اس ضمن میں صرف مذکورہ حدیث ہی مروی ہے جس میں محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا ہی ذکر ہے اور یہ بات اصول میں ثابت ہے کہ مجرد فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اکثر سلف طواف کے لیے نماز کی شروط عائد نہیں کرتے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی کو درست قرار دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جنہوں نے طواف کے لیے وضو واجب قرار دیا ہے ان کے پاس اصلاً کوئی دلیل ہی نہیں۔ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (٤)

تاہم جو لوگ طواف کے لیے وضو ضروری قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ﴿ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ ﴾ ''بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مانند ہے۔'' (٥) اسی طرح وہ حدیث بھی ان کی دلیل ہے جس میں ہے کہ ﴿ أَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ ﴾ ''دورانِ طواف کم کلام کیا کرو

(۱) [مسلم (۱۲۳۳) کتاب الحج: باب استحباب طواف القدوم للحاج]

(۲) [بخاری (۱٦٤۱) کتاب الحج: باب الطواف علی وضوء]

(۳) [بخاری (۱٦٤۱' ۱٦٤۲) کتاب الحج: باب الطواف علی الوضوء' مسلم (۱۲۳٥)]

(٤) [التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة (۲/۹٤) مجموع الفتاوی (۲/٤٥۳) الروضة الندیة (۱/٦۲٤) الأخبار العلمیة من الاختیارات الفقهیة (ص/۱۷۷)]

(٥) [صحیح: صحیح ترمذی (۷٦۷) کتاب الحج: باب ما جاء فی الکلام فی الطواف' ترمذی (۹٦۰)]

کیونکہ بے شک تم نماز میں ہوتے ہو۔''(۱) امام احمد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی وجوب کو ہی ترجیح دی ہے۔(۲)

اگر دورانِ طواف وضوء ٹوٹ جائے

تو دوبارہ وضوء کرنا بہتر تو ہے کیونکہ باوضوء ہو کر ہی طواف کرنا مسنون ہے لیکن یہ ضروری نہیں کیونکہ طواف کے لیے وضوء شرط یا واجب نہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۳)

طوافِ قدوم کے لیے اضطباع کی حالت اختیار کرنا

اضطباع یعنی دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔ یہ حالت طوافِ قدوم (اور طوافِ عمرہ) میں صرف مردوں کے لیے مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت یعلی بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ ﴾ ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا' آپ سبز چادر کے ساتھ اضطباع کی حالت میں تھے۔''(۴) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مقامِ جعرانہ سے عمرہ کیا۔ بیت اللہ کے تین چکر رمل کے ساتھ کیے اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھوں پر ڈال دیا۔''(۵)

جمہور کا کہنا ہے کہ دورانِ طواف یہ حالت مستحب ہے۔ اصحابِ شافعی کہتے ہیں کہ یہ حالت صرف اس طواف میں مستحب ہے جس میں رمل مشروع ہے (یعنی صرف طوافِ قدوم میں)۔(۶) علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری اور شیخ ابن باز رحمہما اللہ نے بھی (طوافِ قدوم میں) اضطباع کی حالت کو مسنون و مستحب کہا ہے۔(۷)

ستر ڈھانپے بغیر طواف نہ کیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... وَلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ﴾ ''مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُس حج میں جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں حجۃ الوداع سے پہلے امیر مقرر فرمایا تھا' قربانی کے روز ایک جماعت میں بھیجا اور یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی عریاں حالت میں بیت

---

(۱) [**صحیح موقوف** : صحیح نسائی (۲۷۳۶) کتاب مناسك الحج : باب إباحة الكلام في الطواف ' نسائی (۲۹۲۳)] شیخ صبحی حسن حلاق نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعليق على الروضة الندية (۶۲۵/۱)]

(۲) [المغنی (۲۲۳/۵) السیل الجرار (۱۹۱/۲)]

(۳) [مجموع الفتاوی لابن تیمیه (۱۲۳/۲۶-۱۲۶)]

(۴) [**حسن** : صحیح ابو داود (۱۶۵۸) كتاب المناسك :باب الاضطباع في الطواف ' ابو داود (۱۸۸۳)]

(۵) [**صحیح** : هداية الرواة (۲۵۱۸) ' (۶۹/۳) إرواء الغليل (۱۰۹۴) ابو داود (۱۸۸۴) احمد (۳۰۶/۱)]

(۶) [نیل الأوطار (۳۸۷/۳)]

(۷) [تحفة الأحوذی (۷۰۲/۳) مجموع الفتاوی لابن باز (۲۰۹/۱۷)]

اللہ کا طواف کرے۔'' (۱)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ہمارے اصحاب اور دیگر اہل علم نے استدلال کیا ہے کہ ستر ڈھانپنا طواف کے لیے شرط ہے۔(۲) جمہور نے بھی اسے شرط ہی کہا ہے۔ جبکہ احناف کہتے ہیں کہ یہ شرط نہیں۔(۳) نیز شیخ سلیم ہلالی فرماتے ہیں کہ دورانِ طواف ستر ڈھانپنا واجب ہے۔(٤)

عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں لیکن ان کے ساتھ اختلاط نہ کریں

عطا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو انہوں نے اس سے کہا تم کس دلیل کی بنا پر عورتوں کو اس سے منع کر رہے ہو؟ ﴿ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ ﴾ ''حالانکہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں نے بھی مردوں کے ساتھ ہی طواف کیا تھا'' ابن جریج نے پوچھا یہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے یا اس سے پہلے کا؟ انہوں نے کہا میری عمر کی قسم! میں نے انہیں پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد دیکھا۔ اس پر ابن جریج نے پوچھا کہ پھر مرد عورت مل جل جاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ﴿ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ ، كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ ﴾ ''اختلاط نہیں ہوتا تھا' عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے علیحدہ رہ کر ایک الگ کونے میں طواف کرتی تھیں' ان کے ساتھ مل کر نہیں کرتی تھیں۔'' (٥)

حائضہ طواف کے علاوہ تمام افعالِ حج سرانجام دے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ ... فَإِنَّ ذَلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي ﴾ ''ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں نکلے' ہمارا مقصود صرف حج کرنا تھا۔ جب ہم مقامِ سرف پر پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی۔ دریں اثنا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ شاید تم حائضہ ہوگئی ہو؟ میں نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا' یہ ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر فرما دیا ہے۔ پس تم حجاج والے تمام افعال سرانجام دو' البتہ جب تک حیض سے پاک نہ ہو جاؤ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔'' (٦)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) اس مسئلے پر اجماع ہے۔(۷)

دورانِ حج مانع حیض ادویات کا استعمال

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) ایسی ادویات کے استعمال میں کوئی حرج نہیں تاکہ عورت لوگوں کے ساتھ طواف کر سکے اور دیگر

(۱) [بخاری (٤٦٥٦) کتاب التفسير : باب قوله : وأذان من الله ورسوله ، مسلم (١٣٤٧) ابو داود (١٩٤٦)]
(۲) [شرح مسلم للنووی (٢٤٥/٥)] (۳) [نیل الأوطار (٣٩٦/٣)]
(٤) [موسوعة المناهي الشرعية (١٢٧/٢)]
(٥) [بخاری (١٦١٨) کتاب الحج : باب طواف النساء مع الرجال]
(٦) [بخاری (٣٠٥) کتاب الحيض : باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت ، مسلم (١٢١١)]
(۷) [سبل السلام (٢٣٨/١)]

اعمالِ حج میں بھی ان سے پیچھے نہ رہے۔(۱)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) جواز کے ہی قائل ہیں۔(۲)

طواف کی ابتدا حجر اسود کے استلام سے کی جائے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ ﴾ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ مکہ تشریف لاتے تو پہلے طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے۔''(۳)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو (پہلے) حجر اسود کے پاس آ کر اسے بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔''(٤)

طواف شروع کرنے کی دعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ ﴾ ''نبی کریم ﷺ بیت اللہ تشریف لاتے تو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور کہتے " بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ "۔(٥)

طواف کرنے والا کعبہ کو اپنی بائیں جانب رکھ کر دائیں جانب چلے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا ﴿ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِيْنِهِ ﴾ ''پھر اس کی دائیں جانب چلنا شروع کر دیا۔''(٦)

طواف کے چکر اور رمل

* طواف کے سات چکر ہیں اور پہلے تین چکروں میں رمل یعنی ہلکی ہلکی دوڑ لگانا مسنون ہے۔
* یاد رہے کہ رمل صرف پہلے طواف یعنی طوافِ قدوم میں ہی کیا جائے گا۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِيْ أَرْبَعَةً ﴾ ''نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف (یعنی طوافِ قدوم) کرتے تو اس کے (پہلے) تین چکروں میں آپ دوڑتے اور (باقی) چار میں معمول کے مطابق چلتے۔''(۷)

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن باز (۱۷/۱۱٦)] (۲) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (٤/۲۸۳)]

(۳) [بخاری (۱٦۰۳) کتاب الحج : باب استلام الحجر الأسود حین یقدم مكة أول ما يطوف]

(٤) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱۸۷۲) کتاب المناسك : باب في رفع اليد إذا رأى البيت' ابو داود (۱۸۷۲)]

(٥) [احمد مع الفتح الربانی (۱۲/۷)]

(٦) [**صحیح** : صحیح ترمذی' ترمذی (۸٥٦) کتاب الحج : باب ما جاء كيف الطواف]

(۷) [بخاری (۱٦۱۷) کتاب الحج : باب من طاف بالبيت إذا قدم' مسلم (۱۲٦۱)]

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ”نبی کریم ﷺ نے طوافِ زیارت کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔“ (۱)

❏ واضح رہے کہ اگر تینوں چکروں میں سے پہلے میں رمل رہ جائے تو بقیہ دونوں میں کرے اور اگر دونوں میں رہ جائے تو تیسرے میں کرے اور اگر تیسرے میں بھی رہ جائے تو رمل ساقط ہو جائے گا اور جو رمل کرنا بھول جائے تو اس پر کوئی اعادہ یا قضا نہیں۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص رمل بھول جائے اس پر کوئی اعادہ نہیں۔ (۲)

رمل کی ابتدا کیسے ہوئی؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (عمرۃ القضاء کے لیے 7 ھ میں) مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) آئے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جنہیں یثرب (یعنی مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے قوت کا اظہار ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسبِ معمول چلیں اور آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب چکروں میں رمل کریں اس لیے کہ ان پر آسانی رہے۔ (۳)

معلوم ہوا کہ رمل ایک خاص مقصد کے پیشِ نظر مشروع ہوا تھا۔ اگرچہ وہ صورت تو آج موجود نہیں لیکن پھر بھی سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے رمل کو ترک نہیں کیا جائے گا تاکہ عروجِ اسلام کا دور بھی یاد رہے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا کہ اگرچہ اب وہ صورت تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ﴿لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ ”ہم کسی ایسے کام کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہدِ رسالت میں کیا کرتے تھے۔“ (٤)

ہر چکر حجرِ اسود سے شروع ہو کر حجرِ اسود پر ختم ہوگا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَ مَشَى أَرْبَعًا﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین (چکروں میں) رمل کیا اور (باقی) چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔“ (٥)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) ہر چکر حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک ہے۔ (٦)

طواف کے تمام چکر حطیم کے باہر سے لگائے جائیں

کیونکہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے اور بیت اللہ کے اندر نہیں بلکہ اس کے گرد طواف کے چکر لگانا مسنون ہے۔

---

(۱) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۷٦۲) کتاب المناسك : باب الإفاضة فی الحج ' ابو داود (۲۰۰۱)]
(۲) [المغنی لابن قدامة (۲۲۲/٥)]
(۳) [بخاری (۱٦۰۲) کتاب الحج : باب کیف کان بدء الرمل ' مسلم (۱۲٦٦) أحمد (۲۹۰/۱)]
(٤) [حسن صحیح : صحیح ابو داود (۱٦٦۲) کتاب المناسك : باب فی الرمل ' ابو داود (۱۸۸۷)]
(٥) [مسلم (۱۲٦۲) کتاب الحج : باب استحباب الرمل فی الطواف ' ابو داود (۱۸۹۱)]
(٦) [المغنی لابن قدامة (۲۱۷/٥)]

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿... وَ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَ أَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ﴾ ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں کیوں شامل نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا' تمہاری قوم کے پاس خرچ کم پڑ گیا تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنایا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری قوم ہی نے کیا تا کہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی میں کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا۔''(۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿اَلْحِجْرُ مِنَ الْبَيْتِ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ مِنْ وَرَاءِ هِ﴾ ''حجر (یعنی حطیم) بیت اللہ کا حصہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے سے بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔''(۲)

دورانِ طواف مسنون دعا

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿... رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''میں نے سنا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکنوں (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی) کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں خیر و بھلائی عطا فرما اور عذاب جہنم سے محفوظ رکھ۔''(۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رکن یمانی کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرر کیے گئے ہیں لہٰذا جس نے کہا " اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا ...... عَذَابَ النَّارِ " تو وہ تمام فرشتے آمین کہیں گے۔'' اور ایک دوسری روایت کے مطابق' جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صرف یہ کلمات کہے " سُبْحَانَ اللّٰهِ ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ' وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ " اس کی دس برائیاں مٹادی جائیں گی' دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور دس درجے بلند کر دیے جائیں گے۔'' وہ ضعیف ہے۔(٤)

- دورانِ طواف دیگر اذکار و دعائیں یا تلاوتِ قرآن وغیرہ بھی کی جا سکتی ہے۔

طواف کے ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دینا اور تکبیر کہنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿طَافَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيْرٍ ' كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ

(۱) [بخاری (۱۵۸٤) کتاب الحج : باب فضل مکة وبنیانها ' مسلم (۱۳۳۳) ابن ماجه (۲۹۵۵)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ابن خزیمة (۲۷٤۰) کتاب الحج : باب الطواف من وراء الحجر]

(۳) [**حسن** : صحیح ابو داود (۱٦٦٦) کتاب المناسك : باب الدعاء فی الطواف ' ابو داود (۱۸۹۲)]

(٤) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (٦٤۰) کتاب المناسك : باب فضل الطواف ' ابن ماجة (۲۹۵۷)]

أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف ایک اونٹنی پر سوار ہو کر کیا۔ جب بھی آپ حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔'' (۱)

حجر اسود کی فضیلت

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ هُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ ﴾ ''حجر اسود جنت سے اترا ہے یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔'' (۲)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ﴿ إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ﴾ ''بلاشبہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے قیمتی پتھروں میں سے دو قیمتی پتھر ہیں۔ اللہ نے ان دونوں کی روشنی کو ختم کر دیا ہے۔ اگر اللہ ان دونوں کی روشنی کو ختم نہ کرتا تو ان میں سے ہر ایک مشرق اور مغرب کے درمیانی حصے کو روشن کر دیتا۔'' (۳)

حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت پر عمل کے لیے ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ : إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ﴾ ''انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو پتھر ہے اور کسی قسم کے نفع ونقصان کا مالک نہیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔'' (٤)

روزِ قیامت حجر اسود کی گواہی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنْ يَسْتَلِمُهُ بِحَقٍّ ﴾ ''قیامت کے روز یہ پتھر (حجر اسود) ایسے آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ذریعے یہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس کے ذریعے یہ بول کر ایسے شخص کے لیے گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا بوسہ لیا ہوگا۔'' (٥)

---

(۱) [بخاری (۱٦۱۳) کتاب الحج : باب التکبیر عند الرکن]

(۲) [**حسن صحیح** : ھدایۃ الرواۃ (۲٥۱۰) کتاب المناسك : باب دخول مکۃ والطواف ' الصحیحۃ (۲٦۱۸) ترمذی (۸۷۷) نسائی (٥/۲۲٦) اس روایت کو ضیاء مقدسی نے صحیح کہا ہے۔ [المختارۃ (۲/۲۳۸)]

(۳) [**صحیح** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۸۷۸) کتاب الحج : باب ما جاء فی فضل الحجر الأسود]

(٤) [بخاری (۱٥۹۷) کتاب الحج : باب ما ذکر فی الحجر الأسود ' مسلم (۱۲۷۰) ابو داود (۱۸۷۳)]

(٥) [**صحیح** : صحیح ابن ماجۃ (۲۳۸۲) المشکاۃ (۲٥۷۸) ترمذی (۹٦۱) ابن ماجۃ (۲۹٤٤)]

حجر اسود پر سجدہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ وَ سَجَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰكَذَا فَفَعَلْتُ ﴾ ''میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا' آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا۔ پھر فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے۔'' (۱)

حجر اسود پر رونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں مذکور ہے کہ ﴿ اسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ' ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِي طَوِيْلًا ' فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ يَبْكِي ' فَقَالَ : يَا عُمَرُ ! هَا هُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھے اور دیر تک روتے رہے۔ جب آپ پھرے تو دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔'' اس روایت کی سند کو ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے منکر کہا ہے۔ نیز انہوں نے اس کے بعد والی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت' جس میں حجر اسود کے قریب آپ ﷺ کے رونے کا ذکر ہے' کی سند کو بھی ضعیف کہا ہے۔ (واللہ اعلم) (۲)

کسی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

ایسی صورت میں درج ذیل کام بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں:

① کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھونا اور پھر چھڑی کو بوسہ دینا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ حجر اسود کو ایک چھڑی کے ذریعے چھوتے تھے۔'' (۳) اور حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ زائد ہیں ﴿ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ ﴾ ''اور آپ ﷺ چھڑی کا بوسہ لیتے۔'' (۴)

② اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ' ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ : مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَفْعَلُهُ ﴾ ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پتھر کو چھوتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا' میں نے اس عمل

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن خزیمۃ (۲۷۱۴) کتاب الحج : باب السجود علی الحجر الأسود]

(۲) [التعلیق علی ابن خزیمۃ (تحت الحدیث / ۲۷۱۲_۲۷۱۳) کتاب الحج : باب البکاء عند تقبیل الحجر الأسود]

(۳) [بخاری (۱۶۰۷) کتاب الحج : باب استلام الرکن بمحجن' مسلم (۱۲۷۲) ابو داود (۱۸۷۷)]

(۴) [مسلم (۱۲۷۵) کتاب الحج : باب جواز الطواف علی بعیر و غیرہ واستلام الحجر بمحجن' ابن ماجۃ (۲۹۴۹)]

کو اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔" (١)

③ دور سے اشارہ کر دینا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف ایک اونٹنی پر سوار ہو کر کیا۔ جب بھی آپ حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔" (٢)

حجر اسود تک پہنچنے کی جگہ نہ ملنے کی صورت میں مزاحمت جائز نہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے فرمایا ﴿يَا عُمَرُ! إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ لَا تُزَاحِمْ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِي الضَّعِيفَ إِنْ وَجَدْتَ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ وَ إِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ فَهَلِّلْ وَ كَبِّرْ﴾ "اے عمر! یقیناً تو طاقتور آدمی ہے (اس لیے) تو حجر اسود پر مزاحمت (دھکم پیل) نہ کر (کیونکہ اس طرح) تو کمزور افراد کو اذیت پہنچائے گا۔ اگر تجھے خالی جگہ ملے تو حجر اسود کا بوسہ لے لے اور اگر نہ ملے تو اس کی طرف رخ کر کے تہلیل و تکبیر کہہ دے۔" (٣)

رکن یمانی کو چھونا

* طواف کرنے والا ہر چکر میں "رُکنِ یمانی" کو چھونے کی کوشش کرے۔
* اگر ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔
* اس رکن کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اُسے چومنا مسنون نہیں ہے۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿وَلَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ﴾ "میں نے نبی ﷺ کو صرف دونوں یمانی رکنوں کو ہی چھوتے دیکھا۔" (٤)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافٍ﴾ "رسول اللہ ﷺ ہر طواف میں رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوتے تھے۔" (٥)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جہاں تک ہمیں معلوم ہے، رکن یمانی کے متعلق کوئی ایسی چیز وارد نہیں ہوئی جو اس کی طرف اشارہ کرنے پر دلالت کرتی ہو۔ اسے صرف چھونا ہی کافی ہے۔ اگر یہ بغیر مشقت کے ممکن ہو اور اسے چومنا نہیں چاہیے۔ اگر مشقت ہو تو اسے چھونا مشروع نہیں۔ اپنے طواف میں بغیر اشارہ یا تکبیر کے ہی آگے چلتا جائے۔ (٦)

❑ یاد رہے کہ کعبہ کے چار کونے ہیں: حجر اسود، رکن یمانی، رکن شامی اور رکن عراقی۔ حجر اسود اور رکن یمانی کو "رکنین یمانیین" اور رکن شامی اور رکن عراقی کو "رکنین شامیین" کہتے ہیں۔

---

(١) [احمد (١٠٨/٢)، (٣٣/٢)]

(٢) [بخاری (١٦١٣) کتاب الحج : باب التكبير عند الركن]

(٣) [مسند احمد (٢٨/١) عبد الرزاق (٨٩١٠) بیهقی (٨٠/٥)]

(٤) [بخاری (١٦٠٩) کتاب الحج : باب من لم يستلم الركنين اليمانيين، مسلم (١٢٦٧) ابو داود (١٨٧٤)]

(٥) [حسن : إرواء الغليل (١١١٠) نسائی (٢٩٤٧) حاکم (٤٥٦/١) بیهقی (٨٠/٥) ابو داود (١٨٧٦)]

(٦) [فتاوى ابن باز، مترجم (١٣٤/١)]

حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ مَسْحَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ يَحُطُّ الْخَطَايَا حَطًّا﴾ ''رکن یمانی اور حجر اسود کو چھونا خطاؤں کو گرا دیتا ہے۔''(۱)

طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعتوں کی ادائیگی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿... ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ : " وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى" فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ...﴾ ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی دائیں جانب چلے اور تین چکروں میں ہلکی ہلکی دوڑ لگائی اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ پھر مقامِ ابراہیم پر آئے اور یہ آیت تلاوت کی ''مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ'' پھر دو رکعتیں ادا کیں اور مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔ پھر دو رکعتوں کی ادائیگی کے بعد حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر صفا کی طرف نکل گئے۔ میرا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''(۲)

امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ ان دو رکعتوں کو سنت جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ انہیں واجب کہتے ہیں۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے انہیں سنتِ مؤکدہ کہا ہے۔(۳)

- ❑ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکعتوں میں دن کو جہری قراءت کی لہٰذا ان میں دن اور رات میں جہری قراءت کرنا ہی مسنون ہے۔(٤)

طواف کی رکعتوں میں مسنون قراءت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کیں تو ان میں سورۂ فاتحہ کے بعد (پہلی رکعت میں) سورۂ کافرون اور (دوسری رکعت میں) سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائی۔(٥)

مقام ابراہیم کی دو رکعتوں کے بعد آبِ زمزم پینا

مقامِ ابراہیم میں دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کے کنوئیں کی طرف گئے اور اس سے پانی پیا' مزید کچھ پانی سر پر بھی ڈالا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔(٦)

آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ﴾

---

(۱) [صحيح : صحيح الجامع (٢١٩٤) نسائی (٢٩١٩) ترمذی (٩٥٩) عبد بن حميد (٨٣١)]

(۲) [صحيح : صحيح ترمذی ' ترمذی (٨٥٦) كتاب الحج : باب ما جاء كيف الطواف]

(۳) [نيل الأوطار (٤٠١/٣) المغنی (٢٣٢/٥)] (٤) [الروضة الندية (٦٢٧/١)]

(٥) [مسلم (١٢١٨) كتاب الحج : باب حجة النبی ' احمد (٣٢٠/٣) ابن ماجه (٣٠٧٤)]

(٦) [حجة النبی للألبانی (ص/٥٨)]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو آبِ زمزم پلایا اور آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔''(۱)

آبِ زمزم کی فضیلت

❶ جس نیک مقصد کے لیے آبِ زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ ﴾ ''جس (نیک) مقصد کے لیے آبِ زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔''(۲)

❷ آبِ زمزم روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴿ خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطَّعْمِ وَشِفَاءٌ مِنَ السُّقْمِ ﴾ ''روئے زمین پر بہترین پانی آبِ زمزم ہے۔ اس میں بھوکے کی خوراک اور بیمار کی شفا ہے۔''(۳)

❸ آبِ زمزم کے ساتھ آپ ﷺ کا سینہ مبارک دھویا گیا تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب میں مکہ میں تھا تو میری (گھر کی) چھت کھلی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اسے انہوں نے میرے سینے میں ڈال دیا اور پھر سینہ بند کر دیا۔ اب وہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر آسمانِ دنیا کی طرف لے چلے۔ آسمانِ دنیا کے داروغہ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا' دروازہ کھولو۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ تو جواب میں کہا' جبرئیل ہوں۔''(۴)

حسبِ امکان ملتزم کو چمٹ کر دعا و فریاد کرے

''ملتزم'' سے مراد حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کا درمیانی حصہ ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ﴿ هَذَا الْمُلْتَزَمُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ ﴾ ''یہ ہے ملتزم' حجر اسود اور (بیت اللہ کے) دروازے کے درمیان۔''(۵)

اس جگہ کو چمٹنا' اپنے ہاتھ' بازو' چہرے اور سینے کو اس پر لگا کر دعا و فریاد کرنا مسنون ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ اپنا سینہ' اپنا چہرہ' اپنے بازو اور اپنی ہتھیلیاں حجر اسود اور (بیت اللہ کے) دروازے کے درمیان رکھتے تھے یعنی دورانِ طواف۔''(۶) عمرو بن شعیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم سات چکروں سے فارغ ہوئے تو

(۱) [بخاری (۱٦۳۷) کتاب الحج : باب ما جاء فی زمزم' مسلم (۲۰۲۷) ترمذی (۱۸۸۲)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجه (۲٤۸٤) کتاب المناسك : باب الشرب من زمزم' ابن ماجه (۳۰٦۲)]

(۳) [حسن : السلسلة الصحیحة (۱۰۵٦)]

(٤) [بخاری (۱٦۳٦) کتاب الحج : باب ما جاء فی زمزم]

(۵) [صحیح : الصحیحة (تحت الحدیث / ۲۱۳۸) مصنف عبد الرزاق (۹۰٤۷)]

(٦) [حسن : الصحیحة (۲۱۳۸)]

ہم نے کعبہ کے پیچھے رکعتیں ادا کیں۔ میں نے کہا' کیا ہم آگ سے اللہ کی پناہ نہیں مانگ سکتے؟ انہوں نے کہا' میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ چلے' حجر اسود کا بوسہ لیا' پھر حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنے سینے' اپنے ہاتھ اور اپنے رخسار کو اس کے ساتھ ملا لیا۔ پھر کہا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (۱) نیز حضرت عروہ رحمہ اللہ کے متعلق مروی ہے کہ ''وہ اپنا سینہ' اپنا ہاتھ اور اپنا پیٹ بیت اللہ کے ساتھ ملا لیا کرتے تھے۔'' (۲)

بوقت ضرورت سوار ہو کر بھی طواف کیا جا سکتا ہے

(1) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿... طُوْفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَ أَنْتِ رَاكِبَةٌ ...﴾ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا' پھر تم لوگوں کے پیچھے سے سوار ہو کر طواف کر لو۔ چنانچہ میں نے جب طواف کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے ایک جانب (دوران نماز) سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔'' اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے کہ ((الْمَرِيضُ يَطُوفُ رَاكِبًا)) ''بیمار سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے۔'' (۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى بَعِيْرٍ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔'' (٤)

(شیخ عبداللہ بسام) بوقت ضرورت سوار ہو کر طواف کرنا بھی جائز ہے۔ (٥)

پیدل حج کی فضیلت میں ایک ضعیف روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ لِلْحَاجِّ الرَّاكِبِ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوْهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً ' وَالْمَاشِيْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ﴾ ''بے شک سوار حاجی کے لیے اس کی سواری کے اٹھائے ہوئے ہر قدم کے بدلے 70 نیکیاں ہیں اور پیدل چلنے والے کے لیے ہر قدم کے بدلے 700 نیکیاں ہیں۔'' (٦)

(شیخ البانی رحمہ اللہ) یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے جبکہ یہ صحیح ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سوار ہو کر حج کیا اور اگر پیدل حج افضل ہوتا تو لازماً آپ اسی کو اختیار کرتے۔ اسی لیے جمہور علما نے یہ موقف اپنایا ہے کہ سوار ہو کر حج افضل ہے۔ جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ (٧)

---

(١) [**صحيح** : صحيح ابن ماجه (٢٣٩٧) كتاب المناسك : باب الملتزم ' ابن ماجه (٢٩٦٢)]
(٢) [**صحيح** : الصحيحة (تحت الحديث / ٢١٣٨) رواه عبد الرزاق بسند صحيح]
(٣) [بخاري (١٦٣٣) كتاب الحج : مسلم (١٢٧٦) ابو داود (١٨٨٢) ابن ماجة (٢٩٦١)]
(٤) [بخاري (١٦٣٢) كتاب الحج : باب المريض يطوف راكبا ' مسلم (١٢٧٢) ابو داود (١٨٧٧)]
(٥) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (١٤٦/٤)] (٦) [**ضعيف** : السلسلة الضعيفة (٤٩٦)]
(٧) [نظم الفرائد (١/٥٥١)]

دورانِ طواف حسب ضرورت گفتگو کرنا جائز ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... ثُمَّ قَالَ : قُدْهُ بِيَدِهِ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ ایک دوسرے شخص کے ہاتھ سے تسمہ یا رسی یا کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے کاٹ دیا اور پھر فرمایا کہ اگر ساتھ ہی چلنا ہے تو ہاتھ پکڑ کے چلو۔'' (١)

(2) ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ ﴾ ''بیت اللہ کا طواف نماز (کی مانند) ہے لہٰذا (اس میں) کم گفتگو کرو۔'' (٢)

(شیخ سلیم ہلالی) دورانِ طواف خیر و بھلائی کا کلام کرنا جائز ہے۔ (٣)

اگر کسی کو طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے

ایسا شخص کم تعداد پر یقین رکھ کر باقی چکر پورے کرلے جیسا کہ نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ (٤) لیکن اتنا یاد رہے کہ نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سہو کے دو سجدے کرنے پڑتے ہیں جبکہ طواف کے چکروں میں شک کی صورت میں نہ تو کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی دم۔

اگر دورانِ طواف کوئی شرعی عذر پیش آ جائے

امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿ قَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَطُوفُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ : إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ ' وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ﴾ ''عطاء رحمہ اللہ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو طواف کر رہا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے یا اسے اس کی جگہ سے ہٹا دیا جائے (فرمایا کہ) ایسا شخص وہیں سے چکروں کی ابتدا کرے جہاں سے چھوڑے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔'' (٥)

قارن کے لیے ایک طواف اور ایک سعی ہی کافی ہے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَجْزَأَهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَسَعْيٌ وَاحِدٌ مِنْهُمَا حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا ﴾ ''جس نے حج اور عمرے کا (اکٹھا) احرام باندھا اسے ان دونوں سے ایک طواف اور ایک سعی ہی کافی ہو جائے گی حتی کہ وہ ان دونوں سے اکٹھا حلال ہو جائے۔'' (٦)

---

(١) [بخاری (١٦٢٠) كتاب الحج]

(٢) [صحيح : صحيح نسائی (٢٧٣٥) كتاب مناسك الحج ، نسائی (٢٩٢٥)]

(٣) [موسوعة المناهي الشرعية (١٢٨/٢)]

(٤) [حسن : الصحيحة (٣٤١/٣)'(١٣٥٦) ترمذی (٣٩٨) ابن ماجة (١٢٠٩) حاكم (٣٢٤/١)]

(٥) [بخاری (قبل الحديث / ١٦٢٣) كتاب الحج : باب إذا وقف في الطواف]

(٦) [صحيح : صحيح ترمذی (٧٥٦) صحيح ابن ماجة (٢٤٠٩) ترمذی (٩٤٨) ابن ماجة (٢٩٧٥)]

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا ﴿ يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ ﴾ ''تمہیں حج اور عمرے کے لیے (ایک ہی) طواف کافی ہو جائے گا۔'' (۱)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے لیے ایک ہی طواف کیا۔'' (۲)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے صفا و مروہ کے درمیان صرف ایک ہی طواف کیا۔'' (۳)

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ إِنَّ الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾ ''بلاشبہ جن لوگوں نے حج اور عمرے کو اکٹھا کیا تھا (قران کیا) انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔'' (٤)

معلوم ہوا کہ قارن کے لیے حج و عمرہ دونوں کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ جمہور، امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قارن کے لیے دو طواف اور دو سعی لازم ہیں۔ (٥) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ہم رائے حضرات کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایات ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں اور گزشتہ صحیح احادیث کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ (٦)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی بھی صحابی سے اس مسئلے (یعنی قارن کے لیے دو طواف اور دو سعی لازم ہیں) میں کچھ بھی صحیح ثابت نہیں۔ (٧) علاوہ ازیں نواب صدیق حسن خان، علامہ عبدالرحمن مبارکپوری اور شیخ عبداللہ بسام رحمہم اللہ نے جمہور کے موقف کو ہی ترجیح دی ہے۔ (٨)

حاجی وغیرہ کے لیے کعبہ میں داخل ہو کر نماز ادا کرنا مستحب ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن آئے اور کعبہ کے صحن میں اترے اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا بھیجا تو وہ چابی لائے اور دروازہ کھولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 'حضرت بلال' حضرت اسامہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے۔ آپ دروازہ بند کرنے کا حکم دیا تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھول دیا تو میں سب لوگوں سے پہلے آپ سے کعبہ کے باہر ملا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے۔ میں

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۱) کتاب الحج: باب بیان وجوه الإحرام' مسند احمد (۱۲٤/٦)]
(۲) [بخاری (۱٦۹۳) کتاب الحج: باب من اشتری الهدی من الطریق' مسلم (۱۲۳۰)]
(۳) [مسلم (۱۲۱۵) کتاب الحج: باب بیان وجوه الإحرام' ابو داود (۱۸۹۵) ترمذی (۹٤۷)]
(٤) [بخاری (۱٦۳۸) کتاب الحج: باب طواف القارن]
(٥) [شرح مسلم للنووی (٤٢٤/٤) تحفة الأحوذی (۸۳٦/۳) نیل الأوطار (٤۳٤/۳) المغنی (۳۱٥/٥)]
(٦) [فتح الباری (۳۰۱/٤)] (٧) [المحلی بالآثار (۱۸٤/٥)]
(٨) [الروضة الندية (٦۲۳/۱) تحفة الأحوذی (۸۳۸/۳) توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۱۹۱/٤)]

نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ میں نے کہا' کہاں؟ انہوں نے کہا' دوستونوں کے درمیان اور میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔'' (۱)

سعی

صفاومروہ کی سعی

طواف کے اعمال سے فارغ ہوکر حاجی اور معتمر ''صفاومروہ'' کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے گا۔ اسی کا نام ''سعی'' ہے۔ یہ حج وعمرہ کا رکن ہے اور اس کے بغیر نہ تو حج ہوتا ہے اور نہ ہی عمرہ۔

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرۃ : ۱۵۸] ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔''

(2) حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿... وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا﴾ ''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں' اس لیے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے ان کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' اللہ کی قسم! پھر تو کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی صفاومروہ کی سعی نہ کرنا چاہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! تم نے یہ بری بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مطلب اگر یہ ہوتا تو قرآن میں یوں نازل ہوتا ''ان کا طواف نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' بات یہ ہے کہ یہ آیت تو انصار کے لیے اتری تھی جو اسلام سے پہلے منات بت کے نام پر' جو مشلل میں رکھا ہوا تھا اور جس کی یہ پوجا کیا کرتے تھے' احرام باندھتے تھے۔ یہ لوگ جب (زمانہ جاہلیت میں) احرام باندھتے تو صفاومروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اب جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم صفاومروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ ''صفاومروہ اللہ کی نشانیاں ہیں'' آخر آیت تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''رسول اللہ نے ان دو پہاڑیوں کے درمیان سعی کی سنت جاری کردی ہے۔ اس لیے کسی کے لیے جائز نہیں کہ اسے ترک کرے۔'' (۲)

---

(۱) [مسلم (۱۳۲۹) کتاب الحج : باب فی دخول الکعبة والصلاة فیها والدعاء' بخاری (۵۰۵)]

(۲) [بخاری (۱٦٤۳) کتاب الحج : باب وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر الله' مسلم (۱۲۷۷)]

صفا ومروہ کی سعی کے لیے باب صفا سے داخل ہونا

یہ عمل مسنون ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ بھی اسی دروازے سے سعی کے لیے صفا پہاڑی پر گئے تھے۔(۱)

صفا کے قریب یہ کلمات کہے جائیں

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ، أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ ﴾ ''یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں (اور) میں بھی وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔'' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل ہے۔(۲)

صفا پہاڑی پر چڑھ کر کیا کرے؟

* صفا پہاڑی پر چڑھ کر کعبہ کی طرف رخ کرے اور تین مرتبہ تکبیر کہے۔
* پھر تین مرتبہ یہ کلمات کہے ﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، اسی کی تعریف ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی۔''
* یہ کلمات کہہ کر حسبِ منشاء دیگر دعائیں بھی مانگی جا سکتی ہیں۔(۳)

سعی کرتے ہوئے مروہ کی طرف

* صفا پہاڑی پر مذکورہ بالا اعمال سرانجام دے کر مروہ کی طرف روانہ ہو۔
* بطنِ وادی میں پہنچ کر دو سبز نشانات کے درمیان ہلکی ہلکی دوڑ لگائے۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ ﷺ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾ ''جب آپ ﷺ صفا ومروہ کی سعی کرتے تو نالے کے نشیب میں دوڑ لگاتے۔''(٤)

(2) حضرت اُم ولد شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ صفا ومروہ کے درمیان دوڑ لگا رہے تھے۔''(٥)

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي] (۲) [أيضا]

(۳) [أيضا ، مسلم (۱۷۸۰) كتاب الجهاد والسير : باب فتح مكة ، ابو داود (۱۸۷۲) ابن خزيمة (۲۷۵۸)]

(٤) [بخاري (١٦٤٤) كتاب الحج : باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة ، مسلم (١٢٦١)]

(٥) [صحيح : الصحيحة (٢٤٣٧) صحيح ابن ماجه (٢٤١٩) صحيح نسائي (٢٧٨٩) ابن ماجه (٢٩٨٧)]

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى صَعِدَتَا مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ ﴾ ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بطنِ وادی میں پہنچے تو آپ نے دوڑ لگائی حتیٰ کہ آپ کے قدم پہاڑی پر چڑھنے لگے تو آپ عام رفتار سے چلنے لگے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے۔'' (۱)

دوڑنے کا حکم صرف مردوں کے لیے ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ سَعْيٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾ ''عورتیں بیت اللہ اور صفا ومروہ کے چکروں میں دوڑ نہیں لگائیں گی۔'' (۲)

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کا طواف اور ان کی سعی صرف چلنا ہی ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ عورتوں پر نہ تو بیت اللہ کے گرد دوڑ لگانا لازم ہے اور نہ ہی صفا ومروہ کے درمیان۔ ان پر اضطباع کی کیفیت اختیار کرنا بھی نہیں ہے۔ جمہور کی بھی یہی رائے ہے۔ (۳)

بوڑھے اور بیمار حضرات اگر دوڑ نہ لگائیں تو کوئی حرج نہیں

کثیر بن جہمان سلمی بیان کرتے ہیں کہ ﴿ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي فِي الْمَسْعَى ... ﴾ ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو سعی (دوڑ) کی جگہ میں چلتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ صفا ومروہ کے درمیان دوڑ کی جگہ میں چل رہے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر میں نے دوڑ لگائی ہے تو اس لیے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور اگر میں چلا ہوں تو بھی اس لیے کہ میں نے آپ کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اور (اب) میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔'' (٤)

بوقتِ عذر سوار ہو کر بھی سعی کی جا سکتی ہے

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ﴿ ... كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ أَفْضَلُ ﴾ ''میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے صفا ومروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کرنے کے بارے میں بتائیے کہ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کے ساتھی اسے سنت کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی۔ میں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی ایسی بھیڑ ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لوگوں کو مارا نہیں جاتا تھا (یعنی آج کل کے حکمرانوں کی طرح لوگوں کو دور نہیں بھگایا جاتا تھا) پھر جب لوگوں کی بھیڑ زیادہ

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(۲) [السنن الكبرى للبيهقي (۱۸۵/۱) '(۹۳٦۷) كتاب الحج : باب لا رمل على النساء]

(۳) [المغني لابن قدامة (۳۹٤/۳) المجموع للنووي (۷٥/۸)]

(٤) [**صحيح** : صحيح ابن خزيمة (۲۷۷۰ـ۲۷۷۱) كتاب الحج : باب ذكر الدليل على أن السعي ذكرت]

ہو گئی تو آپ سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (مراد یہ ہے کہ اتنا جھوٹ ہے کہ اگر بوقتِ ضرورت کوئی کام کیا جاتا تھا تو اسے بلاضرورت بھی سنت کہہ دیا لیکن اتنا سچ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے تھے لیکن ضرورت کے تحت)۔''(۱)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے صفا ومروہ کے درمیان سوار ہو کر بھی چکر لگائے جا سکتے ہیں۔(۲)

(نووی رحمہ اللہ) یہی بات جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے' متفق علیہ ہے۔ اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ صفا ومروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ (قدموں پر) چلنا اس سے افضل ہے۔ ہاں اگر کوئی عذر ہو (تو سوار ہونے میں بھی کوئی قباحت نہیں)۔(۳)

دورانِ سعی ذکر و دعائیں

سعی کے دوران صرف ایک خاص دعا ثابت ہے اور وہ یہ ہے ﴿رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ﴾ ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی عزت و تکریم والا ہے۔''(٤)

علاوہ ازیں اگر دیگر دعائیں' ذکر و اذکار' تلاوتِ قرآن اور درود شریف وغیرہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ ''بیت اللہ کا طواف' صفا ومروہ کی سعی اور رمیٔ جمار کو صرف ذکرِ الٰہی کے قیام کے لیے ہی مقرر کیا گیا ہے۔''(٥)

(شیخ حسین بن عودہ) سعی کرنے والے کے لیے مسنون ہے کہ وہ صفا ومروہ کے درمیان اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرے' اللہ کا ذکر کرے' اس سے استغفار کرے اور تلاوتِ قرآن کرے۔(٦)

مروہ پر پہنچ کر کیا کرے؟

مروہ پر پہنچے گا تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ مروہ پر پہنچنے کے بعد بھی وہی کچھ کرے گا جو کچھ صفا پر کیا تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا﴾ ''آپ ﷺ نے مروہ پر بھی وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا۔''(۷)

- ❑ مروہ سے پھر صفا کی طرف اور صفا سے پھر مروہ کی طرف جائے حتی کہ مروہ پر ساتواں چکر مکمل کر دے۔

---

(۱) [مسلم (١٢٦٤) كتاب الحج : باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة' ابو داود (١٨٨٥)]

(۲) [نيل الأوطار (٤٠٠/٣)] (۳) [شرح مسلم للنووي (١٥٤/٥)]

(٤) [مناسك الحج والعمرة (ص / ٢٧)]

(٥) [**صحيح** : صحيح ابن خزيمة (٢٧٣٨) ابو داود (١٨٨٨) كتاب المناسك : باب في الرمل]

(٦) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٧٦/٤)]

(٧) [مسلم (١٢١٨) كتاب الحج : باب حجة النبي]

اگر سعی کے دوران وضوء ٹوٹ جائے

تو دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سعی کے لیے وضوء افضل تو ہے لیکن واجب یا شرط نہیں۔

(سید سابق رحمہ اللہ) اکثر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے طہارت شرط نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (جبکہ وہ حائضہ ہوگئی تھیں) فرمایا تھا ﴿ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي ﴾ ”تم حجاج والے تمام افعال سرانجام دو البتہ جب تک حیض سے پاک نہ ہو جاؤ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔“ (۱)

یعنی ناپاکی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بیت اللہ کے طواف سے منع فرمایا صفا و مروہ کی سعی سے نہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ صفا و مروہ کی سعی کے لیے طہارت شرط یا واجب نہیں۔

کیا حیض اور نفاس والی عورت بھی سعی کرے گی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبکہ وہ حائضہ تھیں، سوائے طواف بیت اللہ کے حاجیوں کے تمام افعال سرانجام دینے کا حکم دیا تھا اور نفاس والی عورت کا بھی وہی حکم ہے جو حائضہ کا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حیض و نفاس والی خواتین بھی سعی کر سکتی ہیں۔ لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ آج کل صفا و مروہ کو بھی مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا ہے جس وجہ سے حائضہ طوافِ بیت اللہ کے ساتھ ساتھ سعی بھی نہیں کر سکتی۔

اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے

تو ایسی صورت میں طواف کی طرح کم تعداد پر یقین رکھ کر باقی چکر پورے کر لے۔

اگر دورانِ سعی کوئی عذر پیش آ جائے

مثلاً کسی فرض نماز کا وقت ہو جائے یا پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو سعی کا سلسلہ منقطع کر دے اور اپنی حاجت پوری کر لے لیکن جب عذر ختم ہو جائے تو دوبارہ وہیں سے چکر شروع کر دے جہاں سے منقطع کیے تھے۔

(سید سابق رحمہ اللہ) انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَأَعْجَلَهُ الْبَوْلُ ، فَتَنَحَّى وَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ قَامَ ، فَأَتَمَّ عَلَى مَا مَضَى ﴾ ”وہ صفا و مروہ کے درمیان چکر لگا رہے تھے کہ انہیں پیشاب کی حاجت ہوئی۔ چنانچہ وہ (سعی چھوڑ کر) چلے گئے۔ پھر (واپس آئے) پانی منگوایا اور وضوء کیا۔ پھر اپنے باقی چکر پورے کیے۔“ (۲)

اگر طواف کے بعد سعی میں تاخیر ہو جائے

تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

---

(۱) [فقه السنة (۱/۴۸۹)]

(۲) [رواه سعيد بن منصور كما في فقه السنة (۱/۴۸۹)]

(احمد رحمہ اللہ) طواف کے بعد شام تک سعی میں تاخیر ہو جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔(١)

(سید سابق رحمہ اللہ) انہوں نے نقل فرمایا ہے کہ ((كَانَ عَطَاءٌ وَ الْحَسَنُ لَا يَرَيَانِ بَأْسًا ۔ لِمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أَوَّلَ النَّهَارِ ۔ أَنْ يُؤَخِّرَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ إِلَى الْعَشِيِّ)) "عطاء رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ ایسے شخص کے لیے شام تک صفا ومروہ کی سعی مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ جس نے دن کی ابتداء میں طواف کر لیا ہو۔"(٢)

اعمالِ سعی سے فارغ ہو کر حجامت بنوانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف مفرد حج کا احرام باندھا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ﴿ أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ " وَ قَصِّرُوا " ﴾ "(عمرے کا احرام باندھ لو اور) بیت اللہ کے طواف اور صفا ومروہ کی سعی کے بعد احرام کھول ڈالو اور بال ترشوالو (یوں اپنے حج مفرد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی اب تمتع بنالو)۔"(٣)

- ❏ بال کٹوانا اور منڈوانا دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ منڈوانا افضل ہے۔
- ❏ حج افراد یا حج قران کرنے والے منیٰ جانے سے قبل سعی کر لیں تو نہ بال منڈوائیں اور نہ احرام کھولیں۔
- ❏ خواتین بال نہیں منڈوائیں گی بلکہ آخر سے کچھ کاٹ لیں گی۔

حجامت کے بعد احرام کھولنا

عمرہ یا حج تمتع کرنے والے حضرات حجامت بنوا کر احرام کھول دیں۔ اب ان کے لیے وہ سب کچھ حلال ہو جائے گا جو احرام کی وجہ سے حرام ہوا تھا۔ نیز ان کا عمرہ مکمل ہو چکا ہے۔

عمرہ کرنے والے پر طواف وداع واجب نہیں

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٤)

(سعودی مجلس افتاء) طواف وداع حاجی پر واجب ہے' عمرہ کرنے والے پر نہیں کیونکہ اس پر طواف وداع کے وجوب کی کوئی دلیل موجود نہیں۔(٥)

---

(١) [المغني لابن قدامة (٢٩٨/٥)] (٢) [فقه السنة (٤٨٩/١)]

(٣) [بخاري (١٥٦٨) كتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد ' مسلم (١٢١٦) نسائي (٢٠٢/٥)]

(٤) [فتاوى اسلامية (٣٠٣/٢)]

(٥) [أيضا]

باب أحكام أيام الحج — ایامِ حج کے احکام کا بیان

ایامِ حج سے مراد 8 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک کے دن ہیں۔

8 ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانگی

* حج تمتع کرنے والے حضرات 8 ذوالحجہ کے روز مکہ میں اپنی رہائش گاہوں سے ہی حج کا نیا احرام باندھیں اور تلبیہ پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں۔
* جبکہ حج افراد یا حج قران کرنے والے میقات سے باندھے ہوئے اپنے پہلے احرام میں ہی منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا ﴾ ''جو لوگ میقات کے اندر رہوں وہ اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھیں حتی کہ اہل مکہ مکہ سے ہی احرام باندھیں۔''(۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ طوافِ بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد بال ترشوا کر احرام اتار دو ﴿ ثُمَّ أَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوْا بِالْحَجِّ ﴾ ''پھر غیر محرم ہی رہو حتی کہ جب یوم الترویہ (یعنی 8 ذوالحجہ) ہو تو حج کا احرام باندھو۔''(۲)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَحْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى قَالَ : فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ ﴾ ''جب ہم نے احرام اتار دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب (8 ذوالحجہ کے روز) ہم منیٰ کی طرف جائیں تو احرام باندھ لیں۔ لہٰذا ہم نے وادی ابطح سے احرام باندھا۔''(۳)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) 8 ذوالحجہ کے روز اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھ لیا جائے گا۔(٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) منیٰ جاتے ہوئے کثرت کے ساتھ دعائیں کرنا اور تلبیہ پکارنا مستحب ہے۔(٥)

(شیخ حسین بن عودہ) 8 ذوالحجہ کے روز (حج تمتع کرنے والا نیا) احرام باندھے، حج کا تلبیہ پکارے اور وہ تمام کام کرے جو اس نے میقات سے احرام باندھتے وقت کیے تھے یعنی غسل کرنا، خوشبو لگانا، تہبند اور چادر پہننا اور تلبیہ پکارنا۔ تلبیہ پکارنا جمرۂ عقبہ کی رمی تک ختم نہ کرے۔(٦)

منیٰ پہنچنے کا وقت

نماز ظہر سے پہلے پہلے منیٰ پہنچ جانا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر منیٰ میں جا کر ادا فرمائی تھی۔(۷) صحیح

---

(۱) [بخاری (۱۵۲٦) کتاب الحج : باب مهل أهل الشام ' مسلم (۱۱۸۱) ابو داود (۱۷۳۸)]
(۲) [بخاری (۱۵٦۸) کتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج ' مسلم (۱۲۱٦)]
(۳) [مسلم (۱۲۱٤) کتاب الحج : باب بیان وجوب الإحرام...... ' أحمد (۳۱۸/۳) ابن خزیمة (۲۷۹٤)]
(٤) [فتاوی اسلامیة (۲۱۹/۲)] (٥) [فقه السنة (٤۹۲/۱)]
(٦) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۷۹/٤)] (۷) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی]

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں ''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز یوم الترویہ یعنی 8 ذوالحجہ کو کہاں پڑھی تھی؟ اگر آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد ہے تو مجھے بتایئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ منیٰ میں۔''(۱)

❑ یاد رہے کہ منیٰ کی طرف روانہ ہونے کا کوئی خاص وقت متعین نہیں' 8 ذوالحجہ کی فجر کے بعد کسی وقت بھی منیٰ کی طرف روانہ ہوا جا سکتا ہے۔

منیٰ میں پانچ نمازوں کی ادائیگی

منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور وہیں رات گزار کر اگلے روز فجر کی نماز ادا کرنا مسنون ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ ... فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ ' وَالْعَصْرَ ' وَالْمَغْرِبَ ' وَالْعِشَاءَ ' وَالْفَجْرَ ﴾ ''جب ترویہ کا دن (یعنی 8 ذوالحجہ) ہوا تو لوگ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار تھے' پھر آپ نے وہاں ظہر' عصر' مغرب' عشا اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں۔''(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى خَمْسَ صَلَوَاتٍ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔''(۳)

❑ یاد رہے کہ منیٰ میں پانچ نمازوں کی ادائیگی مسنون ہے' واجب نہیں۔ اگر کوئی 8 ذوالحجہ کے روز منیٰ نہ جائے بلکہ 9 ذوالحجہ کو سیدھا میدانِ عرفات چلا جائے تو اس کا حج صحیح ہوگا۔ اس پر نہ تو کوئی فدیہ ہوگا اور نہ کوئی دم۔

نمازوں میں قصر کرنا

ظہر' عصر اور عشاء کی نماز تمام حجاجِ کرام خواہ وہ مکہ کے رہائشی ہوں یا آفاقی' اپنے اپنے وقت میں قصر کر کے ادا کریں گے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى وَ النَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوْا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ﴾ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حجۃ الوداع کے موقع پر نماز پڑھی۔ اس وقت آپ کے ساتھ بہت زیادہ (مقامی وغیر مقامی ہر طرح کے) لوگ تھے۔ آپ نے (سب کو) حجۃ الوداع میں دو رکعت (یعنی قصر) نماز پڑھائی۔''(٤)

9 ذوالحجہ کو عرفات کی طرف روانگی

9 ذوالحجہ یعنی عرفہ کے دن حجاج کرام سورج طلوع ہونے کے بعد میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اسی طرح کیا تھا۔(٥)

---

(۱) [بخاری (۱٦٥۳) کتاب الحج : باب أين يصلى الظهر يوم التروية' مسلم (۱۳۰۹) ابو داود (۱۹۱۲)]

(۲) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی' ابو داود (۱۹۰٥)]

(۳) [مسند احمد (۲٥٥/۱)] (٤) [مسلم (٦۹٦) کتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب قصر الصلاة بمنى]

(٥) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی]

عرفات جاتے ہوئے راستے میں تکبیر وتہلیل اور تلبیہ کہنا

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ ، مِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ ﴾ ''ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ پکار رہے تھے اور کچھ تکبیریں کہہ رہے تھے۔''(۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ ﴾ ''ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ کہتے تھے' اسے بھی برا نہیں سمجھا جاتا تھا اور بعض ہم میں تکبیریں کہتے تھے انہیں بھی برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔''(۲)

عرفات پہنچ کر خطبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میدانِ عرفات پہنچ کر وادیٔ نمرہ میں آرام فرمایا' پھر جب سورج ڈھل گیا ﴿ فَخَطَبَ النَّاسَ ﴾ ''تو لوگوں کو خطبہ دیا۔'' پھر ظہر وعصر کی نمازیں ادا کیں۔البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ﴾ ''آپ ﷺ نے ظہر وعصر کی نمازوں کو جمع کیا پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔''(۳) اس تعارض کا حل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث کو سنن ابی داود کی حدیث پر ترجیح حاصل ہے۔یعنی خطبہ نمازوں سے پہلے دینا ہی راجح ہے۔

(البانی رحمہ اللہ) انہوں نے بھی خطبے کو نمازوں سے پہلے ہی ذکر کیا ہے۔(٤)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) سنت یہ ہے کہ امام ظہر وعصر کی نمازوں سے پہلے خطبہ دے۔(٥)

❑ دورانِ خطبہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے خونوں اور ان کے مالوں کی حرمت وتقدس کو شہر مکہ' ماہ ذی الحجہ اور یوم عرفہ کی حرمت کے مساوی قرار دیا۔جاہلیت کے بعض فاسد اعمال اور رسوم ورواج کا خاتمہ کیا' بیویوں سے حسن سلوک کی تلقین اور میاں بیوی کے بعض باہمی حقوق کی نشاندہی کی۔کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا' راہ راست پر قائم رہنے کا ذریعہ بتلایا۔مزید برآں لوگوں سے تبلیغ رسالت کا اقرار کرایا اور آسمان کی طرف شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے فرمایا ﴿ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ﴾ ''اے اللہ! تو گواہ ہوجا' اے اللہ! تو گواہ ہوجا۔''(٦)

ظہر وعصر کی نمازیں جمع وقصر کے ساتھ ادا کرنا اور ان کے درمیان نفل نہ پڑھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ

(۱) [مسلم (١٢٨٤) كتاب الحج : باب التلبية والتكبير في الذهاب ... ، ابو داود (١٨١٦) نسائي (٢٩٩٨)]
(۲) [بخاري (١٦٥٩) كتاب الحج : باب التلبية والتكبير إذا غدا من منى إلى عرفة ' مسلم (١٢٨٥)]
(۳) [حسن : صحيح ابو داود (١٦٨٤) كتاب المناسك : باب الرواح إلى عرفة ' ابو داود (١٩١٣)]
(٤) [حجة النبي (ص/٧١)] (٥) [سبل السلام (٩٧٨/٢)]
(٦) [حجة النبي للألباني (ص/٧١_٧٣)]

يُصَلِّ بَيْنَهُمَا ﴾ ''پھر (بلال رضی اللہ عنہ نے) اذان دی' پھر اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ پھر اقامت کہی تو نمازِ عصر ادا فرمائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔'' (۱)

وقوفِ عرفات

نمازوں کے بعد میدانِ عرفات میں وقوف کیا جائے گا۔ وقوفِ عرفات کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ ﴾ ''حج تو (وقوفِ) عرفات ہی ہے۔'' (۲)

اگر کوئی میدانِ عرفات میں دیر سے پہنچے

اگر کسی کو عرفات پہنچنے میں تاخیر ہو جائے اور وہ مزدلفہ میں 10 ذوالحجہ کی نمازِ فجر سے پہلے پہلے کچھ دیر عرفات میں وقوف کر آئے تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔ ارشادِ نبوی ہے کہ ﴿ فَمَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ ﴾ ''جو شخص مزدلفہ کی رات نمازِ فجر سے پہلے (عرفات) آ گیا یقیناً اس کا حج پورا ہو گیا۔'' (۳)

جائے وقوف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلِ رحمت کے قریب وقوف فرمایا تھا لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ سارے میدانِ عرفات میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود وضاحت فرمائی تھی کہ ﴿ وَقَفْتُ هَاهُنَا بِعَرَفَةَ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ ﴾ ''میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن عرفات سارا ہی جائے وقوف ہے۔'' (٤)

وقوف کے لیے قبلہ رخ ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے اور غروبِ آفتاب تک وقوف فرمایا۔'' (٥)

دورانِ وقوف ہاتھ اٹھا کر بکثرت دعائیں کرنا

میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہوئے کثرت سے دعائیں کرنی چاہییں کیونکہ یہ قبولیتِ دعا کا بہترین دن اور بہترین جگہ ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو ... ﴾ ''میں میدانِ عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (اونٹنی پر سوار) تھا۔ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اسی دوران اونٹنی جھکی تو نکیل آپ کے ہاتھ سے گر

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي] (۲) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٤٤۱)]

(۳) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٤٤۱) صحيح ابو داود (۱۷۰۳) ابن ماجة (۳۰۱۵) ابو داود (۱۹٤۹)]

(٤) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۰٦) كتاب المناسك : باب الصلاة بجمع' ابو داود (۱۹۳٦' ۱۹۳۷)]

(٥) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

گئی' تو آپ نے ایک ہاتھ سے اس کی نکیل تھامے رکھی اور دوسرا ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے رکھا۔''(۱)

عرفہ کے دن کی بہترین دعا

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ خَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ﴾ ''بہترین دعا یوم عرفہ کی ہے اور سب سے بہترین (کلمات) جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہے (وہ یہ ہیں) ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے' اسی کی تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''(۲)

یوم عرفہ کی فضیلت

❶ عرفہ کے روز بکثرت لوگوں کا جہنم سے آزاد ہونا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ إِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ : مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ ؟﴾ ''عرفہ کے علاوہ کوئی اور دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بہت قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان (حجاج) کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟۔''(۳)

❷ عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ﴾ ''مجھے امید ہے کہ عرفہ کے دن (یعنی نو ذوالحجہ) کا روزہ دو سال' ایک گزشتہ اور ایک آئندہ کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''(٤)

❑ یاد رہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ حجاجِ کرام کے لیے نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿يَوْمُ عَرَفَةَ وَ يَوْمُ النَّحْرِ وَ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ﴾ ''عرفہ کا دن' نحر کا دن اور ایامِ تشریق ہم اہل اسلام کے عید کے دن اور کھانے پینے کے دن ہیں۔''(٥)

مزدلفہ کی طرف روانگی

وقوف کا عمل شام تک جاری رہے گا اور پھر جب آفتاب غروب ہو جائے گا تو حاجی نمازِ مغرب ادا کیے بغیر مزدلفہ کی طرف روانہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔(٦)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح نسائی (۲۸۱۷) کتاب مناسك الحج : باب رفع اليدين في الدعاء بعرفة' نسائی (۳۰۱٤)]

(۲) [**حسن** : صحیح ترمذی' ترمذی (۳۵۸۵) کتاب الدعوات : باب في دعاء يوم عرفة' أحمد (۲۱۰/۲)]

(۳) [مسلم (۱۳٤۸) کتاب الحج : باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة' ابن ماجه (۳۰۱٤)]

(٤) [مسلم (۱۱٦۲) کتاب الصيام : باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر' أبو داود (۲۳۲۵)]

(٥) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۲۱۱٤) کتاب الصيام : باب صيام أيام التشريق' ابو داود (۲٤۱۹)]

(٦) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبي]

راستے میں اطمینان و وقار اختیار کرنا

مزدلفہ جاتے ہوئے راستے میں اطمینان و سنجیدگی کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے مزدلفہ جا رہے تھے تو اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت فرما رہے تھے ﴿أَيُّهَا النَّاسُ ! السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ﴾ ''اے لوگو! آہستہ آہستہ چلو۔''(۱) ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿... أَيُّهَا النَّاسُ ، عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ﴾ ''عرفہ کے دن (میدانِ عرفات سے) وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے کہ آپ نے پیچھے سخت شور اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ نے ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا' لوگو! آہستگی اور وقار اپنے اوپر لازم کر لو' یقیناً (اونٹوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔''(۲)

حضرت عروہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا' اور میں وہیں بیٹھا تھا' کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے رسول اللہ ﷺ کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ درمیانی چال چلتے اور جب میدان صاف ہوتا تو سواری کو تیز چلاتے۔''(۳)

تلبیہ پکارتے رہنا

دورانِ راہ تلبیہ بھی پکارتے رہنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے تلبیہ کا عمل جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک جاری رکھا تھا اور جمرۂ عقبہ کی رمی یومِ عرفہ سے اگلے روز یوم النحر یعنی 10 ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد کی جاتی ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب و عشاء کی اکٹھے ادائیگی

مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے ادا کرنی چاہیے۔ دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور دو اقامتیں کہنی چاہییں اور عشاء کی نماز دو رکعت (یعنی قصر) ادا کرنی چاہیے۔ ان نمازوں کے درمیان سنتیں یا نوافل ادا نہیں کرنے چاہییں۔ جیسا کہ حدیث جابر میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو آپ نے وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھی۔''(۴)

رات سو کر گزارنا

9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی شب مزدلفہ میں گزارنا ضروری ہے اور اس رات عبادت کرنا یا تہجد وغیرہ کا اہتمام کرنا مسنون نہیں بلکہ یہ رات سو کر گزارنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نمازیں ادا فرمالیں تو ﴿ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ﴾ ''پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔''(۵)

---

(۱) [أيضا]

(۲) [بخاری (۱۶۷۱) كتاب الحج : باب أمر النبي بالسكينة عند الإفاضة]

(۳) [بخاری (۱۶۶۶) كتاب الحج : باب السير إذا دفع من عرفة ' مسلم (۱۲۸۰) ابن ماجه (۳۰۱۷)]

(٤) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(۵) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

نماز فجر کی ادائیگی

مزدلفہ میں نماز فجر عام دنوں کی نسبت کچھ جلدی ادا کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''دو نمازوں کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ کو اور کوئی نماز بغیر وقت نہیں پڑھتے دیکھا' آپ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا کیں اور اس دن (مزدلفہ میں) نماز فجر بھی معمول کے وقت سے پہلے ادا کی۔'' (۱)

مشعر الحرام کے قریب وقوف اور قبلہ رخ ہو کر دعائیں کرنا

10 ذوالحجہ کے روز مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد اگر ممکن ہو تو مشعر الحرام (ایک پہاڑی) کے قریب وقوف کرنا چاہیے اور طلوعِ آفتاب سے قبل خوب سفیدی ظاہر ہونے تک قبلہ رخ ہو کر دعائیں اور اذکار کرنے چاہییں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتی کہ مشعر حرام میں آئے۔ وہاں قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا اور تکبیر و تہلیل میں مصروف ہو گئے اور وہیں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب اچھی طرح صبح کی روشنی اور سفیدی نمودار ہو گئی۔'' (۲)

❏ مشعر الحرام کے قریب جہاں رسول اللہ ﷺ نے وقوف فرمایا تھا وہاں اب ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

مزدلفہ میں جائے وقوف

اگر مشعر الحرام کے قریب وقوف ممکن نہ ہو تو مزدلفہ کے سارے میدان میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سارے میدانِ مزدلفہ کو جائے وقوف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ﴿ وَقَفْتُ هَاهُنَا بِجَمْعٍ وَ جَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ ﴾ ''میں نے مزدلفہ میں یہاں وقوف کیا ہے اور مزدلفہ سارا جائے وقوف ہے۔'' (۳)

مزدلفہ سے منیٰ کی جانب واپسی

(1) طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ روانہ ہو جانا چاہیے جیسا کہ حدیث جابر میں ہے کہ ﴿ فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ﴾ ''آپ ﷺ طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی (منیٰ کی جانب) لوٹ گئے۔'' (٤)

(2) عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ ﴿ ... وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ﴾ ''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی تو میں بھی موجود تھا۔ نماز کے بعد آ ٹھہرے اور فرمایا کہ مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے۔ کہتے تھے اے ثبیر! (ثبیر ای نام ہے جو منیٰ جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے) تو چمک جا۔ نبی ﷺ نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے۔'' (۵)

---

(۱) [بخاری (۱٦۸۲) کتاب الحج : باب من یصلی الفجر بجمع' مسلم (۱۲۸۹) ابو داود (۱۹۳٤)]

(۲) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی]

(۳) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱۷۰٦) کتاب المناسك : باب الصلاة بجمع' ابو داود (۱۹۳٦' ۱۹۳۷)]

(٤) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی]

(۵) [بخاری (۱٦۸٤) کتاب الحج : باب متی یدفع من جمع' ابو داود (۱۹۳۸) ترمذی (۸۹٦)]

معذور حضرات طلوعِ آفتاب سے پہلے رات میں بھی منیٰ آ سکتے ہیں

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ ﴾ ”میں ان لوگوں میں تھا جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر کے کمزور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ کی رات میں ہی منیٰ بھیج دیا تھا۔“ (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ”حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے مزدلفہ کی رات آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ سے پہلے واپس آ جائیں (یہ اجازت انہوں نے اس لیے طلب کی) کہ بھاری جسم والی تھیں (لہٰذا آہستہ آہستہ چلتی تھیں)'آپ نے انہیں اجازت دے دی۔“ (۲)

مزدلفہ میں نماز فجر پانے والے شخص کا وقوفِ مزدلفہ درست ہے

حضرت عروہ طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هَذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتَّى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَ قَضَى تَفَثَهُ ﴾ ”جو ہماری اس نماز (فجر) میں شریک ہوا اور ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) ٹھہرا رہا حتی کہ لوٹ گیا اور اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں وہ وقوفِ عرفہ بھی کر چکا تھا تو یقیناً اس کا حج مکمل ہوا اور اس نے مناسکِ حج مکمل کر لیے۔“ (۳)

منیٰ جاتے ہوئے وادیٔ محسر سے تیزی سے گزرنا

” مُحَسِّر “ منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک مشہور وادی کا نام ہے۔ یہ نہ منیٰ کا حصہ ہے اور نہ ہی مزدلفہ کا۔ اس کا نام وادیٔ محسر اس لیے رکھا گیا ہے کہ ابرہہ کے ہاتھی یہیں روک دیئے گئے تھے اور پھر یہیں ان پر عذاب نازل ہوا۔ لہٰذا وادیٔ محسر سے تیزی سے گزر جانا چاہیے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ ﴾ ”نبی کریم ﷺ وادیٔ محسر سے تیزی سے گزرے۔“ (٤)

منیٰ کے راستے میں اور وہاں پہنچ کر رمیٔ جمارت تک تلبیہ جاری رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ﴾ ”نبی کریم ﷺ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔“ (٥)

10 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک کے اعمال

ان کا ذکر آئندہ ابواب کے تحت بالترتیب ملاحظہ فرمائیے۔

---

(۱) [بخاری (۱٦۷۸) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل ' مسلم (۱۲۹۳) ابو داود (۱۹۳۹)]

(۲) [بخاری (۱٦۸۰) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل ' مسلم (۱۲۹۰) ابن ماجة (۳۰۲۷)]

(۳) [**صحیح** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۸۹۱) کتاب الحج : باب ما جاء فی من أدرك الإمام بجمع ...]

(٤) [**صحیح** : صحیح ترمذی (۷۰۳) کتاب الحج : باب ما جاء فی الإفاضة من عرفات ' ترمذی (۸۸٦)]

(٥) [بخاری (۱٦۸٦ ' ۱٦۸۷) کتاب الحج : باب التلبية والتكبير ' مسلم (۱۲۸۱)]

باب رمی الجمرۃ و الھدی — جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی کا بیان

10 ذوالحجہ کے روز بالترتیب درج ذیل چار کام سرانجام دیئے جاتے ہیں:

① جمرۂ عقبہ کی رمی ② قربانی ③ بال منڈوانا یا کتروانا ④ طوافِ زیارت

(عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) علماء کا اجماع ہے کہ یہی ترتیب مطلوب ہے۔(۱)

رمی

جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا

منیٰ پہنچ کر جو پہلا کام کیا جائے گا' وہ ہے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا۔ یہ عمل واجب ہے۔ جو شخص دورانِ حج یہ عمل نہیں کرے گا اس کے ذمہ بطور فدیہ جانور کی قربانی لازم آئے گی۔ شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانی رحمہ اللہ'' سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے خیال میں جمروں کو کنکریاں مارنا واجب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ''ہاں۔''(۲)

کنکریوں کا حجم

کنکریاں حجم میں چنے کے دانے کے برابر ہوں۔ جیسا کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ﴾ ''جمرۂ عقبہ کو چنے کے دانے کے برابر کنکر مارو۔''(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ﴾ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ نے جمرۂ عقبہ کو چنے کے برابر کنکر مارے۔''(۴) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿أَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھوٹی کنکریاں پھینکنے کا حکم دیا۔''(۵)

کنکریاں کہیں سے بھی چنی جا سکتی ہیں

(شیخ البانی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہما اللہ) رمی کے لیے کنکریاں جہاں سے چاہے چن سکتا ہے۔(۶)

یہ جواز اس لیے ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں چننے کے لیے کسی جگہ کا تعین نہیں فرمایا۔ زیادہ سے زیادہ

---

(۱) [تحفة الأحوذی (۷۸۸/۳)] (۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۴۰۴/۴)]

(۳) [مسلم (۱۲۸۲) كتاب الحج : باب استحباب إدامة الحاج التلبية ... نسائی (۳۰۲۰) دارمی (۱۸۹۱)]

(۴) [مسلم (۱۲۹۹) كتاب الحج : باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف ' ترمذی (۸۹۷)]

(۵) [**صحیح** : صحيح ابو داود (۱۷۱۳) كتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (۱۹۴۴)]

(۶) [كما في حجة النبي للالبانی (ص / ۸۱)]

اس ضمن میں درج ذیل روایت مروی ہے لیکن اس میں بھی اس چیز کی تعیین کا کہیں ذکر نہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی والی صبح مجھے فرمایا' آؤ! میرے لیے کنکریاں چنو۔اس وقت آپ (مزدلفہ میں منیٰ جانے کے لیے) اپنی سواری پر سوار تھے۔میں نے آپ کے لیے چنے کے دانے کے برابر کنکریاں چنیں۔جب میں نے انہیں آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو آپ نے فرمایا' اس طرح کی کنکریاں ہی چنا کرو۔ اور دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کر دیا تھا۔'' (۱)

❑ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کنکریاں مارنے میں غلو وشدت کا راستہ اختیار کرنا درست نہیں۔لہٰذا جوش وجذبہ میں آ کر بڑی بڑی کنکریاں یا پتھر مارنا' جوتیاں مارنا یا زبان سے جمروں کو شیطان تصور کرتے ہوئے گالیاں دینا یا فحش کلامی سے پیش آنا بھی ہرگز مناسب نہیں۔

کنکریاں مارنے کا وقت

کنکریاں صرف طلوعِ آفتاب کے بعد ماری جائیں گی۔جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴿ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ﴾ ''طلوع آفتاب سے پہلے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مت مارو۔'' (۲) حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ ﴿ رَمَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر (یعنی 10 ذوالحجہ کے روز) چاشت کے وقت جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے۔'' (۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) 10 ذوالحجہ کے روز رمی کا پسندیدہ وقت طلوع آفتاب کے بعد چاشت کا وقت ہے۔ (٤)

اگر کنکریاں مارنے میں تاخیر ہو جائے

طلوع آفتاب کے بعد زوال تک جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار لینی چاہییں۔لیکن اگر کسی وجہ سے رمی میں تاخیر ہو جائے تو 11 ذوالحجہ کی صبح کو نماز فجر سے پہلے تک بھی کنکریاں مار سکتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ : رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ ' فَقَالَ : لَا حَرَجَ ﴾ ''نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ میں نے شام کے بعد رمی کی ہے تو آپ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں۔'' (٥)

(سید سابق رحمہ اللہ) اگر دن کے وقت رمی کرنے میں کوئی عذر مانع ہو تو رات تک رمی میں تاخیر جائز ہے۔ (٦)

عورتیں' بچے اور معذور لوگ طلوعِ آفتاب سے پہلے بھی کنکریاں مار سکتے ہیں

(1) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿... إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَذِنَ لِلظُّعُنِ ﴾ ''وہ شبِ مزدلفہ میں

---

(۱) [صحیح : صحیح نسائی (۲۸٦۳) كتاب مناسك الحج : باب التقاط الحصى ' الصحيحة (۱۲۸۳)]
(۲) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۷۱۰) كتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (۱۹٤۰)]
(۳) [مسلم (۱۲۹۹) كتاب الحج : باب بيان وقت استحباب الرمي ' ابو داود (۱۹۷۱)]
(٤) [فقه السنة (۱/۵۰۳)] (٥) [بخاری (۱۷۲۳) مسلم (۱۳۰۷)]
(٦) [فقه السنة (۱/٥٠٤)]

مزدلفہ کے قریب اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر نماز پڑھ کر پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ (بیٹے نے) کہا کہ نہیں۔ پھر وہ تھوڑی دیر تک نماز پڑھتی رہیں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں' تو کہنے لگیں کہ چلو اب چلیں۔ چنانچہ ہم کوچ کر کے چل دیئے یہاں تک کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے منیٰ پہنچ کر کنکریاں ماریں۔ پھر صبح کی نماز اپنے مقام پر آ کر پڑھی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہمیں ایسا خیال ہے کہ ہم نے جلدی کی ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے (اس بات کی) اجازت پہلے ہی دے رکھی ہے۔'' (۱)

(2) سنن ابی داود کی روایت میں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ﴿ إِنَّا كُنَّا نَصْنَعُ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ عمل کیا کرتے تھے۔'' (۲)

(3) سالم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے کمزوروں کو پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے اور رات ہی میں مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس آ کر ٹھہرتے اور حسب استطاعت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے ہی (منیٰ) آ جاتے تھے' بعض تو منیٰ فجر کی نماز کے وقت پہنچتے اور بعض اس کے بعد' جب منیٰ پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کے لیے یہ اجازت دی ہے۔'' (۳)

البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی جس روایت میں ہے کہ ''حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فجر سے پہلے کنکریاں ماریں۔'' وہ ضعیف ہے۔ (٤)

جمہور، امام احمد رحمہ اللہ اور احناف کے نزدیک صبح صادق سے پہلے کنکریاں مارنا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو صبح ہونے کے بعد دوبارہ کنکریاں مارے گا۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ فجر سے پہلے بھی کنکریاں مارنا جائز ہے۔ (٥) ہمارے علم کے مطابق قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ فجر سے پہلے کنکریاں نہیں مارنی چاہییں۔ البتہ کوئی عذر ہو یا ضعیف و ناتواں بوڑھے یا بچے یا خواتین فجر سے پہلے رات میں ہی کنکریاں مار لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ گزشتہ احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

رمی کے لیے کھڑے ہونے کا طریقہ

کنکریاں مارنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں بیت اللہ اس کے بائیں اور منیٰ

(۱) [بخاری (۱٦۷۹) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل ' مسلم (۱۲۹۰) ابن ماجه (۳۰۲۷)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱۷۱۲) کتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (۱۹٤۳)]

(۳) [بخاری (۱٦۷٦) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل ' مسلم (۱۲۹٥) احمد (٤۸۹۲)]

(٤) [**ضعیف** : ضعیف ابو داود (٤۲۳) کتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (۱۹٤۲) مسند شافعی (۳٥۷/۱) شرح معانی الآثار (۲۱۸/۲) بیهقی (۱۳۳/٥) حاکم (٤۲۹/۱)]

(٥) [فتح الباری (۳٤٤/٤) نیل الأوطار (٤۱۹/۳) المغنی (۲۹٤/٥) کشاف القناع (٥۰۰/۲)]

اس کے دائیں جانب ہو۔ جیسا کہ عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہیں دیکھا کہ انہوں نے جمرۂ کبریٰ (یعنی جمرۂ عقبہ) کو سات کنکریاں ماریں۔ انہوں نے بیت اللہ کو اپنے بائیں اور منیٰ کو اپنے دائیں جانب کیا ہوا تھا۔ پھر فرمایا کہ یہی ان کا بھی مقام تھا جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی نبی کریم ﷺ)۔ سنن ابی داود میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسی طرح اس نے کنکریاں ماری تھیں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی محمد ﷺ)۔'' (۱)

یاد رہے کہ اگر ایسی جگہ نہ ملے تو جہاں بھی کھڑا ہو سکے وہیں سے کنکریاں مار لے۔

ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہنا

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ﴾ ''آپ ﷺ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔'' (۲)

(2) عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ... ﴾ ''جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی تو وہ ان کے ساتھ تھے، اس وقت وہ وادی کے نشیب میں اتر گئے اور جب درخت کے برابر ہو کر اس کی رمی کی تو ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں! یہیں وہ ذات بھی کھڑی ہوئی تھی جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔'' (۳)

ساتوں کنکریاں ایک ایک کر کے ماری جائیں

جیسا کہ گزشتہ احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی۔ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سات کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں۔ لہٰذا اگر کوئی ساتوں کنکریاں ایک ہی مرتبہ مار دے گا تو یہ ایک ہی شمار ہوگی، اسے باقی چھ کنکریاں پوری کرنی ہوں گی۔

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) ایک مرتبہ پھینکی جانے والی کنکریاں ایک ہی شمار ہوں گی خواہ کوئی ساتوں ایک ہی مرتبہ پھینک دے، اسے باقی چھ کنکریاں الگ الگ پھینکنی ہوں گی اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو تکمیلِ حج کے لیے اس کے ذمہ ایک دم لازم آئے گا۔ (٤)

سوار ہو کر کنکریاں مارنا

(1) حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ... يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ ... ﴾ ''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ نے 10 ذوالحجہ کو سفیدی مائل سرخ اونٹنی پر سوار ہو کر جمرۂ عقبہ کو

---

(۱) [بخاری (۱۷٤۹) کتاب الحج: باب من رمی جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره، مسلم (۱۲۹٦)]
(۲) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج: باب حجة النبي]
(۳) [بخاری (۱۷۵۰) کتاب الحج: باب يكبر مع كل حصاة، مسلم (۱۲۹٦)]
(٤) [ملخصا، فتاوی اسلامیة (۲/۲۸۵)]

کنکریاں ماریں۔ نہ کسی کو مارنا تھا' نہ کسی کو دور ہٹانا تھا اور نہ اعلان تھا کہ آپ سے دور رہو۔'' (۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿... يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ ...﴾ ''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے 10 ذوالحجہ کے روز سواری پر سوار ہو کر (جمرۂ عقبہ کو) کنکر مارے اور فرمایا' تم (مجھ سے) حج کے احکام سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں۔'' (۲)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اس حدیث میں امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے ہم رائے حضرات کے مؤقف کے لیے ثبوت موجود ہے کہ جو منیٰ میں سوار ہو کر پہنچے اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ جمرۂ عقبہ کی رمی سوار ہو کر ہی کرے اور اگر نیچے اتر کر رمی کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ (۳) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حاجی سوار ہو کر یا قدموں پر کھڑے ہو کر جیسے چاہے کنکریاں مار سکتا ہے۔ (٤)

جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد نہ وہاں رکا جائے اور نہ دعا کی جائے

(1) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ (٥)

(2) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿... وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ ...﴾ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پہلے دونوں جمروں کے پاس طویل عرصہ وقوف کرتے۔ اللہ اکبر' سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ذکر کرتے اور دعائیں کرتے۔ جبکہ جمرۂ عقبہ کے پاس وقوف نہیں کرتے تھے۔'' (٦)

کسی دوسرے کی طرف سے کنکریاں مارنا

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) کسی نے شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے حج ادا کیا اور اس کے تمام مناسک خود ادا کیے۔ مگر رمیٔ جمار کے لیے کسی دوسرے کو وکیل بنایا۔ کیونکہ اس کے ساتھ چھوٹا سا بچہ تھا۔ اس کا کیا حکم ہے؟ یہ خیال رہے کہ یہ اس کا فرض حج تھا۔ شیخ نے اسے یہ جواب دیا کہ ''اس معاملہ میں اس کے ذمہ کچھ نہیں۔ وکیل کی طرف سے رمیٔ جمار اسے کافی ہے۔ کیونکہ رمیٔ جمار کے وقت بہت ہجوم ہوتا ہے جو عورتوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس کے ساتھ چھوٹا بچہ بھی تھا۔'' (٧)

ایک دوسرے فتوے میں فرماتے ہیں کہ ''مریض اور ایسی عورت جو کنکریاں مارنے سے عاجز ہو مثلاً حاملہ' بھاری جسم

---

(۱) [**صحيح** : هداية الرواة (۲۵۵۵)' (۸٤/۳) ترمذي (۹۰۳) كتاب الحج : باب ما جاء في كراهية طرد الناس عند رمي الجمار' ابن ماجه (۳۰۳۵) نسائي (۲۷۰/۵) احمد (٤۱۳/۳) حاكم (٤٦٦/۱) امام حاکمؒ نے اس روایت کو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

(۲) [مسلم (۱۲۹۷) كتاب الحج : باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبا' ابو داود (۱۹۷۰)]

(۳) [شرح مسلم للنووي (۱۸٤/۵)] (٤) [المغني لابن قدامة (۲۹۳/۵)]

(٥) [بخاري (۱۷۵۱) كتاب الحج : باب رفع اليدين عند الجمرتين الدنيا والوسطى]

(٦) [**صحيح موقوفا** : هداية الرواة (۲۵۵۸)' (۸٦/۳) مؤطا (۲۱۲)]

(٧) [فتاوى ابن باز' مترجم (۱۳۰/۱)]

والی اور اس قدر کمزور عورت جو رمیٔ جمار کی طاقت نہ رکھتی ہو اس کے لیے رمیٔ جمار کے لیے وکیل مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ وہ عورت جو صاحبِ استطاعت اور تندرست ہو اسے چاہیے کہ وہ خود رمی کرے۔'' (۱)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) انہوں نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۲)

❏ یاد رہے کہ اس ضمن میں پیش کی جانے والی وہ روایت جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ مَعَنَا النِّسَاءُ وَ الصِّبْيَانُ ، فَلَبَّيْنَا عَنِ الصِّبْيَانِ وَرَمَيْنَا عَنْهُمْ﴾ ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پس ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ بھی کہا اور رمی بھی کی۔'' بہر حال ضعیف ہے۔(۳)

قربانی

حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ جبکہ حج افراد کرنے والے پر واجب نہیں۔ لہٰذا جن حضرات نے حج قران یا حج تمتع کا احرام باندھا ہو وہ جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کریں اور اگر حج افراد کا احرام باندھنے والے بھی قربانی کرنا چاہیں تو کر لیں۔

سر منڈانے سے پہلے قربانی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی سر منڈانے سے پہلے قربانی کی اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا جیسا کہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَّحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے سے پہلے قربانی کی اور اس کا اپنے صحابہ کو بھی حکم دیا۔'' (٤)

اگرچہ یہ حدیث عمرۂ حدیبیہ کے موقع کی ہے لیکن حج میں بھی مسنون ترتیب یہی ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسی کو ثابت کیا ہے۔(٥)

---

(۱) [فتاوی تتعلق بأحكام الحج والعمرة والزيارة (ص / ۱۳۰)] (۲) [فتاوى اسلامية (۲۴۱/۲)]

(۳) [**ضعيف** : ضعيف ابن ماجه (٦٥٢) كتاب المناسك : باب الرمي عن الصبيان ' ابن ماجه (۳۰۳۸) ترمذی (۹۲۷) كتاب الحج : باب ' احمد (۳۱٤/۳) عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ''اشعث بن سوار'' راوی ضعیف ہے اور اسی طرح ''ابوزبیر مکی'' مدلس ہے اور اس نے اس روایت کو جابر رضی اللہ عنہ سے عنعنہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔[تحفة الأحوذی (۸۰٤/۳)] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشعث بن سوار راوی کو ضعیف کہا ہے۔ [تقريب التهذيب (۵۹۹)] امام ابوزرعہ، امام نسائی، امام دارقطنی، امام ابن حبان، امام ابن سعد اور امام عجلی رحمہم اللہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[التاريخ الكبير (۴۳۰/۱) الضعفاء (۵۸) الجرح والتعديل (۲۷۱/۲) المجروحين (۵۸/۱) طبقات ابن سعد (۲٤۹/٦) تاريخ الثقات (٦۹)]

(٤) [بخاری (۱۸۱۱) كتاب العمرة : باب النحر قبل الحلق فی الحصر]

(٥) [حجة النبي للالباني (ص/۸۵)]

اگر کوئی قربانی سے پہلے سر منڈوا لے

تو اس پر کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ وَ نَحْوِهِ فَقَالَ : لَا حَرَجَ ' لَا حَرَجَ ﴾ ''نبی کریم ﷺ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی سر منڈوا لے' تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں' کوئی حرج نہیں۔''(۱)

جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس پر قربانی واجب ہو

ایسے شخص کو چاہیے کہ ایامِ حج میں 3 اور واپس گھر پہنچ کر 7 روزے رکھے' یہ کل ملا کر 10 روزے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے:

(1) ﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ﴾ [البقرة : ۱۹۶] ''جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے' پس اسے جو قربانی میسر ہو کر ڈالے' جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی پر' یہ پورے دس ہو گئے۔''

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ ... فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ ﴾ ''جب نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے کہا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو اس کے لیے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا ہے لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال ترشوا لیں اور حلال ہو جائیں' پھر حج کے لیے (دوبارہ 8 ذوالحجہ کو) احرام باندھیں۔ ایسا شخص اگر قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں ہی اور سات دن کے روزے گھر واپس آ کر رکھے۔''(۲)

❏ یاد رہے کہ ایامِ حج میں ایامِ تشریق یعنی 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے ایام بھی شامل ہیں اور عام حالات میں ایامِ تشریق کے دوران روزہ رکھنا ممنوع ہے لیکن جو شخص قربانی نہ کر سکتا ہو اور وہ یوم النحر سے پہلے پہلے تین روزے بھی نہ رکھ سکے تو وہ ایامِ تشریق میں یہ تین روزے رکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ ﴾ ''کسی کو ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں مگر اس کے لیے جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔''(۳)

نیز اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایامِ تشریق میں بھی یہ روزے نہ رکھ سکے تو اسے چاہیے کہ گھر واپس لوٹ

(۱) [بخاری (۱۷۲۱) کتاب الحج : باب الذبح قبل الحلق ' مسلم (۱۳۰۷) ابن ماجه (۳۰۵۰)]

(۲) [بخاری (۱۶۹۱) کتاب الحج : باب من ساق البدن معه ' مسلم (۱۲۲۷) ابو داود (۱۸۰۵)]

(۳) [بخاری (۱۹۹۷) ' (۱۹۹۸) کتاب الصوم : باب صيام أيام التشريق]

کر مکمل دس روزے رکھ لے۔ (واللہ اعلم)

(شیخ حسین بن عودہ) جسے قربانی کی استطاعت نہ ہو اسے چاہیے کہ تین روزے ایامِ حج میں رکھے اور سات جب وہ اپنے گھر لوٹ جائے۔ یہ تین روزے اس کے لیے ایامِ تشریق میں رکھنا بھی جائز ہے۔(۱)

اگر کوئی 10 ذوالحجہ کے روز قربانی نہ کر سکے

تو وہ ایامِ تشریق کے دوران یعنی 13 ذوالحجہ تک قربانی کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمام ایامِ تشریق کو قربانی کے ایام قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ ﴾ "تمام ایامِ تشریق ذبح کے دن ہیں۔" (۲)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سارے ایامِ تشریق قربانی کے دن ہیں اور وہ دن یہ ہیں' یوم النحر اور اس کے بعد تین دن۔" (۳) امام نووی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(٤) امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ راجح مؤقف امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے ایامِ تشریق کے آخر تک ہے۔(٥)

قربانی کی جگہ

رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں مسجدِ خیف کے قریب قربانی کی تھی لیکن منیٰ اور مکہ میں کسی بھی جگہ حدودِ حرم کے اندر اندر قربانی کی جا سکتی ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ وَ كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَ مَنْحَرٌ ﴾ "مکہ کی ہر گلی راستہ ہے اور قربانی کی جگہ ہے۔" (٦)

(ہیئت کبار علماء) منیٰ میں قربانی کی تخصیص نہیں ہے بلکہ مکہ میں بھی قربانی جائز ہے اور حرم میں کسی بھی جگہ قربانی کی جا سکتی ہے۔(۷)

اگرچہ منیٰ اور مکہ میں کسی بھی مقام پر قربانی کی جا سکتی ہے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اس قدر اتباعِ سنت میں شدید تھے کہ تلاش کر کے اسی جگہ پر جانور قربان کرتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ﴿ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ ' قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ : مَنْحَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴾ "عبداللہ (بن عمر رضی اللہ عنہ) نحر کی جگہ نحر کرتے تھے۔ عبیداللہ نے بتایا کہ مراد رسول اللہ ﷺ کے نحر کرنے کی جگہ ہے۔" (۸)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٤١٦)]
(۲) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (٤٥٣٧) احمد (٤/٨٢) صحيح ابن حبان (٣٨٤٢)]
(۳) [نيل الأوطار (٥/١٢٥)] (٤) [شرح مسلم للنووی (٧/١٢٨)]
(٥) [تفسير ابن كثير (١/٤٩٧)]
(٦) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٠٦) كتاب المناسك : باب الصلاة بجمع' ابو داود (١٩٣٦ ' ١٩٣٧)]
(۷) [كما في توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٤/١٨١)]
(۸) [بخاری (١٧١٠) كتاب الحج : باب النحر في منحر النبي بمنى]

جو ایک سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہے

ایسا کرنا جائز ودرست ہے مگر زائد قربانیاں نفلی ہوں گی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سو اونٹ نحر کیے تھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿ أَهْدَى النَّبِيُّ ﷺ مِائَةَ بَدَنَةٍ ﴾ ''(حجۃ الوداع کے موقع پر) آپ ﷺ نے سو اونٹ قربان کیے۔''(۱)

قربانی کا جانور خود ذبح کرنا افضل ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ﴿ نَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا ... ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کئے اور مدینہ میں دو چت کبرے سینگ دار مینڈھوں کی قربانی کی۔''(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اگر کوئی شخص قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے تو یہ افضل ہے۔(۳)

کسی دوسرے سے بھی جانور ذبح کرایا جا سکتا ہے

جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ اونٹ خود قربان کیے تھے اور کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قربان کرائے تھے۔(٤)

ذبح کرنے والا چھری چلانے سے پہلے یہ دعا پڑھے

''بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' ۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو چت کبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا۔''(٥)

اونٹ اور گائے سات افراد کی طرف سے کفایت کرتے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَ الْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں (اس طرح) شریک ہوں کہ ہم میں سے ہر سات افراد ایک اونٹ میں شریک ہوں۔''(٦) البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَذَبَحْنَا الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَ الْبَعِيرَ عَنْ عَشَرَةٍ ﴾ ''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ

(۱) [بخاری (۱۷۱۸) کتاب الحج : باب يتصدق بجلال البدن]
(۲) [بخاری (۱۷۱۲) کتاب الحج : باب من نحر بيده]
(۳) [المغنی لابن قدامة (۳۸۹/۱۳)]
(٤) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی]
(٥) [بخاری (٥٥٦٥) کتاب الأضاحی : باب التكبير عند الذبائح ' مسلم (۱۹٦٦) ترمذی (۱٤۹٤)]
(٦) [مسلم (۱۳۱۸) کتاب الحج : باب الاشتراك في الهدي ' ابو داود (۲۸۰۹) ترمذی (۱٥۰۲)]

سفر میں تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی تو ہم نے گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا۔'' (۱)

فی الحقیقت ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اُس وقت کفایت کرتا جب اسے حج یا عمرے کے دوران بطور ہدی قربان کیا جائے اور جب اس کے علاوہ اسے محض عیدالاضحیٰ کے لیے نحر کیا جائے تو پھر اس میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں جیسا کہ گزشتہ حدیث میں عیدالاضحیٰ کی وضاحت موجود ہے۔

قربانی کرنے والا اپنی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ [الحج: ۳٦] ''اس (یعنی قربانی کے گوشت) سے خود بھی کھاؤ اور مسکین خواہ وہ سوال سے بچنے والا ہو یا سوال کرنے والا ہو' کو بھی کھلاؤ۔''

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَ شَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اونٹ نحر کرنے کے بعد) حکم دیا کہ ہر اونٹ (کے گوشت) کا ایک ٹکڑا ہنڈیا میں ڈال کر پکایا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت بھی کھایا اور شوربا بھی پیا۔'' (۲)

معلوم ہوا کہ آدمی اپنی نفلی اور فرضی ہر قسم کی قربانی سے خود بھی کھا سکتا ہے کیونکہ آیت ﴿فَكُلُوا مِنْهَا﴾ میں عموم ہے۔ جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۳)

قصاب کو بطور اجرت قربانی کا گوشت یا کھال دینا

ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ اسے الگ اجرت دینی چاہیے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَ جُلُودِهَا وَ أَجِلَّتِهَا وَ أَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا ' قَالَ : نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور میں ان قربانیوں کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جلیں صدقہ کر دوں اور ان سے (کچھ بھی) قصائی کو نہ دوں اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم اسے (قصائی کو) اپنے پاس سے (معاوضہ) دیا کرتے تھے۔'' (٤)

قربانی کے جانور پر سوار ہونا جائز ہے

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ : ارْكَبْهَا ...﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لیے جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا

---

(۱) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲۵۳٦) ابن ماجة (۳۱۳۱) ترمذی (۹۰۵) نسائی (۲۲۲/۷)]

(۲) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي ' أحمد (۳۲۰/۳) نسائی (۲۳٦/۵) ابو داود (۱۹۰۵)]

(۳) [نيل الأوطار (٤٦٦/۳)]

(٤) [مسلم (۱۳۱۷) كتاب الحج : باب الصدقة بلحوم الهدايا ... ، بخاری (۱۷۰۷) ابو داود (۱۷٦۹)]

یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا' سوار ہو جا۔ اس نے پھر عرض کیا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا' تو اس پر سوار ہو جا۔'' (۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور پر سواری کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ ﴿ اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا ﴾ ''معروف طریقے سے اس پر سواری کر لو جبکہ تم اس کی طرف مجبور کر دیئے جاؤ تاوقتیکہ تم کسی سوار کو پا لو۔'' (۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ احادیث قربانی کے جانور پر سواری کے جواز کو ثابت کرتی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ قربانی نفلی ہو یا فرضی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق سائل سے کچھ بھی دریافت نہیں کیا۔ (۳)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) بوقت ضرورت قربانی کے جانور پر بھی سواری کی جا سکتی ہے۔ امام شافعی، امام ابن منذر رحمہما اللہ اور اصحاب الرائے کا یہی مؤقف ہے۔ امام ابن عربی اور امام مہدی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مطلقاً قربانی کے جانور پر سواری سے ممانعت نقل کی ہے جبکہ امام طحاویؒ نے بوقتِ ضرورت امام صاحب سے جواز نقل کیا ہے۔ (٤)

اشعار کرنا اور گلے میں قلادہ یعنی پٹہ ڈالنا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ﴿ خَرَجَ النَّبِيُّ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بِضْعَ عَشَرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ ﷺ الْهَدْيَ وَ أَشْعَرَ وَ أَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اپنے تقریباً ایک ہزار ساتھیوں کے ہمراہ (حج کے لیے) نکلے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور اسے اشعار کیا۔ پھر عمرے کا احرام باندھا۔'' (٥)

(جمہور) قربانی کے جانوروں کو اشعار کرنا مشروع ہے۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) یہ عمل مکروہ ہے کیونکہ یہ مثلہ کی ایک قسم ہے (عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ظاہر بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اشعار کے جواز کی حدیث نہیں پہنچی [تحفة الأحوذی (۷۷۳/۳)])۔ (٦)

(ترمذی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے یوسف بن عیسیٰ (امام ترمذی رحمہ اللہ کے شیخ) سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام وکیع رحمہ اللہ سے سنا' جب بھی وہ یہ حدیث روایت کرتے تو فرماتے' اس مسئلے میں اہل الرائے (یعنی احناف) کے قول کی طرف مت دیکھنا کیونکہ اشعار سنت ہے اور ان کا قول بدعت ہے۔ (۷)

(نووی رحمہ اللہ) اس حدیث میں قربانی کے اونٹوں کو اشعار کرنے اور انہیں قلادے پہنانے کا استحباب موجود

---

(۱) [بخاری (۱٦۹۰) کتاب الحج : باب رکوب البدن ' مسلم (۱۳۲۳) ترمذی (۹۱۳) ابن ماجة (۳۱۰٤)]
(۲) [مسلم (۱۳۲٤) کتاب الحج : باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن احتاج إلیها ' ابو داود (۱۷٦۱)]
(۳) [نیل الأوطار (٤٦۳/۳)] (٤) [المغنی (٤٤۲/٥)]
(٥) [بخاری (۱٦۹٤) کتاب الحج : باب من أشعر وقلد بذی الحلیفة ثم أحرم ' ابو داود (۲۷٦٥)]
(٦) [المبسوط (۱۳۸/٤) الکافی (ص/۱٦۲) نیل الأوطار (٤٥۸/۳)]
(۷) [جامع ترمذی (بعد الحدیث / ۹۰٦)]

ہے۔(۱)

(راجح) اشعار صحیح احادیث سے ثابت ہے لہٰذا یہ مسنون عمل ہے اور اس کے عدم جواز کی تمام تاویلات وقیاسات باطل و مردود ہیں۔

(ابن قیم رحمہ اللہ) انہوں نے اسی بات کو ثابت کیا ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اونٹ اور گائے کو اشعار کرنا مسنون ہے۔(۳)

(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول اشعار کے متعلق صحیح و مشہور احادیث کے خلاف ہے۔(٤)

(ابن حجر رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

اشعار کرنے کا طریقہ

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَ سَلَتَ الدَّمَ وَ قَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر ذوالحلیفہ میں ادا کی۔ بعدازاں آپ نے اپنی قربانی کی اونٹنی منگوائی اور اس کی دائیں جانب کوہان کے پہلو میں نیزہ مارا اور وہاں سے خون بہا کر اسے علامت لگا دی کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور اس سے خون کو صاف کر دیا اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈالا۔“(٦)

ضروری وضاحت

ان قربانی کے جانوروں میں بھی وہ تمام شرائط و قیود ملحوظ رکھی جائیں گی جو عیدِ قربان کے جانوروں کو خریدنے یا ذبح کرنے میں ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (٤٨٧/٤)]

(۲) [أعلام الموقعین (٣٥٤/٢)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (٤٥٥/٥)]

(٤) [تحفة الأحوذی (٧٧١/٣)

(٥) [فتح الباری (٣٦٣/٤)]

(٦) [مسلم (١٢٤٣) كتاب الحج : باب تقليد الهدى وإشعاره ' أحمد (٢١٦/١) ابو داود (١٧٥٢)]

باب الحلق وطواف الزيارة — سر منڈانے اور طوافِ زیارت کا بیان

بال منڈوانا یا کتروانا

قربانی کے بعد حاجی اپنے بال منڈوائے یا کتروائے

(1) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو 10 ذوالحجہ کے روز قربانی سے فارغ ہو کر حجام کو بلایا اور اپنا سر منڈوایا۔ پہلے آپ ﷺ نے سر کا داہنا حصہ دیا۔ اس نے مونڈ کر ایک ایک' دو دو بال لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ پھر بایاں حصہ مونڈ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔(۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ حَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَ قَصَّرَ بَعْضُهُمْ ﴾ ''نبی کریم ﷺ اور آپ کے بہت سے صحابہ نے (حجۃ الوداع میں) سر منڈوایا لیکن بعض نے بال کتروائے۔''(۲)

منڈوانا کتروانے سے افضل ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ' قَالُوْا : وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ' قَالَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ' قَالُوْا : وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ' قَالَهَا ثَلَاثًا ' قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ﴾ ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اور بال کتروانے والوں کے لیے بھی (یہی دعا کیجئے)۔ آپ ﷺ نے پھر وہی دعا کی کہ اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کیا کہ اور بال کتروانے والوں کے لیے بھی (دعا کیجئے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا' اور کتروانے والوں کے لیے بھی۔''(۳)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ ﴾ ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔''(٤)

معلوم ہوا کہ بال منڈوانا' کتروانے سے افضل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے کتروانے والوں کے لیے ابتدا میں دعا نہیں فرمائی بلکہ ان کے لیے صحابہ کے اصرار پر صرف تیسری مرتبہ دعا فرمائی۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ بال منڈوانا ہی افضل ہے۔(٥)

---

(۱) [مسلم (۱۳۰۵) كتاب الحج : باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمى ثم ينحر ثم يحلق]

(۲) [بخاری (۱۷۲۹) كتاب الحج : باب الحلق والتقصير عند الإحلال ' مسلم (۱۳۰۱)]

(۳) [بخاری (۱۷۲۸) كتاب الحج : باب الحلق والتقصير عنا الإحلال ' مسلم (۱۳۰۲) ابن ماجة (۳۰٤۳)]

(٤) [بخاری (۱۷۲۷) كتاب الحج : باب الحلق والتقصير عند الإحلال]

(٥) [تحفة الأحوذى (۷۸٤/۳) فتاوى اسلامية (۲٦۲/۲)]

اگر کوئی قربانی سے پہلے سر منڈا لے

تو اس پر کوئی گناہ نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سائل کے حق میں یہی ارشاد فرمایا تھا۔(۱)

سر کے مکمل بال منڈوانے یا کتروانے چاہییں

کیونکہ کچھ بال منڈوا' یا کتروا لینے اور کچھ چھوڑ دینے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ ... ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے(راوی نے) نافع رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ قزع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے۔''(۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ حدیث کے عموم کی وجہ سے مطلق طور پر مرد اور عورت دونوں کے لیے سر کا کچھ حصہ منڈوانا یا کتروانا مکروہ ہے۔(۳) شیخ عبداللہ بسام کا کہنا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ صرف سارے سر کے بال کتروانا یا منڈوانا ہی کفایت کرتا ہے۔(٤) امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(٥) نیز سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔(٦)

عورتوں کے لیے سر منڈوانا

عورتیں سر نہیں منڈوائیں گی بلکہ آخر سے صرف کچھ بال ترشوالیں گی۔جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ ﴾ ''عورتوں کے لیے بال منڈوانا نہیں بلکہ صرف کچھ بال ترشوانا ہے۔''(۷) اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ عورتیں صرف کچھ بال ترشوائیں گی جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔(۸) لہٰذا عورتوں کو صرف انگلیوں کے اوپر والے پوروں کے برابر بال ترشوا لینے چاہییں۔(۹)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ عورتوں کے لیے بال منڈوانا جائز نہیں۔(۱۰)

---

(۱) [بخاری (۱۷۲۱) کتاب الحج : باب الذبح قبل الحلق]
(۲) [مسلم (۲۱۲۰) کتاب اللباس والزينة : باب كراهة القزع' بخاری (۵۹۲۰) ابو داود (٤۱۹۳)]
(۳) [شرح مسلم للنووی (۲۲۷/۷)] (٤) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۱۷٤/٤)]
(٥) [أيضا] (٦) [فتاوى اسلامية (۲٦۳/۲)]
(۷) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱۷٤۷ ' ۱۷٤۸) كتاب المناسك : باب الحلق والتقصير' ابو داود (۱۹۸٤ ' ۱۹۸٥)] امام نوویؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[المجموع (۱۸۳/۸)]
(۸) [فتح الباری (۳۹۰/٤)] (۹) [المغنی (۳۱۰/٥)]
(۱۰) [تحفة الأحوذی (۷۸۷/۳)]

تحللِ اوّل

بال منڈوانے یا ترشوانے کے بعد حاجی کے لیے اپنی بیوی سے ہم بستری ... سوا تمام اشیاء حلال ہو جائیں گی۔ اسی کو "تحللِ اول" کہتے ہیں۔ اب حجاجِ کرام احرام کھول دیں۔

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَ لِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ ﴾ "جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ کے احرام کے لیے اور اسی طرح بیت اللہ کے طوافِ زیارت سے پہلے حلال ہونے کے لیے خوشبو لگایا کرتی تھی۔"(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ إِذَا رَمَيْتُمْ وَ حَلَّقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيْبُ وَكُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ ﴾ "جب کنکریاں مار چکو اور سر کے بال منڈوا لو تو تمہارے لیے خوشبو اور بیویوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جائے گی۔"(۲)

منیٰ میں خطبۂ یوم النحر

10 ذوالحجہ کے روز امام کو چاہیے کہ منیٰ میں جمروں کے درمیان جب چاشت کے وقت سورج قدرے بلند ہو جائے تو لوگوں کو خطبہ دے اور اس خطبے میں انہیں اعمالِ حج سکھائے۔ جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿ سَمِعْتُ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ ﴾ "میں نے 10 ذوالحجہ کے روز منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔"(۳)

اسی طرح حضرت رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى حِيْنَ ارْتَفَعَ الضُّحَى عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ، وَ عَلِيٌّ يُعَبِّرُ عَنْهُ، وَ النَّاسُ بَيْنَ قَائِمٍ وَ قَاعِدٍ ﴾ "میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں سفید خچر پر (سوار ہو کر) چاشت کے وقت لوگوں کو خطبہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی باتوں کو (دور کے لوگوں تک) پہنچا رہے تھے، کچھ ... کھڑے اور کچھ بیٹھے تھے۔"(۴)

- اس خطبے میں آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا، اس کی تفصیل گزشتہ باب ... کریم ﷺ کے حج کا بیان" کے تحت گزر چکی ہے۔

---

(۱) [بخاری (۱۵۳۹) کتاب الحج: باب الطيب عند الإحرام، مسلم (۱۱۹۱) ترمذی (۹۱۷)]

(۲) [**صحيح**: صحيح ابو داود (۱۷٤۱) کتاب المناسك: باب فی رمی الجمار، ابو داود (۱۹۷۸)]

(۳) [**صحيح**: صحيح ابو داود (۱۷۲۲) کتاب المناسك، ابو داود (۱۹۵۵)]

(٤) [**صحيح**: صحيح ابو داود (۱۷۲۳) کتاب المناسك: باب أی وقت يخطب يوم النحر، ابو داود (۱۹۵٦)]

طوافِ زیارت

سر منڈانے کے بعد طوافِ زیارت

طوافِ زیارت حج کا رکن ہے۔ اگر یہ رہ جائے تو حج کی تکمیل کے لیے بطورِ فدیہ کوئی جانور بھی دے دیا جائے تو بھی حج نہیں ہوتا۔ یہ طواف 10 ذوالحجہ کے روز کیے جانے والے چار اہم کاموں میں سے ایک ہے اور سر منڈوانے کے بعد کیا جاتا ہے۔ نیز اس طواف کو طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ افاضہ کیا' پھر واپس لوٹ گئے اور منیٰ میں نماز ظہر ادا کی۔'' (۱)

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ علمانے اجماع کیا ہے کہ یہ طواف حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ (۲) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے بھی اس طواف کو حج کا رکن کہا ہے۔ (۳) جبکہ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ طوافِ افاضہ کے وجوب پر اجماع ہے۔ (٤) نیز امام تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ثابت کیا ہے۔ (٥)

❑ طوافِ زیارت کے بعد نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر کہاں ادا کی اس کے متعلق گزشتہ حدیث میں منیٰ کا ذکر ہے۔ جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مکہ کا ذکر ہے۔ ان روایات کے درمیان تطبیق میں درج ذیل وجوہ پر اختلاف ہے:

(1) نبی کریم ﷺ نے دونوں جگہوں میں نماز پڑھائی کیونکہ آپ ہی امام تھے۔

(2) پہلے مکہ میں پڑھی' پھر منیٰ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نفل نماز پڑھی۔

(3) امام ابن قیم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترجیح دی ہے کیونکہ وہ صحیحین میں ہے۔ (٦)

طوافِ زیارت میں رمل مسنون نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے طوافِ زیارت کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔'' (۷)

---

(۱) [مسلم (۱۳۰۸) کتاب الحج : باب استحباب طواف الإفاضة یوم النحر ' أحمد (۳٤/۲)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (٤٥١/٤)] (۳) [المغنی لابن قدامة (۳۱۱/٥)]

(٤) [المراتب (ص/٤٩)] (٥) [کما فی التعلیقات الرضیة للألبانی (۱۱٤/۲)]

(٦) [زاد المعاد (۳۲٦/۱_۳۲۷) التعلیقات الرضیة للألبانی (۱۱٤/۲) نیل الأوطار (٦١/٥)]

(۷) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱۷٦۲) کتاب المناسك : باب الإفاضة فی الحج ' ابو داود (۲۰۰۱)]

طوافِ زیارت میں اضطباع کی ضرورت نہیں

کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس طواف میں اضطباع 'یعنی دائیں کندھے کو ننگا کرنا' کی کیفیت ثابت نہیں۔

(شیخ حسین بن عودہ) حاجی طوافِ زیارت میں اضطباع نہیں کرے گا۔(۱)

❑ تاہم طواف کے سات چکر' ان چکروں کے دوران اذکار و دعائیں' حجرِ اسود اور رکن یمانی کا استلام وغیرہ جیسے کام اسی طرح سرانجام دیئے جائیں گے جیسے طوافِ قدوم کے بیان کے تحت گزر چکے ہیں۔

تحللِ ثانی

طوافِ زیارت کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ اب حجاج اپنی بیویوں سے ہم بستری بھی کر سکتے ہیں۔ اسی کو شرعی اصطلاح میں ''تحللِ ثانی'' کہتے ہیں۔

(شیخ حسین بن عودہ) اس طواف کے ساتھ ہی حاجی کے لیے ہر وہ کام حلال ہو جائے گا جو احرام کی وجہ سے حرام ہوا تھا حتی کہ بیویوں (سے جماع و ہم بستری) بھی۔(۲)

صفا و مروہ کی سعی

طوافِ زیارت کے بعد حجِ تمتع کرنے والے حضرات کے لیے حج کی سعی بھی ضروری ہے۔ جبکہ حجِ قران یا حجِ افراد کرنے والے حضرات اگر پہلے سعی کر چکے ہوں تو ان کے لیے یہ سعی ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں اس سعی کے مسائل و احکام وہی ہیں جو گزشتہ باب ''طواف و سعی کا بیان'' کے تحت گزر چکے ہیں۔

رفعِ حرج

مذکورہ بالا چاروں کام بالترتیب کرنا ہی مسنون ہے لیکن اگر کسی وجہ سے ان میں تقدیم و تاخیر ہو جائے مثلاً کوئی رمیٔ جمار سے پہلے قربانی کر لے یا قربانی سے پہلے سر منڈا لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(1) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿... اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ... ارْمِ وَلَا حَرَجَ ... افْعَلْ وَلَا حَرَجَ﴾ ''رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں ایک مقام پر کھڑے ہو گئے۔ صحابہ نے آپ سے سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ کسی نے کہا مجھے علم نہیں تھا میں نے قربانی سے پہلے حجامت بنوا لی۔ آپ نے اسے فرمایا' قربانی کرو کوئی حرج نہیں۔ اور ایک آدمی نے عرض کیا' مجھے معلوم نہیں تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ نے فرمایا' اب کنکریاں مار لو کوئی حرج نہیں۔ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) اس روز آپ سے جس عمل میں بھی تقدیم و تاخیر کے متعلق استفسار کیا گیا آپ نے یہی فرمایا' جاؤ اب کر لو کوئی حرج نہیں۔''(۳)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۴/۴۱۸)] (۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۴/۴۱۹)]

(۳) [بخاری (۱۷۳۶) كتاب الحج : باب الفتيا على الدابة عند الجمرة ' مسلم (۱۳۰۶) ابو داود (۲۰۱۴)]

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کرنے، سر منڈانے، کنکریاں مارنے اور ان میں تقدیم وتاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں۔"(۱)

(3) جامع ترمذی کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں "(کسی صحابی نے کہا) میں نے سر منڈانے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بال منڈوایا کتروالو کوئی حرج نہیں۔"(۲)

(جمہور، شافعی، احمد رحمہما اللہ) اگر اس ترتیب میں تقدیم وتاخیر ہو جائے تو کوئی دم لازم نہیں۔

(ابو حنیفہ، مالک، ملا علی قاری رحمہم اللہ) اس ترتیب کو چھوڑنے والے پر دم واجب ہے۔(۳)

(راجح) گزشتہ صریح دلائل کی وجہ سے جمہور علماء کا مؤقف راجح ہے۔

دوبارہ منیٰ کی جانب

طواف وسعی کے بعد حجاجِ کرام دوبارہ منیٰ روانہ ہوں گے اور رات منیٰ میں جا کر گزاریں گے۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت سے فارغ ہو کر منیٰ روانہ ہو گئے اور ظہر وہیں جا کر ادا کی۔(٤)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عوام الناس میں جو یہ بات مشہور ہے کہ جو حج جمعہ کے دن آئے وہ "حجِ اکبر" ہے بالکل بے اصل بات ہے۔ بلکہ قرآن میں جو " يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ " کا ذکر ہے اس سے مراد یوم النحر یعنی 10 ذوالحجہ کا دن ہے خواہ وہ کسی دن بھی آئے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر نحر کے دن (یعنی 10 ذوالحجہ) کو جمروں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ (دیکھو) ﴿ هَـٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ ﴾ یہ "حجِ اکبر" کا دن ہے۔"(٥)

شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی، شیخ حسین بن عودہ، ابن قدامہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتویٰ کے مطابق حج اکبر کے دن سے مراد "یوم النحر" ہے۔(٦)

---

(۱) [بخاری (۱۷۳٤) کتاب الحج : باب إذا رمى بعد ما أمسى ' مسلم (۱۳۰۷) ابو داود (۱۹۸۳)]

(۲) [حسن : صحيح ترمذی (۷۰۲) كتاب الحج : باب أن عرفة كلها موقف ' ترمذی (۸۸٥)]

(۳) [تحفة الأحوذی (۳/۷۹۰) مرقاة المفاتيح (٥/٥٤۲)]

(٤) [مسلم (۱۳۰۸) كتاب الحج : باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر]

(٥) [بخاری (۱۷٤۲) كتاب الحج : باب الخطبة أيام منى ' ابو داود (۱۹٤٥) ابن ماجه (۳۰٥۸)]

(٦) [تيسير الكريم الرحمن (۱/٤۲۷) الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٤۱٥) المغنى لابن قدامة (٥/۳۲۰) فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۱۱/۲۲۱)]

باب أيام التشريق وطواف الوداع ایامِ تشریق اور طوافِ وداع کا بیان

ایامِ تشریق

ایامِ تشریق

11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے دن ''ایامِ تشریق'' ہیں۔ حجاج 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کے بعد دوبارہ منیٰ آ جائیں اور پھر 13 ذوالحجہ تک تینوں دن منیٰ میں گزاریں۔

ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مِنًى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِيَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ﴾ ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی طرف لوٹے تو ایامِ تشریق کی راتیں وہیں ٹھہرے۔ (اس دوران) آپ جب سورج ڈھل جاتا تو جمروں کو کنکریاں مارتے۔'' (١)

جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث (یعنی یہ عمل مناسک حج میں سے ہے اور مناسک حج پر عمل واجب ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ") اور یہ احادیث ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کی اجازت طلب کی تاکہ وہ آبِ زمزم پلا سکیں' تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔'' (٢) معلوم ہوا کہ بغیر کسی عذر کے ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے اسی لیے انہوں نے اجازت طلب کی۔ علاوہ ازیں حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے چرواہوں کو (منیٰ میں) رات گزارنے کی اجازت دی تاکہ وہ دس ذوالحجہ کو کنکر ماریں۔ اس کے بعد دو دنوں کے کنکر اکٹھے ایک دن میں ماریں۔'' (٣) اس حدیث میں جمہور کا مستدل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عذر کی بنا پر رخصت دی اور رخصت کا متضاد عزیمت ہے یعنی بغیر کسی عذر کے منیٰ میں راتیں گزارنا ضروری ہے۔

امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسے مسنون عمل کہا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ عمل واجب ہے۔ (٤)

---

(١) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٣٦) كتاب المناسك : باب في رمي الجمار' ابو داود (١٩٧٣)]

(٢) [بخاری (١٦٣٤) كتاب الحج : باب سقاية الحاج' مسلم (١٣١٥) ابو داود (١٩٥٩) دارمی (٧٥/٢)]

(٣) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٣٨) كتاب المناسك : باب في رمي الجمار' ابو داود (١٩٧٥)]

(٤) [شرح مسلم للنووی (٢٠٠/٥) نيل الأوطار (٤٣٧/٣)]

شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ نے بھی وجوب کے قول کو ہی برحق کہا ہے۔(۱)

ضروری حاجت کے وقت منیٰ سے باہر راتیں گزارنا

جائز و درست ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں احادیث گزری ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجاج کرام کو پانی پلانے کی غرض سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اور اونٹوں کے چرواہوں کو ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ سے باہر گزارنے کی اجازت دی۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر حاجی منیٰ میں رات بسر کرنے کے لیے جگہ کی تلاش میں پوری کوشش کرنے کے بعد بھی جگہ نہ پا سکے تو وہ منیٰ سے باہر قیام کر لے تو اس پر کوئی گرفت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک تم سے ہو سکے۔'' [التغابن : ١٦] اور منیٰ میں جگہ نہ پا سکنے کی وجہ سے اس پر کوئی فدیہ نہیں۔(۲)

❑ یاد رہے کہ اگر بلا عذر کوئی شخص منیٰ سے باہر رات گزارے گا تو اس کے ذمہ ایک دم (قربانی) لازم آئے گا۔

نمازوں کی ادائیگی

ان ایام میں نمازیں اپنے اپنے وقت پر باجماعت مگر قصر کر کے ادا کی جائیں۔ اگر مسجدِ خیف میں نمازیں ادا کرنا ممکن ہو تو وہیں نمازیں ادا کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جہاں میسر ہو وہیں باجماعت قصر کر کے نمازیں ادا کر لیں۔ البتہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدِ خیف میں نمازیں ادا کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ صَلَّى فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا ، مِنْهُمْ : مُوْسَى ﴾ ''مسجد خیف میں 70 انبیاء نے نماز ادا کی ان میں موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔''(۳)

جمروں کی رمی

* ایامِ تشریق میں ہر روز تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں پہلے جمرۂ دنیا کو پھر وسطیٰ کو اور پھر عقبہ کو۔
* ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہی جائے۔
* جمرۂ دنیا اور وسطیٰ کی رمی کے بعد وہاں قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا و فریاد کی جائے۔
* جبکہ جمرۂ عقبہ کے قریب نہ کھڑا ہوا جائے اور نہ ہی دعا کی جائے۔

---

(۱) [التعليقات الرضية على الروضة (٢/١٠٦) توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٤/١٨٦)]

(۲) [فتاویٰ ابن باز ، مترجم (١/١٣١)]

(۳) [**حسن لغيره** : صحيح الترغيب (١١٢٧) كتاب الحج : باب الترغيب في التواضع في الحج ، الترغيب والترهيب (١٦٩٣) امام منذریؒ فرماتے ہیں کہ اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔]

جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ ... هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَفْعَلُهُ ﴾ ''وہ پہلے جمرہ دنیا کی رمی سات کنکریوں کے ساتھ کرتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے ۔ اس کے بعد آگے بڑھتے اور ایک نرم ہموار زمین پر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے' دعائیں کرتے رہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر جمرہ وسطیٰ کی رمی پر بھی اسی طرح کرتے اور بائیں طرف آگے بڑھ کر ایک نرم زمین پر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے' بہت دیر اسی طرح کھڑے ہو کر دعائیں کرتے رہتے پھر جمرۂ عقبہ کی رمی بطن وادی سے کرتے لیکن وہاں ٹھہرتے نہیں تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔''(۱)

(نووی رحمہ اللہ) ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا مستحب ہے' یہی ہمارا' امام مالک رحمہ اللہ کا اور تمام علماء کا مذہب ہے۔

(قاضی عیاض رحمہ اللہ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی تکبیر چھوڑ دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔(۲)

رمی کا وقت

ایامِ تشریق میں کنکریاں مارنے کا وقت دوپہر زوال آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ رَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے روز جمرۂ عقبہ کو دن چڑھے کنکریاں ماریں جبکہ اس کے بعد (ایامِ تشریق میں) دن ڈھلے کنکریاں ماریں۔''(۳)

جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ یوم الاضحیٰ کے سوا ہر روز زوالِ آفتاب کے بعد کنکریاں ماری جائیں۔ عطا اور طاؤس رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ زوالِ آفتاب سے قبل کنکریاں مارنا بھی جائز ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ یوم النفر (یعنی کوچ کے دن' مراد 13 ذوالحجہ) کو زوال سے پہلے بھی کنکریاں ماری جا سکتی ہیں۔ (احناف نے سنن بیہقی میں موجود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ ''جب یوم النفر میں دن چڑھ جائے تو رمی جائز ہو جاتی ہے۔'' لیکن امام زیلعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند میں طلحہ بن عمرو راوی ہے جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے خود ضعیف کہا ہے)۔(٤) ہمارے علم کے مطابق جمہور کا مؤقف راجح ہے کیونکہ صحیح احادیث اسی کو ثابت کرتی ہیں۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری، امام ابن قدامہ اور شیخ ابن باز رحمہم اللہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٥)

---

(۱) [بخاری (۱۷۵۱) کتاب الحج : باب رفع الیدین عند الجمرتین الدنیا والوسطی ' نسائی (۲۷٦/٥)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (٥١/٥)]

(۳) [مسلم (۱۲۹۹) کتاب الحج : باب بیان وقت استحباب الرمی ' ابو داود (۱۹۷۱)]

(٤) [فتح الباری (٤٠٩/٤ ـ ٤١٠) تحفة الأحوذی (٧٦٠/٣) نصب الراية (٨٥/٣)]

(٥) [تحفة الأحوذی (٧٦١/٣) المغنی لابن قدامة (٣٢٨/٥) مجموع الفتاوی لابن باز (٣٧٢/١٧)]

نفلی طواف

ایامِ تشریق کے دوران ہر روز بیت اللہ کا طواف کرنا مباح و درست ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُوْرُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى ﴾ ''نبی کریم ﷺ منیٰ کے دنوں (یعنی ایامِ تشریق) میں بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔'' (۱) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ كَانَ يَزُوْرُ الْبَيْتَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ لَيَالِي مِنًى ﴾ ''منیٰ کے دنوں (یعنی ایامِ تشریق) میں آپ ﷺ ہر روز بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔'' (۲)

ایامِ تشریق کے دوران خطبہ

(1) ابو نجیح بنو بکر کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ﴿ ... وَهِيَ خُطْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ الَّتِيْ خَطَبَ مِنًى ﴾ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایامِ تشریق کے درمیانی دن (یعنی 12 ذوالحجہ کو) خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور ہم آپ کی سواری کے پاس تھے اور یہ آپ کا وہ خطبہ ہے جو آپ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔'' (۳)

(2) ابو نضرہ کی روایت میں ایامِ تشریق کے درمیانی دن کا خطبہ ان الفاظ میں مروی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ ' أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ' وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ' أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى ﴾ ''اے لوگو! خبردار تمہارا رب ایک ہے اور بلاشبہ تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سرخ کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو سرخ پر کوئی تفوق و برتری حاصل ہے مگر صرف تقویٰ کے ساتھ۔'' پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا' رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کر دی ہے۔ (٤)

(شوکانیؒ) یہ احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایامِ تشریق کے درمیانی دن میں بھی منیٰ میں خطبہ مسنون ہے۔ (٥)

ایامِ تشریق میں بکثرت اذکار و دعائیں کرنا

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ﴾ [البقرۃ : ۲۰۳] ''ان گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گنتی کے چند دنوں سے مراد 'ایامِ تشریق' ہیں۔ (٦)

---

(۱) [بخاری (قبل الحدیث / ۱۷۳۲) كتاب الحج : باب الزيارة يوم النحر]
(۲) [**صحيح** : السلسلة الصحيحة (۸۰٤) رواه البيهقي]
(۳) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱۷۲۰) كتاب المناسك : باب أي يوم يخطب بمنى؟ ' ابو داود (۱۹۵۲)]
(٤) [أحمد (٤۱۱/٥)]
(٥) [نيل الأوطار (٤٤۱/۳) المغني (۳۱۹/٥) الكافي (ص/۱۷۱) الهداية (۱٤۲/۱)]
(٦) [تفسير ابن كثير (٤۹٦/۱)]

(2) حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''ایامِ تشریق کھانے' پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔'' (۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ طُعْمٍ وَ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''ایامِ تشریق کھانے اور ذکرِ الٰہی کے دن ہیں۔'' (۲)

منیٰ سے مکہ کی طرف واپسی

افضل یہ ہے کہ حجاجِ کرام 13 ذوالحجہ کے روز رمیٔ جمار کے بعد مکہ روانہ ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔ اس دن کو ''يَوْمُ النَّفَرِ الثَّانِي'' (یعنی کوچ کا دوسرا دن) بھی کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی 12 ذوالحجہ کے روز ہی مکہ واپس لوٹنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى﴾ [البقرۃ : ۲۰۳] ''دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں' اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔''

12 ذوالحجہ کے دن کو ''يَوْمُ النَّفَرِ الْأَوَّل'' (یعنی کوچ کا پہلا دن) بھی کہتے ہیں۔

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) دو دنوں کی رمی کے بعد (12 ذوالحجہ کے روز) اگر کوئی جلدی منیٰ سے واپس لوٹنا چاہے تو اس کے لیے یہ جائز ہے اور وہ غروبِ آفتاب سے پہلے روانہ ہو جائے۔ (۳)

وادیٔ ابطح میں قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 13 ذوالحجہ کے روز منیٰ سے مکہ جاتے ہوئے راستے میں وادیٔ ابطح (یعنی وادی محصب) میں قیام فرمایا تھا اور وہاں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ وَ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز وادیٔ محصب میں ادا کی' پھر وہاں کچھ دیر سوئے۔'' (٤) لیکن یہ قیام مسنون نہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''وادیٔ ابطح میں پڑاؤ مسنون نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف

---

(۱) [مسلم (۱۱٤۱) کتاب الصیام : باب تحریم صوم أیام التشریق' ابو داود (۲۸۱۳)]

(۲) [صحیح : احمد (۲۲۹/۲) طبری (۱۹۱۳) ابن حبان (۳٦۰۲) شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر' بتحقیق عبد الرزاق مهدی (٤۹٦/۱)]

(۳) [مجموع الفتاوی لابن باز (۸۵/۱٦)]

(٤) [بخاری (۱۷٦٤) کتاب الحج : باب من صلی العصر یوم النفر بالأبطح' ابو داود (۲۰۱۳)]

یہاں اس لیے پڑاؤ کیا تھا تاکہ آپ جب روانہ ہونا چاہیں تو آسانی رہے۔'' (۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''وادیٔ محصب میں پڑاؤ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو صرف ایک مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے تھے۔'' (۲)

یہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا جو کہ یقیناً راجح ہے۔ تاہم حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت ابن عمر اور دیگر متعدد خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں وادیٔ محصب میں قیام کیا کرتے تھے اور اسے مستحب گردانتے تھے۔ نیز اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی یہاں قیام نہیں کرتا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔ (۳)

(ابن حجر رحمہ اللہ) حاصل کلام یہ ہے کہ جس نے اس کے سنت ہونے کی نفی کی ہے (جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ) اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل مناسکِ حج میں سے نہیں ہے اور اسے چھوڑنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوتا اور جس نے (ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی طرح) اسے ثابت کیا ہے اس کا ارادہ یہ ہے کہ یہ عمل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی افعال کی اقتداء میں شامل ہے' البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ لازم نہیں ہے۔ (٤)

طوافِ وداع

مکہ سے رخصت ہوتے وقت طواف کرنا واجب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿... لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ﴾ ''لوگ ہر جہت سے واپس پھر جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہرگز کوئی نہ نکلے حتی کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے طواف میں صرف ہو۔'' (٥)

جمہور اور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ طوافِ وداع واجب ہے۔ جبکہ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے سنت کہا ہے۔ (٦) قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ حدیث میں موجود اس طواف کا حکم وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ (واللہ اعلم) شیخ سلیم ہلالی فرماتے ہیں کہ طوافِ وداع واجب ہے لیکن حائضہ کے لیے اس کی رخصت ہے۔ (۷)

---

(۱) [مسلم (۱۳۱۱) کتاب الحج : باب استحباب النزول بالمحصب یوم النفر والصلاۃ بہ' بخاری (۱۷٦٥)]

(۲) [بخاری (۱۷٦٦) کتاب الحج : باب المحصب' مسلم (۱۳۱۲) ترمذی (۹۲۲) دارمی (۱۸۷۰)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (۱۹۷/٥)]

(٤) [فتح الباری (٤۲٤/٤)]

(٥) [مسلم (۱۳۲۷) کتاب الحج : باب وجوب طواف الوداع وسقوطہ عن الحائض' ابو داود (۲۰۰۲)]

(٦) [المغنی لابن قدامۃ (۳۳۷/٥) نیل الأوطار (٤٤۷/۳)]

(۷) [موسوعۃ المناہی الشرعیۃ (۱۳۸/۲)]

حائضہ کے لیے اس طواف کی رخصت ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ﴾ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ سب سے آخر میں تمہارا عمل بیت اللہ کا طواف ہو مگر ایام ماہواری والی عورت کے لیے تخفیف کی گئی ہے۔“ (١)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ ... أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ ؟ قِيلَ : نَعَمْ ، قَالَ : " فَانْفِرِي " ﴾ ”کوچ کی رات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ایام شروع ہو گئے۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ شاید میری وجہ سے تمہیں رکنا ہو گا؟ (یہ سنا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ اس کے جسم کو تکلیف پہنچائے اور اس کے حلق کو درد پہنچائے' کیا اس نے 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ افاضہ کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ہاں' اس نے طواف کیا تھا۔ تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم (بغیر طوافِ وداع کیے ہی) کوچ کرو۔“ (٢)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) عورت اگر طوافِ وداع سے پہلے حائضہ ہو جائے تو وہ (گھر کی طرف) نکل پڑے' اس پر نہ تو طوافِ وداع ضروری ہے اور نہ ہی فدیہ۔ (٣)

گھروں کو لوٹتے ہوئے آبِ زمزم ساتھ لے جانا

مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتنوں اور مشکیزوں میں بھر کر آبِ زمزم اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے اور واپس لوٹ کر یہ پانی مریضوں پر بہاتے اور انہیں پلاتے تھے۔ (٤)

اسی طرح ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَ تُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ ﴾ ”وہ (مکہ سے مدینہ) آبِ زمزم اٹھا کر لے جایا کرتی تھیں اور بتلایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔“ (٥)

مسجد حرام سے الٹے پاؤں نکلنا

ایسا کرنا ثابت نہیں لہٰذا اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے اور عام مساجد سے نکلنے کا جو طریقہ سکھایا گیا ہے کہ پہلے بایاں پاؤں باہر رکھا جائے اور پھر یہ دعا پڑھی جائے " بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ، اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ " (٦) مسجد حرام سے نکلتے

---

(١) [بخاری (١٧٥٥) کتاب الحج : باب طواف الوداع ' مسلم (١٣٢٨) دارمی (٧٢/٢)]
(٢) [بخاری (١٧٧١) کتاب الحج : باب الادلاج من المحصب ' مسلم (١٢١١) طبرانی کبیر (٣١١/٢٣)]
(٣) [المغنی لابن قدامة (٣٤١/٥)] (٤) [صحیح : السلسلة الصحیحة (٨٨٣)]
(٥) [صحیح : صحیح ترمذی ' ترمذی (٩٦٣) کتاب الحج : باب ما جاء فی حمل ماء زمزم]
(٦) [أبو داود (٤٦٥) کتاب الصلاة : باب فیما یقوله الرجل عند دخوله المسجد ' مسلم (٧١٣)]

وقت بھی یہی عمل اپنانا چاہیے۔ شیخ حسین بن عودہ نے بھی الٹے پاؤں مسجدِ حرام سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

حج سے فارغ ہو کر گھر واپسی میں جلدی کرنا

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ: يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَ نَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ﴾ ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے' آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر کام) سے روک دیتا ہے' اس لیے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو فوراً گھر واپس آ جائے۔'' (۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ حَجَّهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِهِ﴾ ''جب تم میں سے کوئی اپنا حج پورا کر لے تو اپنے گھر آنے میں جلدی کرے' کیونکہ یہی اس کے لیے عظیم اجر کا باعث ہے۔'' (۳)

راستے میں مسنون دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل تھا کہ جب حج سے واپس لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ، وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم پلٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کیا' اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی اور اکیلے سب لشکروں کو شکست دی۔'' (٤)

گھر پہنچ کر دعوت کا اہتمام

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی یہ عادت تھی کہ) جب (کسی سفر سے) مدینہ واپس آتے تو اونٹ یا گائے ذبح کرتے۔'' (٥)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٤٢٦)]

(۲) [بخاری (١٨٠٤) كتاب العمرة : باب السفر قطعة من العذاب ' مسلم (١٩٢٧) ابن ماجه (٢٨٨٢)]

(۳) [حسن : السلسلة الصحيحة (١٣٧٩) رواه الدارقطني والحاكم]

(٤) [بخاری (١٧٩٧) كتاب الحج : باب ما يقول اذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو]

(٥) [بخاری (٣٠٨٩) كتاب الجهاد والسير : باب الطعام عند القدوم]

باب الاحصار و الفوات
حج سے روکے جانے اور حج کے فوت ہو جانے کا بیان

اگر حج یا عمرے کے لیے جاتے ہوئے راستے میں رکاوٹ پیش آ جائے

یعنی کوئی شخص راستے میں ہی کسی بیماری یا طوفان وسیلاب یا دشمن یا کسی بھی وجہ سے روک دیا جائے ان تمام صورتوں کو "اِحْصَار" کہتے ہیں۔ جمہور اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک احصار صرف دشمن کے ذریعے رکاوٹ پڑنے کا ہی نام ہے۔(۱) ہمارے علم کے مطابق جمہور کا موقف راجح ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ نیز امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۲)

بہر حال ایسی صورت میں مذکورہ شخص احصار کی جگہ پر احرام کھول دے گا' اپنا سر منڈوالے گا' اپنی خواتین سے مباشرت کر سکے گا اور وہیں قربانی ذبح کر سکے گا۔ جمہور کی یہی رائے ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قربانی صرف حرم میں ہی ذبح کی جائے گی۔(۳) ہمارے علم کے مطابق جمہور کا مؤقف راجح ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جگہ پر ہی جانور ذبح کر لیا تھا۔ تاہم اگر ممکن ہو تو اسے قربانی حرم بھیجنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ شیخ حسین بن عودہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانی رحمہ اللہ'' سے اس مسئلے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا' ایسا شخص جہاں بھی (رکاوٹ میں) ہو وہیں جانور ذبح کر دے۔(۴)

علاوہ ازیں علما نے اس مسئلے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ محصر پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔ جمہور کا کہنا ہے کہ قربانی واجب ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾ [البقرۃ: ۱۹۶] ''اگر تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالو'' نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قربانی کی تھی۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے جمہور کے مؤقف کو ہی احادیث کا ظاہر قرار دیا ہے۔(۵) امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ساتھیوں کے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا۔ اگر قربانی واجب ہوتی تو سب کے لیے یہ وجوب یکساں ہوتا حالانکہ ایسا ثابت نہیں۔ امام صنعانی رحمہ اللہ اسی کو برحق کہتے ہیں۔(۶)

---

(۱) [الأم (۳٤۲/۲) المبسوط (۱۰۷/٤) المغنی (۲۰۳/٥) نيل الأوطار (٤٥۰/۳)]
(۲) [الاختيارات الفقهية (ص / ۱۱۹)]
(۳) [نيل الأوطار (٤٥۳/۳) المغنی (۱۹٤/٥) بدائع الصنائع (۱۷۷/۲) الإنصاف (٥۱۷/۳)]
(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۰۲/٤)]
(٥) [نيل الأوطار (٤٥۱/۳)]
(٦) [سبل السلام (۱۰۰۸/۲)]

احصار کی صورت میں کون سا جانور ذبح کیا جائے؟

حسبِ توفیق بکری' گائے اور اونٹ وغیرہ میں سے کوئی جانور بھی ذبح کر سکتا ہے۔تاہم کم از کم بکری کفایت کر جاتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾[البقرۃ : ۱۹۶] ''اگر تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو' اسے کر ڈالو۔''

جمہور کا کہنا ہے کہ احصار کی صورت میں ایک بکری کفایت کر جاتی ہے۔(۱) امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اسی مؤقف کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔(۲)

محصر شخص اگر طاقت ہو تو آئندہ سال حج یا عمرہ کی قضا دے

(1) حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ ﴾ ''جس کا پاؤں ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے اور وہ احرام سے باہر آ جائے تو اس پر آئندہ سال (اگر استطاعت ہو تو) حج کرنا ضروری ہے (جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 6ھ کے عمرے کی 7ھ میں قضا دی تھی)۔''(۳)

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ أَوْ مَرِضَ ﴾ ''جس کا پاؤں توڑا گیا یا جو لنگڑا ہو گیا یا جو بیمار ہو گیا (تو وہ حلال ہو گیا)۔''(٤)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ اللَّهِ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَائَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتَّى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تو آپ نے اپنا سر منڈا لیا' اپنی بیویوں سے مباشرت کی اور اپنی قربانی کو نحر کر لیا پھر آئندہ سال عمرہ کیا۔''(٥)

(4) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِي أَوْ يَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا ﴾ ''جو حج سے روک دیا جائے ہو سکے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے پھر وہ ہر چیز سے حلال ہو جائے یہاں تک کہ وہ دوسرے سال حج کرے پھر قربانی کرے' اگر قربانی نہ ملے تو روزہ رکھے۔''(٦)

---

(۱) [کما فی الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۰۱/٤)] (۲) [تفسير ابن كثير (٤٧٣/١)]

(۳) [صحيح : صحيح ابو داود (۱٦۳۹) كتاب المناسك : باب في الإحصار ' ابو داود (۱۸٦۲)]

(٤) [صحيح : صحيح ابو داود (١٦٤٠) ابو داود (١٨٦٣)]

(٥) [بخاری (١٨٠٩) كتاب العمرة : باب إذا أحصر المعتمر]

(٦) [بخاری (١٨١٠) كتاب العمرة : باب الإحصار في الحج ' ترمذی (٩٤٢) أحمد (٣٣/٢)]

(شیخ عبداللہ بسام) راجح یہ ہے کہ محصر شخص پر آئندہ سال قضا واجب نہیں کیونکہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرۂ قضا میں تھے وہ ان لوگوں سے کم تعداد میں تھے جو عمرۂ حدیبیہ کے موقع پر آپ ساتھ تھے اور آپ نے انہیں قضا کا حکم بھی نہیں دیا۔(۱)

اگر کسی کو رکاوٹ پیش آنے کا خدشہ ہو

تو وہ مشروط احرام بھی باندھ سکتا ہے پھر اگر کوئی رکاوٹ پیش آ جائے گی تو محصر کی طرح اس پر قربانی وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ﴿... اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ﴾ ''رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں مگر میں بیمار ہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' حج کر مگر شرط لگا لے اور یوں کہہ کہ میری احرام کھولنے کی جگہ وہی ہوگی جہاں اے اللہ! تو نے مجھے روک دیا۔''(۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس نے اس طرح شرط لگا لی اور پھر اسے حج کرنے سے کسی رکاوٹ نے روک دیا تو اس کے لیے احرام کھول دینا جائز ہے۔ لیکن شرط لگانے کے بغیر احرام کھولنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت' جس میں حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں' اسی کی قائل ہے۔ اسی طرح تابعین کی ایک جماعت بھی یہی مؤقف رکھتی ہے۔

(احمد، شافعی، اسحاق، ابوثور رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہ، مالک رحمہما اللہ) شرط لگانا درست نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مؤقف مروی ہے۔(۳)

(راجح) امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا مؤقف حدیث کے قریب ہونے کی وجہ سے راجح ہے۔

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۴)

---

(۱) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۲۰۶/۴)]

(۲) [بخاری (۵۰۸۹) کتاب النکاح : باب الأکفاء فی الدین' مسـ ۱۲) کتاب الحج : باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوہ' أحمد (۱٦٤/٦) ـ (٦٨/٥) ابن الجارود (٤٢٠) طبرانی کبیر (۸۳۳) بیھقی (۲۲۱/٥) شرح السنة (۲۰۰۰) ابن خزیمة (۱٦٤/٤) ابن حبان (۹۷۳۔ الموارد) دارقطنی (۲۱۹/۲)]

(۳) [نیل الأوطار (۳۱۳/۳) شرح مسلم للنووی (۳۹۲/٤) الأم للشافعی : کتاب الحج : باب الاستثناء فی الحج' ابن أبی شیبة (۳٤۰/۳) بیھقی فی السنن الکبری (۲۲۲/٥)]

(٤) [فتاوی اسلامیة (۱۸۱/۲)]

باب حرمة مكة و المدينة مکہ ومدینہ کی حرمت کا بیان

حرمتِ مکہ

مکہ میں چند ممنوعہ اُمور

- مکہ مکرمہ میں لڑائی جھگڑا ممنوع ہے۔
- حرم مکہ کے اندر گھاس پھوس' پودے یا درخت کاٹنا جائز نہیں۔
- حرمِ مکہ میں کسی جانور کا شکار بھی مباح نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا ﴿ إِنَّ هَـذَا بَـلَدٌ حَـرَّمَ اللّٰهُ يَـوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ ... إِلَّا الْإِذْخِرَ ﴾ ''اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے حرمت عطا فرمائی ہے جس دن آسمان وزمین پیدا فرمائے تھے' اس لیے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے۔ یہاں کسی کے لیے بھی مجھ سے پہلے لڑائی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھڑی بھر کے لیے (فتح مکہ کے روز) اجازت ملی تھی۔ اب ہمیشہ یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لیے قابل احترام ہے۔ پس نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے' نہ اس کے شکار ہانکے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اُکھاڑی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اذخر گھاس کی تو اجازت ہونی چاہیے کیونکہ یہ یہاں کاریگروں اور گھروں کے لیے ضروری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اذخر گھاس کی اجازت ہے۔'' (۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جو درخت ازخود اُکھڑ جائے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (۲)

(شیخ سلیم ہلالی) مکہ میں قتل وقتال حرام ہے۔ (۳)

مکہ میں بلاوجہ ہتھیار اٹھانا ممنوع ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَا يَـحِـلُّ لِأَحَـدِكُـمْ أَنْ يَـحْـمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ ﴾ ''تم میں سے کسی کے لیے بھی (بلاوجہ) مکہ میں ہتھیار اٹھائے ہوئے چلنا جائز نہیں۔'' (۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اس وقت ہے جب ہتھیار اٹھانے کی ضرورت نہ ہو اور جب اس کی ضرورت پیش آ جائے (مثلاً دشمن کا حملہ ہو جائے وغیرہ) تو ہتھیار اٹھائے پھرنا جائز ہے۔ ہمارا اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ممانعت بلاضرورت اسلحہ اٹھانے پر محمول ہے اور

---

(۱) [بخاری (۱۸۳٤) کتاب العمرة : باب لا يحل القتال بمكة ' مسلم (۱۳۵۳)]

(۲) [المغني لابن قدامة (۱۸۷/۵)] (۳) [موسوعة المناهي الشرعية (۱۲۵/۲)]

(٤) [مسلم (۱۳۵٦) كتاب الحج : باب النهي عن حمل السلاح بمكة بلاحاجة ' ابن حبان (۳۷۱٤)]

اگر ضرورت پیش آ جائے تو اسلحہ اٹھانا جائز ہے۔(١)

رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے محبت کا اظہار

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا﴿ مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَ أَحَبَّكِ إِلَيَّ وَ لَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ ﴾ ''تو کس قدر اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے؟ اگر میری قوم نے مجھے نکالا نہ ہوتا تو میں تیرے سوا (کسی دوسرے شہر میں) رہائش پذیر نہ ہوتا۔''(٢)

(2) حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقامِ حزورہ میں کھڑے دیکھا۔آپ نے (مکہ کو مخاطب کر کے) فرمایا' اللہ کی قسم! یقیناً تو اللہ کی ساری زمین میں بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے' اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں (تجھ سے کبھی) نہ نکلتا۔''(٣)

مکہ میں دجال داخل نہیں ہو سکتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةَ ... ﴾ ''کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال داخل نہ ہو سوائے مکہ اور مدینہ کے' فرشتے مکہ اور مدینہ کے راستوں پر صف باندھے کھڑے ہوں گے اور ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے۔دجال مدینہ منورہ کی سنگلاخ زمین تک نہیں پہنچے گا تو تین مرتبہ زلزلہ آئے گا اور مدینہ منورہ میں موجود تمام کافر اور منافق (خائف ہو کر) دجال کے پاس چلے جائیں گے۔''(٤)

مکہ کی مسجد حرام میں ایک نماز کی فضیلت لاکھ نماز کے برابر ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ ﴾ ''مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔''(٥)

مسجد حرام دنیا کی پہلی مسجد

اس دنیا میں سب سے پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد مسجدِ حرام ہے۔جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ ﴿ أَوَّلُ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى وَبَيْنَهُمَا أَرْبَعُونَ سَنَةً ﴾ ''زمین میں پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد' مسجدِ حرام ہے۔اس کے بعد مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی اور ان دونوں کی تعمیر کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے۔''(٦)

---

(١) [شرح مسلم للنووی (٢٥٧/٥)]

(٢) [صحیح : هداية الرواة (٢٦٥٦)' (١١٨/٣) ترمذی (٣٩٢٦) كتاب المناقب : باب فی فضل مكة]

(٣) [صحیح : هداية الرواة (٢٦٥٧)' (١١٨/٣) ترمذی (٣٩٢٥) ابن ماجه (٣١٠٨)]

(٤) [مسلم (٢٩٤٣) كتاب الفتن : باب قصة الجساسة]

(٥) [صحیح : صحيح الجامع الصغير (٣٨٣٨) إرواء الغليل (١١٢٩) الترغيب (١٣٦/٢)]

(٦) [صحیح : صحيح الجامع الصغير للألبانی (٢٠٧٩)]

حرمتِ مدینہ

مدینہ بھی حرم ہے' اس کا شکار اور درخت حرم مکہ کی طرح ہیں

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا إِبْرَاهِيمُ حَرَّمَ مَكَّةَ ﴾ ''ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا (یعنی ان کی دعا کی وجہ سے اسے حرام کیا گیا) اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ میں نے مدینہ کو اس طرح حرام قرار دیا ہے کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا تھا۔'' (۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا ' لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا ﴾ ''مدینہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک حرم ہے' اس حد میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔'' (۲)

(3) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا ﴾ ''اور اس (یعنی مدینہ) کا شکار نہ کیا جائے۔'' (۳)

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ ﴾ ''مدینہ 'عیر' (مدینہ کے جنوب میں ایک پہاڑ) سے 'ثور' (مدینہ کے شمال میں ایک گول سا پہاڑ) کے درمیان حرم ہے۔'' (٤)

جمہور کے نزدیک مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے، اس کا شکار اور درخت حرام ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ مدینہ کا حرم فی الحقیقت حرم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے شکار کو قتل کرنا اور اس کا درخت کاٹنا حرام ہے۔ (٥)

مدینہ کے درخت یا گھاس کاٹنے والے کی سزا

جو شخص مدینہ کے درخت یا اس کی گھاس کاٹے گا اس کا لباس یا ہتھیار وغیرہ اسے ایسی حالت میں پانے والے کے لیے حلال ہوں گے۔ عامر بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مقام عقیق میں موجود اپنے محل کی طرف سوار ہو کر گئے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا جو درخت کاٹ رہا تھا یا اس کے پتے جھاڑ رہا تھا تو انہوں نے اس سے اس کے کپڑے وغیرہ چھین لیے۔ پس جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو غلام کے مالک آپ کے پاس آئے اور گفت وشنید کی کہ آپ ان کے غلام کو واپس کر دیں یا وہ چیز واپس لوٹا دیں جو انہوں نے ان کے غلام سے چھینی ہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا﴿ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ ﴾ ''اللہ کی پناہ ہے کہ میں کچھ بھی واپس کروں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نفل (یعنی زائد) چیز عطا فرمائی ہے۔ پھر انہوں نے

(۱) [بخاری (۲۱۲۹) کتاب البیوع : باب برکة صاع النبی ' مسلم (۱۳٦۰) احمد (۱٦٤٤٦)]

(۲) [بخاری (۱۸٦۷) کتاب فضائل المدینة ' باب حرم المدینة ' مسلم (۱۳۳٦) احمد (۱۳٤۹۹)]

(۳) [مسلم (۱۳٦۲) کتاب الحج : باب فضل المدینة ' عبد بن حمید (۱۰۷٦)]

(٤) [بخاری (۱۸۷۰) کتاب الحج : باب حرم المدینة ' مسلم (۱۳۷۰) ابو داود (۲۰۳٤) ترمذی (۲۱۲۷)]

(٥) [شرح المهذب (٤۷۱/۷) حلیة العلماء (۳۲۳/۳) المغنی (۱۹٥/٥) نیل الأوطار (۳۷۹/۳)]

اسے واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔''(۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرم کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے ﴿مَنْ رَأَيْتُمُوهُ يَصِيدُ فِيهِ شَيْئًا فَلَكُمْ سَلَبُهُ﴾ ''جسے تم اس میں شکار کرتا ہوا دیکھو تو تمہارے لیے اس سے چھینا ہوا مال جائز ہے۔''(۲)

مدینہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طابہ اور طیبہ کا نام دیا

(1) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿... هَـٰذِهِ طَابَةٌ﴾ ''ہم غزوۂ تبوک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوتے ہوئے جب مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا' کہ یہ طابہ آگیا۔''(۳)

(2) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے متعلق فرمایا ﴿إِنَّهَا طَيْبَةٌ﴾ ''بلاشبہ یہ طیبہ ہے۔''(٤)

(3) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ﴿إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام 'طابہ' رکھا ہے۔''(٥)

مدینہ میں طاعون کی وبا اور دجال داخل نہیں ہو سکتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿... لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ ...﴾ ''مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں' نہ اس میں طاعون کی وبا آسکتی ہے اور نہ دجال۔''(٦)

مدینہ میں بدعات کے موجد اور حمایتی پر لعنت برستی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ ''جس نے اس (حرم مدینہ) میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ' تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔''(۷)

مدینہ اچھے برے کے درمیان فرق کرنے والی بھٹی ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى ' يَقُولُونَ : يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ﴾ ''مجھے ایسے شہر (کی طرف ہجرت) کا

(۱) [مسلم (۱۳٦٤) كتاب الحج : باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة ' أحمد (۱٦٨/۱)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۹۱) أحمد (۱۷۰/۱) ابو داود (۲۰۳۷)]

(۳) [بخاری (۱۸۷۲) كتاب فضائل المدينة : باب المدينة طابة]

(٤) [مسلم (۱۳۸٤) كتاب الحج : باب المدينة تنفى شرارها ' ترمذی (۳۰۲۸) احمد (۲۱٦٥٥)]

(٥) [مسلم (۱۳۸٥) كتاب الحج : باب المدينة تنفى شرارها ' احمد (۲۰۹٥۳) ابن أبي شيبة (۱۷۹/۱۲)]

(٦) [بخاری (۱۸۸۰) كتاب فضائل المدينة : باب لا يدخل الدجال المدينة ' مسلم (۱۳۷۹)]

(۷) [بخاری (۱۸۷۰) كتاب فضائل المدينة : باب حرم المدينة ' مسلم (۱۳۷۰) ابو داود (۲۰۳٤)]

حکم دیا گیا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا لے گا (مراد ہے سب پر غالب آجائے گا)۔ منافقین اسے یثرب کہتے ہیں لیکن اس کا نام مدینہ ہے۔ یہ (برے) لوگوں کو اس طرح باہر نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔'' (۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... اَلْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَ يَنْصَعُ طَيِّبُهَا ﴾ ''ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی' دوسرے دن آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ میری بیعت کو توڑ دیجیے۔ تین مرتبہ اس نے یہی کہا' آپ نے انکار کیا۔ پھر فرمایا کہ مدینہ کی مثال بھٹی کی سی ہے کہ میل کچیل کو دور کر کے خالص جوہر کو نکھار دیتی ہے۔'' (۲)

نبی کریم ﷺ کی مدینہ سے محبت اور دعا

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرما دیتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ لگاتے۔'' (۳)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ﴿ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ' اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَ صَحِّحْهَا لَنَا' وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ ﴾ ''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح پیدا فرما دے جیسے مکہ کی محبت ہے' بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما اور مدینہ کی آب و ہوا ہمارے لیے صحت بخش بنا دے۔ یہاں کے بخار کو جحفہ بھیج دے۔'' (٤)

مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی ﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ ﴾ ''اے اللہ! تو نے جتنی مکہ میں برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما۔'' (٥)

مدینہ کے جبل اُحد سے نبی کریم ﷺ کی محبت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ... هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ ﴾ ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوا' میں آپ کی خدمت کرتا تھا۔ جب آپ خیبر سے واپس لوٹے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو فرمایا' یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' (٦)

---

(١) [بخاری (١٨٧١) كتاب فضائل المدينة : باب فضل المدينة وأنها تنفي الناس ' مسلم (١٣٨٢)]

(٢) [بخاری (١٨٨٣) كتاب فضائل المدينة : باب المدينة تنفي الخبث ' مسلم (١٣٨٣) ترمذی (٣٩٢٠)]

(٣) [بخاری (١٨٨٦) كتاب فضائل المدينة : باب المدينة تنفي الخبث]

(٤) [بخاری (١٨٨٩) كتاب فضائل المدينة : باب ' مسلم (١٣٧٦) احمد (٢٤٤١٤)]

(٥) [بخاری (١٨٨٥) كتاب فضائل المدينة : باب المدينة تنفي الخبث ' مسلم (١٣٦٩) احمد (١٢٤٥٥)]

(٦) [بخاری (٢٨٨٩) كتاب الجهاد والسير : باب فضل الخدمة في الغزو ' مسلم (١٣٩٣)]

مدینہ کی عجوہ کھجور جنت کا پھل اور زہر و جادو کا علاج ہے

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ فِيهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ ﴾ ''عجوہ جنت کا پھل ہے اور اس میں زہر کی شفاء ہے۔'' (۱)

(2) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ﴿ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرُّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ ﴾ ''جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔'' (۲)

مدینہ میں مکر وفریب کے جال بننے والے کا انجام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح ختم ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں ختم ہو جاتا ہے۔'' (۳)

مدینہ میں تکالیف پر صبر کرنا شفاعت محمد کا ذریعہ ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو کوئی بھی (دورانِ قیام) مدینہ کے مصائب وآلام پر صبر کرے گا اور پھر (اسی حال میں) فوت ہوگا تو میں روزِ قیامت اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔'' (٤)

مدینہ میں وفات باعثِ سعادت ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا ﴾ ''جس شخص کے لیے مدینہ منورہ میں وفات پانا ممکن ہے وہ اسی میں وفات پائے کیونکہ میں اس شخص کے لیے سفارش کروں گا جو مدینہ منورہ میں فوت ہوگا۔'' (٥)

قیامت کے قریب ایمان مدینہ میں سمٹ آئے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا ﴾ ''(قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آ جاتا ہے۔'' (٦)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۲۰٦٦) کتاب الطب : باب ما جاء فی الکمأة والعجوة]

(۲) [بخاری (٥٧٦٩) کتاب الطب : باب الدواء بالعجوة للسحر]

(۳) [بخاری (۱۸۷۷) مسلم (۱۳۸۷)]

(٤) [مسلم (۱۳۷٤) بیهقی (٥/۲۰۱)]

(٥) [**صحیح** : هدایة الرواة (۲٦۸۱) ' (۳/۱۲۷) ترمذی (۳۹۱۷) ابن ماجه (۳۱۱۲)]

(٦) [بخاری (۱۸۷٦) کتاب فضائل المدینة : باب الایمان یأرز الی المدینة ' مسلم (۱٤۷)]

باب الزیارات — زیارات کا بیان

مسجد نبوی کی زیارت

زیارت کی غرض سے مسجد نبوی کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ مسجد نبوی کی زیارت حج کا حصہ نہیں' اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی زیارت کیے بغیر ہی واپس لوٹ جاتا ہے تو اس کا حج یا عمرہ صحیح ودرست ہے۔البتہ زیارتِ مسجد نبوی اور وہاں نماز کی ادائیگی کی جو فضیلت ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدِ الْأَقْصَی ﴾ ''تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے رختِ سفر نہ باندھا جائے' ایک مسجد حرام' دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ۔''(۱)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) زیارت مسجد نبوی سنت ہے' واجب نہیں' نہ ہی اس کا حج کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔(۲)

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِيْ هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ﴾ ''میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب دوسری مساجد میں نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے۔''(۳)

مسجد نبوی میں داخل ہونے اور خارج ہونے کا طریقہ

مسجد نبوی میں داخل ہونے اور نکلنے کا طریقہ وہی ہے جو عام مساجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا ہے۔یعنی داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے "بِسْمِ اللّٰهِ ' وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "(٤)

اور خارج ہوتے وقت بایاں پاؤں رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے" بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ' اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ "(٥)

مسجد نبوی میں تحیۃ المسجد کا حکم

عام مساجد کی طرح مسجد نبوی میں بھی تحیۃ المسجد کے دو نفلوں کا التزام کرنا چاہیے کیونکہ احادیث میں تحیۃ المسجد کا حکم عام ہے اور کسی صحیح حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسجد نبوی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے

---

(۱) [بخاری (۱۱۸۹) کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة]
(۲) [فتاوی ابن باز' مترجم (۱۳٦/۱)]
(۳) [بخاری (۱۱۹۰) کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة ' أحمد (٥/٤)]
(٤) [ابن ماجه (۷۷۱) ترمذی (۳۱٤) مسلم (۷۱۳)] (٥) [أبو داود (٤٦٥)]

مروی ہے کہ ﴿ ... فَـإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ ﴾ ''میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں' میں بھی بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بیٹھنے سے پہلے تمہیں دو رکعتیں پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! (میں اس لیے بیٹھ گیا تھا کیونکہ) میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا' تم میں سے کوئی جب بھی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔'' (۱)

نبی ﷺ کے منبر اور قبر کے درمیانی مقام کی فضیلت

اس مقام کو '' رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ '' یعنی جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي ﴾ ''میرے حجرے اور میرے منبر کا درمیانی مقام جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔'' (۲)

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت کے متعلق روایت

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت کے متعلق جو روایت مروی ہے وہ ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں ہے کہ وہاں چالیس نمازیں پوری کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس روایت کے لفظ یوں ہیں ﴿ مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ نَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ ﴾ ''جس شخص نے مسلسل میری مسجد میں چالیس نمازیں' بغیر کوئی نماز فوت کیے' ادا کیں اس کے لیے آگ سے براءت' عذاب سے نجات اور نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔'' (۳)

خاص قبر نبوی کی زیارت کے لیے سفر

مسجد نبوی میں قبر نبوی یعنی روضۂ رسول کی زیارت کرنا یقیناً ایک بہترین عمل ہے لیکن خاص روضۂ رسول کی زیارت کی غرض سے مدینہ کی جانب سفر کرنا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے زیارت کی غرض سے صرف تین مساجد (مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کی طرف ہی سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ پیچھے اسی باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔ لہٰذا آغازِ سفر میں زیارتِ مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے اور پھر وہاں پہنچ کر روضۂ رسول کی زیارت بھی کی جاسکتی ہے۔

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) حجاج' مرد ہوں یا خواتین' کے لیے قبر نبوی اور بقیع الغرقد کی زیارت لازم نہیں بلکہ قبروں کی زیارت کی غرض سے رختِ سفر باندھنا مطلقاً حرام ہے۔ (٤)

---

(١) [مسلم (٧١٤) كتاب صلاة المسافرين : باب استحباب تحية المسجد بركعتين ' بخارى (٤٤٤)]

(٢) [بخارى (١١٩٦) كتاب فضل الصلاة فى مكة والمدينة : باب فضل ما بين القبر والمنبر ' مسلم (١٣٩١)]

(٣) [منكر : السلسلة الضعيفة (٣٦٤)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة (١١/٣٦٢)]

قبر نبوی کی زیارت کے متعلق چند ضعیف روایات

(1) ﴿مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ﴾ ''جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسے شخص کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔'' (۱)

(2) ﴿مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهُ شَهِیْدًا وَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾ ''جس نے اجر کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے روز اس کے لیے گواہ اور سفارشی ہوں گا۔'' (۲)

(3) ﴿مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾ ''جس نے ارادتاً میری زیارت کی وہ روزِ قیامت میری پناہ میں ہوگا۔'' (۳)

(4) ﴿مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ﴾ ''جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔'' (٤)

(شیخ البانی رحمہ اللہ) اس روایت کے من گھڑت ہونے پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ظلم اگر کفر نہیں تو کبیرہ گناہ ضرور ہے۔ اس بنا پر جس نے بھی آپ ﷺ کی زیارت نہ کی وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرے گا' جس سے یہ لازم آتا ہے کہ قبر نبوی کی زیارت واجب ہے' حالانکہ اس بات کا قائل کوئی مسلمان بھی نہیں۔ اگرچہ قبر نبوی کی زیارت ایک عمدہ فعل ہے لیکن اہل علم کے نزدیک یہ عمل حدودِ مستحبات سے تجاوز نہیں کرتا۔ تو پھر اس کا تارک نبی کریم ﷺ پر ظلم کرنے والا یا آپ سے اعراض کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ (٥)

(5) ﴿مَنْ زَارَنِیْ وَ زَارَ أَبِیْ إِبْرٰهِیْمَ فِیْ عَامٍ وَاحِدٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ''جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (٦)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) قبر نبوی کی زیارت کے متعلق مروی تمام روایات ضعیف ہیں' دین میں ان میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اہل صحاح وسنن میں سے کسی نے بھی ایسی کوئی روایت بیان نہیں کی بلکہ صرف دارقطنی اور بزار رحمہما اللہ وغیرہ جیسے اُن حضرات نے ہی ایسی روایات بیان کی ہیں جو ضعیف روایات بھی نقل کرتے ہیں۔ (٧)

روضۂ رسول کی زیارت کے وقت درود شریف

زیارت کے وقت مسنون درود شریف پڑھ کر نبی کریم ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔ چند ایک مسنون درود حسب ذیل ہیں:

---

(۱) [**موضوع** : هداية الرواة (٢٦٨٧)' (١٢٨/٣) ارواء الغليل (١١٢٨) السلسلة الضعيفة (٤٧)]

(۲) [**ضعيف** : ضعيف الجامع الصغير (٥٦٠٨)]

(۳) [**ضعيف** : هداية الرواة (٢٦٨٦)' (١٢٨/٣) ارواء الغليل (١١٢٧) بيهقى (٤١٥٢)]

(٤) [**ضعيف** : السلسلة الضعيفة (٤٥)]

(٥) [نظم الفرائد (٥٨٠/١)]

(٦) [**موضوع** : السلسلة الضعيفة (٤٦)]

(٧) [القاعدة الجليلة (ص / ٥٧)]

(1) " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ " (١)

(2) " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ " (٢)

(3) " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ " (٣)

(4) مختصر درود وسلام ان الفاظ میں بھی پڑھا جا سکتا ہے " صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " (٤)

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی ہیں۔ روضۂ رسول کی زیارت کرنے والا ان دونوں جلیل القدر صحابہ پر بھی سلام بھیج سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں پر یوں سلام بھیجا کرتے تھے ﴿ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَابَكْرٍ ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ ! ﴾ "اے ابوبکر! آپ پر سلامتی ہو۔ اے عمر! آپ پر سلامتی ہو۔" (٥)

روضۂ رسول کو چومنا یا تبرکاً چھونا جائز نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِيْ عِيدًا وَ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ ﴾ "اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور میری قبر کو عید (یعنی تہوار) نہ بناؤ۔ مجھ پر درود بھیجو یقیناً تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔" (٦)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) قبر نبوی کی دیوار کو نہ چھونا مستحب ہے اور نہ ہی اسے بوسہ دینا۔ (٧)

مسجد قباء کی زیارت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْ قُبَاءَ رَاكِبًا وَ مَاشِيًا ﴾ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مسجد قباء تشریف لاتے۔" (٨)

---

(١) [بخاری (٣٣٧٠) كتاب أحاديث الأنبياء : باب قول الله واتخذ الله ابراهيم خليلا]

(٢) [بخاری (٦٣٦٠) كتاب الدعوات : باب هل يصلي على غير النبي ' مسلم (٤٠٧) أبو داود (٩٧٩)]

(٣) [بخاری (٦٣٥٨) كتاب الدعوات : باب الصلاة على النبي ' ابن ماجة (٩٠٣)]

(٤) [الأحزاب : ٥٦ ' بخاری (١٢٢) كتاب العلم : باب ما يستحب للعالم اذا سئل أى الناس أعلم]

(٥) [مناسك الحج والعمرة (ص / ٥٨) فضل الصلاة على النبي ' از امام اسماعيل بن اسحاق الجهضمي (ص / ٨٢)]

(٦) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٩٦) كتاب المناسك : باب زيارة القبور ' ابو داود (٢٠٤٢)]

(٧) [المغني لابن قدامة (٤٦٨/٥)]

(٨) [بخاری (١١٩٤) كتاب فضل الصلاة في مكة والمدينة : باب اتيان مسجد قباء راكبا وماشيا ' مسلم (١٣٩٩)]

مسجد قباء میں نماز کی فضیلت

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ خَرَجَ حَتَّى يَأْتِيَ هَذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيهِ كَانَ لَهُ عَدْلَ عُمْرَةٍ ﴾ "جو شخص (گھر سے) نکلا اور اس مسجد یعنی مسجد قباء میں آیا اور اس میں نماز پڑھی تو اس کے لیے عمرہ کے برابر ثواب ہے۔" (۱)

بقیع الغرقد اور شہدائے اُحد کے مدفن کی زیارت

بَقِيعُ الْغَرْقَد کا قبرستان جو جَنَّتُ الْبَقِيع کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبرستان میں سینکڑوں صحابہ وتابعین دفن ہیں۔ علاوہ ازیں جبل اُحد کے دامن میں 70 شہید صحابہ دفن ہیں۔ ان کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا مسنون ہے۔

(1) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ... فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ ﴾ "بے شک میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو یقیناً یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔" (۲)

(2) سنن نسائی کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَزُورَ فَلْيَزُرْ وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا ﴾ "جو شخص (قبروں کی) زیارت کا ارادہ رکھتا ہے اسے زیارت کرنی چاہیے لیکن (وہاں) تم کوئی باطل کلام نہ کرو۔" (۳)

زیارتِ قبور کے وقت دعا

قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے ﴿ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ﴾ "اے مومنوں اور مسلمانوں کے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو۔ بلاشبہ ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔" (٤)

عورتیں بکثرت قبروں کی زیارت سے بچیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ ﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے۔" (٥)

- یاد رہے کہ ان زیارات کے علاوہ اور کوئی مقام ایسا نہیں ہے جس کی زیارت مسنون ہو۔

---

(۱) [**صحيح**: صحيح نسائى (٦٧٥) كتاب المساجد: باب فضل مسجد النبى والصلاة فيه' نسائى (٧٠٠)]

(۲) [مسلم (٩٧٧) كتاب الجنائز: باب استئذان النبى ربه عزوجل فى زيارة قبر أمه' ترمذى (١٠٥٤)]

(۳) [**صحيح**: صحيح نسائى (١٩٢٢) كتاب الجنائز: باب زيارة القبور' نسائى (٢٠٣٥)]

(٤) [مسلم (٩٧٥) كتاب الجنائز: باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها' ابن ماجة (١٥٤٧)]

(٥) [**حسن**: صحيح ابن ماجة (١٢٨١' ١٢٨٠) المشكاة (١٧٧٠) إرواء الغليل (٢٣٢) ترمذى (١٠٥٦)]

باب بدع الحج — بدعاتِ حج کا بیان

سفر حج اور احرام کے غیر مسنون افعال

- بچیوں کو حج سے روکنا۔
- محض توکل کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے بغیر زادِ راہ کے سفر کرنا۔
- عورت کا بغیر محرم کے اپنی رشتہ دار عورتوں کے ساتھ سفر کرنا۔
- اللہ سے محبت رکھتے ہوئے اکیلے ہی سفر کرنا جیسا کہ بعض صوفیا کا گمان ہے۔
- تلبیہ کی جگہ اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ کہنا۔
- خاموشی سے بغیر بولے حج کرنا۔

طواف کے غیر مسنون افعال

- طواف کرنے والے کا یہ الفاظ کہنا: ((إِيْمَاناً بِكَ وَتَصْدِيْقاً بِكِتَابِكَ))۔
- محرم کا طواف قدوم سے پہلے تحیۃ المسجد شروع کر دینا۔
- حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت نماز کی طرح رفع الیدین کرنا۔
- طواف کرنے والے کا یہ الفاظ کہنا: ((نَوَيْتُ بِطَوَافِيْ هَذَا الْأُسْبُوْعَ كَذَا وَكَذَا))۔
- حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ الفاظ کہنا: ((اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ))۔
- دوران طواف دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لینا۔
- طواف سے پہلے غسل کرنا اور بارش میں اس نیت سے طواف کرنا کہ ایسا کرنے سے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔
- دونوں شامی رکنوں کو بوسہ دینا اور ان کا استلام کرنا۔
- رکن یمانی کو بوسہ دینا۔
- طواف کرنے والوں کا یہ گمان کہ مسجد حرام میں نمازیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔
- دوران طواف تلاوت قرآن کا التزام۔
- کعبہ کے ستونوں پر اپنا نام لکھنا۔
- کعبہ اور مقام ابراہیم کی دیوار کو (تبرک کے لیے) چھونا۔
- آخری چار چکروں میں یہ الفاظ کہنا: ((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ))

آبِ زمزم کے غیر مسنون افعال

- آبِ زمزم سے غسل کرنا۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ زمزم کا پانی اور جہنم کی آگ ایک آدمی کے پیٹ میں جمع نہیں ہوں گے۔
- حاجی کا اپنا (زمزم کا) جوٹھا پانی کنوئیں میں ڈالنا اور یہ کہنا: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ رِزْقًا وَاسِعًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ))۔

سعی کے غیر مسنون افعال

- سعی یا عمرے میں سعی کی تکرار۔
- حج تمتع کرنے والے کا طواف افاضہ کے بعد سعی چھوڑ دینا۔
- لوگوں کا جماعت کھڑی ہونے کے باوجود سعی میں مصروف رہنا حتی کہ نماز با جماعت فوت ہو جائے۔
- سعی میں 14 چکر لگانا' وہ اس طرح کے ہر چکر صفا سے شروع ہو کر صفا پر ہی ختم کیا جائے۔
- سعی سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز ادا کرنا۔

عرفہ کے غیر مسنون افعال

- صرف جبل عرفات کو ہی موقف تصور کرنا۔
- منیٰ سے رات کو ہی عرفات کی طرف سفر شروع کر دینا۔
- عرفہ سے مزدلفہ لوٹتے ہوئے تیز چلنا۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کی شام اونٹ یا براق پر سوار ہو کر اترتے ہیں' سوار حضرات سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والوں سے معانقہ کرتے ہیں۔
- امام کا میدان عرفات میں جمعہ کی طرح دو خطبے دینا اور دونوں کے درمیان بیٹھنا۔
- عرفہ میں ظہر و عصر کے درمیان نفل پڑھنا۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ جمعہ کے دن وقوفِ عرفات بہتر (72) حجوں کے برابر ہے۔
- عرفہ کے علاوہ کسی اور جگہ وقوف کرنا۔

مزدلفہ کے غیر مسنون افعال

- مزدلفہ پہنچنے کے بعد نماز مغرب میں بلا وجہ تاخیر کرنا۔
- مشعر حرام پہنچنے پر اس دعا کا التزام: ((اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ' وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ' وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ'

وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ' أَبْلِغْ رُوحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))۔

❋ نمازِ مغرب وعشاء کے درمیان نفل پڑھنا۔

احرام کھولنے کے غیر مسنون افعال

❋ صرف سر کا چوتھائی حصہ منڈوالینا۔

❋ سر منڈانے کے وقت یہ دعا پڑھنا: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى مَا هَدَانَا وَأَنْعَمَ عَلَيْنَا ' اَللّٰهُمَّ هَذِهِ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّي......))۔

❋ اس رات جاگتے رہنا۔

رمیٔ جمار کے غیر مسنون افعال

❋ کنکریاں مارنے کے لیے غسل کرنا۔

❋ ان مساجد کا طواف کرنا جو جمروں کے قریب ہیں۔

❋ پھینکنے سے پہلے کنکریاں دھونا۔

❋ اللہ اکبر کی جگہ کنکریاں پھینکتے وقت سبحان اللہ یا کوئی دوسرا ذکر کرنا۔

❋ جمروں کو جوتیاں یا ان کے علاوہ کوئی اور چیز (کنکریوں کے سوا) مارنا۔

❋ طوافِ وداع کے بعد مسجد حرام سے الٹے پاؤں نکلنا۔

زیارتِ قبرِ نبوی کے غیر مسنون افعال

❋ خاص قبرِ نبوی کی زیارت کی غرض سے مدینہ کا سفر کرنا۔

❋ روضۂ مبارک کی جالیوں اور دروازوں کو چھونا اور بوسے دینا۔

❋ قبرِ مبارک پر قرآن خوانی کرنا۔

❋ قبرِ مبارک پر غیر مسنون درود پڑھنا۔

❋ یہ عقیدہ رکھنا کہ قبرِ مبارک کے قریب مانگی گئی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

❋ یہ اعتقاد کہ جیسے آپ ﷺ زندگی میں لوگوں کی گزارشات سنتے تھے اب بھی سنتے ہیں۔

❋ قبرِ مبارک کی زیارت کے بعد الٹے پاؤں واپس پلٹنا۔(۱)

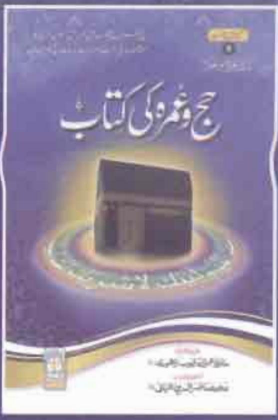
---

(۱) [بدعاتِ حج کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: مناسك الحج والعمرة للألبانی ' معجم البدع لرائد بن صبری ' الأمر بالاتباع للسیوطی ' زاد المعاد لابن القیم ' اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیة ' المدخل لابن الحاج ' الاعتصام للشاطبی ' القواعد النورانیة لابن تیمیة]

تفہیم کتاب وسنت

8

كتاب الحج والعمرة



حج اسلام کا بنیادی رکن اور اہم عبادت ہے۔ یہ جسمانی اور مالی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کا ذریعہ بھی ہے۔ عام طور پر لوگوں کو زندگی میں ایک آدھ بار ہی حج کی سعادت میسر آتی ہے۔ اس لیے عازمین حج کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مناسک حج کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ رہ جائے اور کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو۔ اس لیے وہ مسائل حج کی رہنمائی کے لیے کسی بہتر سے بہتر کتاب کی تلاش میں رہتے ہیں۔

''محترم حافظ عمران ایوب لاہوری سلمہ اللہ'' ایک باصلاحیت نوجوان قلم کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تحقیق وتصنیف کی اعلیٰ خوبیوں سے نوازا ہے۔ مختصر سے عرصہ میں ان کے گوہر بار قلم سے متعدد کتب منصۂ شہود پر آکر داد قبولیت پا چکی ہیں۔ مسائل کی جامعیت اور علم وتحقیق ان کا امتیازی وصف ہے۔

ان کی زیرنظر کاوش " كتاب الحج والعمرة " تفہیم کتاب وسنت سیریز کی ہی ایک کڑی ہے۔ جس میں صحیح احادیث کی روشنی میں حج اور عمرہ کے تمام مسائل کو انتہائی خوبصورت انداز میں بادلائل پیش کر کے زائرین حرم کی رہنمائی کی گئی ہے۔

مذاہب ائمہ، متقدمین ومتاخرین اہل علم کے فتاویٰ اور تحقیق وتخریج پر مشتمل ہونے کی بنا پر حج کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں یہ ایک شاندار اضافہ ہے۔ نیز حج اور عمرہ کے مسائل سے واقفیت حاصل کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بلاشبہ ایک گراں قدر علمی تحفہ ہے۔

کتاب جہاں باطنی حسن سے آراستہ ہے، وہاں اس میں ظاہری حسن بھی موجود ہے۔ ادارہ فقہ الحدیث پبلیکیشنز نے اسے انتہائی عمدہ کاغذ پر بہترین کمپوزنگ اور خوبصورت سرورق کے ساتھ شائع کر کے اس کے حسن میں مزید نکھار پیدا کر دیا ہے۔ اللہ ذوالجلال اس کتاب کو امت اسلامیہ کی رہنمائی کا باعث بنائے۔

ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ﷾
گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ، لیہ

01-08

تفہیم کتاب وسنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ
فقہ الحدیث پبلیکیشنز
لاہور ـ پاکستان
0300-4206199
Website: fiqhulhadith.com, E-Mail: editor@fiqhulhadith.com